تصحیح شدہ جدید ایڈیشن

شرحِ حدیثِ جبریل

تالیف الشیخ عبد المحسن العباد

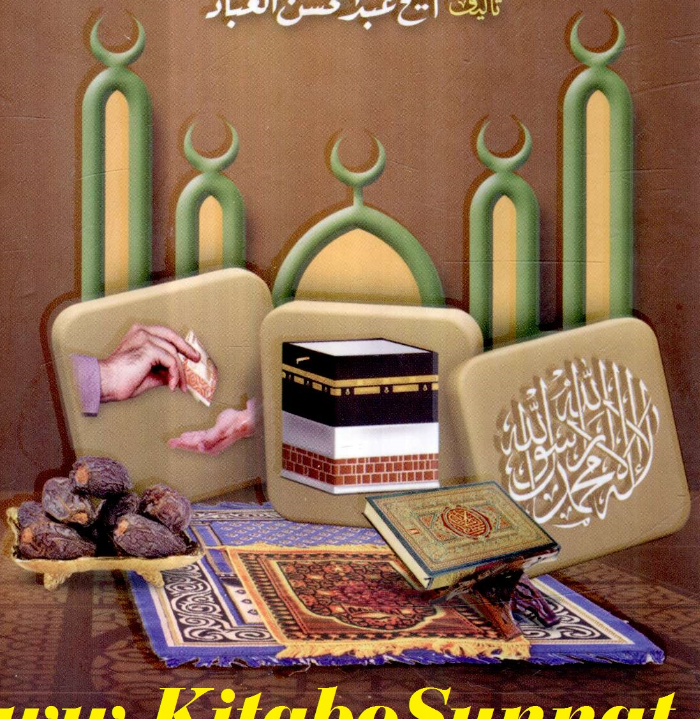

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ و تحقیق
محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

مراجعت
حافظ ندیم ظہیر

مکتبہ اسلامیہ
MAKTABA ISLAMIA

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

شرح حدیثِ جبریل

تصحیح شدہ جدید ایڈیشن

تالیف الشیخ عبدالمحسن العباد

ترجمہ و تحقیق
محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

مراجعت
حافظ ندیم ظہیر

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ اسلامیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب

شرح حدیث جبریل

تالیف

الشیخ عبدالمحسن العباد

ترجمہ و تحقیق

محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

ناشر ---------------- محمد سرور عاصم

اشاعت ---------------- 2016ء

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

0300-8661763 ، 0321-8661763
www.facebook.com/maktabaislamia1
maktabaislamiapk@gmail.com
www.maktabaislamiapk.com
www.maktabaislamiapk.blogspot.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا الإِيمَانُ ؟

قَالَ: الإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلاَئِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَبِلِقَائِهِ، وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ

مَا الإِسْلاَمُ؟

قَالَ: الإِسْلاَمُ: أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ، وَلاَ تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمَ الصَّلاَةَ، وَتُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ المَفْرُوضَةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ

مَا الإِحْسَانُ؟

قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست (عناوین)

حرف اول 7
پیش لفظ 9
حدیث جبریل علیہ السلام 12
تخریج حدیث 15
فقہ الحدیث اور فوائد 16
علماء سے مسئلہ پوچھنے کے آداب 19
تقدیر پر ایمان 20
اسلام اور ایمان 28
لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی 29
نماز 34
زکوٰۃ 38
روزہ 39
حج 40
ایمان کا بیان 41
توحید کی اقسام 42
فرشتوں پر ایمان 48
آسمانی کتابوں پر ایمان 49
قرآن مجید 50
سنت 51
رسولوں پر ایمان 54
نبی اور رسول میں فرق؟ 59
رسولوں میں اولوالعزم رسول 61

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امتِ دعوت اور امتِ اجابت 63
ہدایت کا راستہ 65
قیامت پر ایمان 66
عذاب قبر 67
ساری مخلوقات میدان محشر میں 80
حوض کوثر 83
اعمال کا وزن اور میزان 85
پل صراط 88
شفاعت کبریٰ 89
اللہ کے اذن سے شفاعتیں 90
جنت اور جہنم پر ایمان 92
رب کا دیدار 96
تقدیر پر ایمان 100
ایمان دلی اعتقاد، زبانی اقرار اور جسمانی عمل کا نام ہے 115
ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے 117
احسان، اسلام اور ایمان کے درجے 121
قیامت کا بیان 123
قیامت کا علم 124
قیامت کی نشانیاں 126
اللہ تعالیٰ کے ننانوے (99) نام 130

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ اول

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علٰی رسولہ الأمین، أما بعد:

حدیثِ جبریل، یعنی جس حدیث میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ایمانیات و دینیات کے بنیادی مسائل سے متعلق دریافت کیا، اسی بنا پر یہ حدیث جبریل کے نام سے معروف ہوگئی ہے۔ اس حدیث کی عظمت واہمیت کے پیش نظر کئی اہل علم نے اس کی شرح بیان کی اور جو مقصدِ حدیث ہے اسے عوام وخواص کے سامنے آسان فہم انداز میں نکھار دیا۔ انھیں علماء میں سے ایک نام فضیلۃ الشیخ عبدالمحسن العباد حفظہ اللہ ہے جو سرزمین عرب کے نامور وممتاز عالم دین ہیں۔ ایک طویل عرصے سے مدینہ طیبہ میں درس وتدریس اور تحریر وتقریر کے ذریعے سے فریضہ خدمتِ حدیث انجام دے رہے ہیں۔ استاذ محترم محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کو (۲۰۰۴ء میں) جب حج کی سعادت نصیب ہوئی تو مدینہ طیبہ میں آپ کی نظر ''شرح حدیث جبریل فی تعلیم الدین'' پر پڑی، شارح کے عمدہ اسلوب سے متاثر ہوئے اور یہ عزم کرلیا کہ اس کتاب کا ترجمہ وتحقیق کرکے اُردو خواں طبقے کو مستفید کریں گے، چنانچہ وطن واپسی پر سالانہ دورۂ دیر پر جاتے ہوئے ساتھ اس کتاب کو بھی لے گئے، پھر اس مختصر سے دورے سے حضرو پہنچے تو کتاب اردو قالب میں ڈھل چکی تھی۔ وللّٰہ الحمد

زیرِ نظر کتاب ''شرح حدیث جبریل'' کے نام سے شیخ محترم رحمہ اللہ کی زندگی ہی میں چھپ چکی ہے، اب تصحیح وتنقیح اور قدرے اضافے کے ساتھ دوبارہ شائع کیا جارہا۔ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کی تمام عربی واردو کتب پر کام جاری ہے، بعض تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں، لہٰذا وہ عنقریب ترتیب وار منظر عام پر آئیں گی۔ إن شاء اللّٰہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان امور کو سرانجام دینے میں حافظ شیر محمد الاثری مدیر جامعہ اہل الحدیث حضرو، ابو محمد نصیر احمد کاشف اور مولانا محمد سرور عاصم حفظہم اللہ کا تعاون ہمیشہ راقم الحروف کو حاصل رہا جس کے لیے میں ان احباب کا خصوصی شکریہ ادا کرتا ہوں، جزاھم اللہ خیراً.

محترم محمد قاسم برہ زئی صاحب بھی شکریے کے مستحق ہیں جنھوں نے ہمیشہ بڑی محنت اور محبت سے شیخ محترم کی تالیفات وتصنیفات کو کمپوز کیا۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہمارے ان کاوشوں کو شرف قبولیت بخشے اور انھیں ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

حافظ ندیم ظہیر

مدیر ماہنامہ اشاعۃ الحدیث حضرو

20 نومبر 2016ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمارے لیے دین اسلام پسند کیا اور ہم پر اپنی نعمت پوری کر کے دین مکمل کر دیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ (معبود برحق) نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، وہی الملك (بادشاہ) الحق، المبین ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک (سیدنا) محمد ﷺ اُس (اللہ) کے بندے اور رسول ہیں جنھیں اُس نے رحمۃ للعالمین [1] بنا کر بھیجا۔ پس آپ نے امانت ادا کر دی، اُمت کی خیر خواہی کی اور دین پہنچا دیا جیسا کہ پہنچانے کا حق ہے۔ اے اللہ! اپنے نبی پر درود وسلام بھیج، آپ پر، آپ کی آل، صحابہ اور قیامت تک آپ کی پیروی کرنے والوں پر برکتیں نازل فرما۔ (آمین)

أما بعد: میں ایک عرصے سے یہ چاہتا تھا کہ حدیثِ جبریل کی مستقل شرح لکھوں جس میں اسلام، ایمان اور احسان کا بیان کیا گیا ہے۔

اس حدیث کے آخر میں نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

((هٰذَا جِبْرِيْلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ)) ''یہ جبریل تھے جو تمھارے پاس تمھارا دین سکھانے آئے تھے۔''

اللہ کے فضل سے اس شرح کا آغاز ۱۴۲۴ھ میں ہوا۔ علماء کی ایک جماعت سے اس حدیث کی بڑی شان منقول ہے۔

قاضی عیاض [2] کہتے ہیں:

---

[1] لقب: ''رحمت للعالمین'' نبی کریم ﷺ کا خاصا ہے۔ رشید احمد گنگوہی دیوبندی کا یہ کہنا کہ ''لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے۔'' (فتاوی رشیدیہ ص ۲۱۸) غلط اور بلا دلیل ہے۔ غالباً اس غلط عقیدے کی بنیاد پر گنگوہی صاحب اپنے پیر حاجی امداد اللہ صاحب کے بارے میں کہتے تھے: ''ہائے رحمت للعالمین'' (دیکھئے معارف گنگوہی ص ۵۱)

[2] اکمال المعلم بفوائد مسلم (ج ۱ ص ۲۰۴، ۲۰۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہ حدیث ظاہری و باطنی عبادات کی تمام شروط کی شرح پر مشتمل ہے، شروطِ ایمان، جسمانی عمل، دلوں میں خلوص اور آفاتِ اعمال سے بچاؤ حتیٰ کہ شریعت کے سارے علوم اسی سے شاخ در شاخ نکلے ہیں اور اسی کی طرف لوٹتے ہیں...... اس حدیث اور اس کی تینوں اقسام پر ہم نے اپنی کتاب ''القاصد الحسان فیما یلزم الإنسان'' لکھی ہے۔ ان تینوں اقسام سے واجبات، سنن، مستحبات، ممنوعات اور مکروہات میں سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔ واللہ اعلم'' (شرح النووی علی صحیح مسلم ۱/۱۵۸)

[شرح حدیث جبریل فی تعلیم الدین ص ۵]

علامہ نووی نے کہا:

''جان لو! اس حدیث میں علوم، آداب اور لطائف کی اقسام جمع ہیں بلکہ یہ حدیث اسلام کی اصل ہے، جیسا کہ ہم نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے۔''

[شرح النووی ۱/۱۶۰]

امام قرطبی کہتے ہیں:

''یہ حدیث اس لائق ہے کہ اسے ام السنۃ (سنت کی ماں) کہا جائے کیونکہ اس نے علمِ سنت کے (بنیادی) جملے اکٹھے کر لیے ہیں۔'' (فتح الباری ۱/۱۲۵)

[المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم ۱/۱۵۲]

حافظ ابن دقیق العید [1] نے شرح الاربعین میں کہا:

''یہ حدیث سنت کے لیے ماں کی طرح ہے، جیسا کہ سورۂ فاتحہ کو ام القرآن (قرآن کی ماں) کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں معانی قرآن جمع ہیں۔''

حافظ ابن رجب نے کہا:

---

[1] محمد بن علی بن وہب القشیری رحمہ اللہ (متوفی ۷۰۲ھ) ترجمتہ فی تذکرۃ الحفاظ للذھبي (۴/ ۱۴۸۱ ت ۱۱۶۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ عظیم حدیث سارے دین کی شرح پر مشتمل ہے، اسی لیے نبی ﷺ نے اس کے آخر میں فرمایا: ''یہ جبریل تھے جو تمھارے پاس تمھارا دین سکھانے آئے تھے۔'' بعد ازاں آپ نے اسلام، ایمان اور احسان کے درجات بیان فرمائے اور ان سب کو دین قرار دیا۔ [جامع العلوم والحکم ۱/۹۷ ونسخۂ اُخری ۲/۳۵]

میں نے اس شرح کا نام ''شرح حديث جبريل في تعليم الدين'' رکھا ہے۔

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس (کتاب) کے ذریعے سے (لوگوں کو) نفع پہنچائے اور تمام لوگوں کو نفع بخش علم و عمل کے حصول کی توفیق دے، بلاشبہ وہی سمیع (سننے والا) مجیب (دعا قبول فرمانے والا) ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث جبریل علیہ السلام

یحییٰ بن یعمر (تابعی) سے روایت ہے:

كَانَ أَوَّلَ مَنْ قَالَ فِي الْقَدَرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِيُّ ، فَانطَلَقْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيُّ حَاجَّيْنِ -أَوْ مُعْتَمِرَيْنِ- فَقُلْنَا: لَوْ لَقِينَا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا يَقُولُ هَؤُلَاءِ فِي الْقَدَرِ ، فَوُفِّقَ لَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ دَاخِلًا الْمَسْجِدَ ، فَاكْتَنَفْتُهُ أَنَا وَصَاحِبِي أَحَدُنَا عَنْ يَمِينِهِ ، وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ ، فَظَنَنْتُ أَنَّ صَاحِبِي سَيَكِلُ الْكَلَامَ إِلَيَّ ، فَقُلْتُ : أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ ، وَيَتَقَفَّرُونَ الْعِلْمَ ، وَذَكَرَ مِنْ شَأْنِهِمْ ، وَأَنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنْ لَا قَدَرَ ، وَأَنَّ الْأَمْرَ أُنُفٌ ، قَالَ: فَإِذَا لَقِيتَ أُولَئِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي بَرِيءٌ مِنْهُمْ ، وَأَنَّهُمْ بُرَآءُ مِنِّي ، وَالَّذِي يَحْلِفُ بِهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ أَنَّ لِأَحَدِهِمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا ، فَأَنْفَقَهُ مَا قَبِلَ اللّٰهُ مِنْهُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ ، وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ ﷺ ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ، قَالَ: صَدَقْتَ ، قَالَ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ، وَيُصَدِّقُهُ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَان، قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَان، قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَتِهَا، قَالَ: أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَان، قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ لِي: يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟ قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ.

''سب سے پہلے بصرہ میں معبد الجہنی ① (ایک بدعتی) نے تقدیر (کے انکار) کے بارے میں کلام کیا تھا۔ پس میں اور حمید بن عبدالرحمٰن الحمیری حج یا عمرے کے لئے (مکہ) گئے۔ ہم نے کہا: اگر رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی سے ہماری ملاقات ہو تو ہم ان سے تقدیر کے بارے میں پوچھیں۔ مسجد میں ہماری ملاقات (سیدنا) عبداللہ بن عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہما) سے ہوگئی۔ میں اور میرے ساتھی نے دائیں بائیں طرف سے آپ کو گھیر لیا (تاکہ آپ سے سوال کریں) میں یہ سمجھتا تھا کہ میرا ساتھی، گفتگو کا موقع مجھے سونپے گا، چنانچہ میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن عمر)! ہمارے پاس ایسے لوگ نمایاں ہو چکے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں اور (بزعم خود) علم کی تلاش میں سرگرداں ہیں، پھر ان کی حیثیت بیان کی، یہ لوگ یہ دعویٰ رکھتے ہیں کہ کوئی تقدیر نہیں اور اُمور خود بخود ہو جاتے ہیں۔

انھوں (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جب تمھاری ان لوگوں سے ملاقات ہو تو انھیں بتا دو کہ میں اُن سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں۔ ② عبداللہ بن عمر اس کی قسم کھاتے

---

① معبد بن خالد الجهني القدري: صدوق مبتدع و هو أول من أظهر القدر بالبصرة (تقريب التهذيب: ٦٧٧٧) قتل سنة ٨٠ هـ.

② سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک بدعتی نے سلام بھیجا تو آپ نے اس کا جواب نہیں دیا تھا۔ (سنن الترمذي: ٢١٥٢ وسنده حسن و قال الترمذي: "هذا حديث حسن صحيح غريب")

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ ان لوگوں میں سے کوئی شخص اگر (اللہ کے راستے میں) اُحد پہاڑ جتنا سونا بھی خرچ کر دے تو اللہ اسے قبول نہیں کرے گا حتیٰ کہ وہ تقدیر پر ایمان لے آئے۔ پھر انھوں نے فرمایا: مجھے میرے والد محترم (سیدنا) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے حدیث بیان کی کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (بیٹھے ہوئے) تھے۔ اچانک ایک آدمی، کالے سیاہ بالوں والا، انتہائی سفید، صاف ستھرے کپڑے پہنے آنمودار ہوا، اس پر سفر کے اثرات نہیں تھے اور نہ ہم میں سے کوئی اُسے پہچانتا تھا۔ وہ آ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا، اُس نے اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملا لیے اور اپنی ہتھیلیاں آپ کے گھٹنوں پر رکھ کر کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تو لا الٰہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں) کی گواہی دے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور اگر استطاعت ہو تو (زندگی میں ایک دفعہ) بیت اللہ کا حج کرے۔'' اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔ ہم حیران ہوئے کہ (خود ہی) سوال کرتا ہے اور تصدیق (بھی خود) کرتا ہے۔

اس نے کہا: مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں۔ آپ نے فرمایا: ''(ایمان) یہ ہے کہ تو اللہ، اس کے فرشتوں، اُس کی کتابوں، اس کے رسولوں، قیامت کے دن اور خیر و شر کی تقدیر پر ایمان لائے۔'' اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے (پھر) کہا: مجھے احسان کے بارے میں بتائیں۔ آپ نے فرمایا: ''(احسان) یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت (ایسے خشوع و خضوع سے) کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تُو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔'' اس نے کہا: مجھے قیامت کے بارے میں بتائیں (کب آئے گی؟)

آپ نے فرمایا: ''جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔''

اس نے کہا: آپ مجھے اس کی نشانیاں بتا دیں۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''(اس کی نشانیوں میں سے) یہ (بھی ہے) کہ لونڈی اپنی مالکن کو جنے گی۔ اور تو دیکھے گا کہ ننگے پیر، ننگے بدن، غریب چرواہے (اونچی) کوٹھیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تکبر کریں گے (اور اترائیں گے)'' پھر وہ شخص چلا گیا۔ میں تھوڑی دیر چپ رہا، تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ''اے عمر! کیا تو جانتا ہے کہ یہ سائل کون تھا؟'' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: ''یہ جبریل تھے جو تمھارے پاس تمھیں تمھارا دین سکھانے آئے تھے۔'' [صحیح مسلم: ۸]

تخریجِ حدیث

۱: حدیث جبریل کی اس سند ومتن کے ساتھ امام مسلم نے کتاب الایمان کا آغاز کیا ہے جو صحیح مسلم کی پہلی کتاب ہے۔ صحیح بخاری کی پہلی حدیث (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ہے: ((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ)) ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔'' (محیی السنۃ، امام) بغوی رحمہ اللہ نے اپنی دونوں کتابوں ''مصابیح السنۃ'' اور ''شرح السنۃ'' کا آغاز صحیح بخاری کی حدیث سے کیا ہے، پھر صحیح مسلم کی اس پہلی حدیث کو لکھا ہے۔ اسی پر علامہ نووی نے کتاب الاربعین میں ان (بغوی) کی اتباع کی ہے۔ اس حدیث کے مقام اور عظمتِ شان کے بارے میں بعض علماء کے اقوال مقدمے میں گزر چکے ہیں۔

۲: یہ حدیث مسندِ عمر میں سے ہے (یعنی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ہے) صحیحین میں یہ روایت صرف صحیح مسلم میں ہے۔ امام مسلم کے علاوہ اسے ابو داود (۴۶۹۵) ترمذی (۲۶۱۰) نسائی (۸/ ۹۷ ح ۴۹۹۳) ابن ماجہ (۶۳) ابن مندہ (کتاب الایمان: ۱/ ۱۴) طیالسی (۲۱) ابن حبان (الاحسان: ۱/ ۱۹۸، ۱۹۹ ح ۱۷۳) الآجری (الشریعۃ ص ۱۸۸، ۱۸۹) ابو یعلیٰ (۲۴۲) بیہقی (دلائل النبوۃ ۷/ ۶۹، ۷۰ و شعب الایمان: ۳۹۷۳) بغوی (شرح السنۃ: ۲) مروزی (تعظیم قدر الصلوٰۃ: ۳۶۳-۳۶۷) عبداللہ بن احمد (کتاب السنۃ: ۹۰۱، ۹۰۸) بخاری (خلق أفعال العباد: ۱۹۰) اور ابن خزیمہ (۲۵۰۴) نے بیان کیا ہے، جیسا کہ جامع العلوم والحکم (۱/ ۹۴) کی تعلیق اور مسند الامام احمد (۳۶۷) کے حاشیے میں مذکور ہے۔

اس حدیث (کی اصل) میں (سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے بیان کرنے میں بخاری (۵۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومسلم (۹) متفق ہیں۔

رسول اللہ ﷺ سے اسے (دوسرے) پانچ (چھ) صحابہ نے بھی بیان کیا ہے جن کا ذکر حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۱۱۵/۱، ۱۱۶) میں کیا ہے۔

ان (صحابہ) کی روایات (مع تخریج) درج ذیل ہیں:

(۱) ابوذر رضی اللہ عنہ (ابو داود: ٤٦٩٨ ، النسائی ٨/ ١٠١ ح ٤٩٩٤ وإسناده صحيح)

(۲) ابن عمر رضی اللہ عنہ (احمد ١/ ٥٢ ، ٥٣ ، ٢/ ١٠٧ وهو صحيح بالشواهد)

(۳) انس رضی اللہ عنہ (البخاری فی خلق أفعال العباد: ١٩١ ص٣٨ ، البزار ، الكشف: ٢٢ وقال ابن حجر: وإسناده حسن)[1]

(۴) جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ [ابو عوانه ١/ ٣/ ب قلمی بحواله حاشيه اتحاف المهرة ٤/ ٥٦ وسنده موضوع ، فيه خالدبن يزيد العمری و هو كذاب ، ترجمته فی لسان الميزان (٢/ ٣٨٩)]

(۵) ابن عباس رضی اللہ عنہ

(أحمد ١/ ٣١٨ ح٢٩٢٦ و ٤/ ١٦٨ وسنده حسن ، شهر بن حوشب حسن الحديث)

(٦) ابو عامر الاشعری رضی اللہ عنہ

(أحمد ٤/ ١٢٩ ، ١٦٤ سنده حسن وقال ابن حجر: وإسنا دهما حسن)

فقہ الحدیث اور فوائد

۳: صحیح مسلم میں بیان شدہ حدیث سے پہلے یحییٰ بن یعمر اور حمید بن عبدالرحمٰن الحمیری کے قصے میں (۹) فائدے ہیں:

اول: تقدیر کا انکار کرنے کی بدعت بصرہ میں، عہد صحابہ میں (سیدنا) ابن عمر

---

[1] وسندہ ضعیف، اس کی سند میں ایک راوی ضحاک بن نبراس: لین الحدیث (ضعیف) ہے۔ دیکھئے تقریب التہذیب (٢٩٨٠) وضعفه الجمهور.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(رضی اللہ عنہما) کی زندگی میں ظاہر ہوئی۔ آپ کی وفات تہتر ہجری (۷۳ھ) میں ہوئی تھی۔

دوم: مشکل اُمور میں واقع ہونے کے بعد تابعین معرفتِ حکم (اور حل) کے لیے صحابہ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے، چاہے عقائد کا مسئلہ ہو یا نہ ہو۔ ہر مسلم پر یہی واجب ہے کہ وہ دینی اُمور کے لیے اہلِ علم کی طرف رجوع کرے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾

''پس اہلِ ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔'' [النحل: ۴۳، الانبیآء: ۷]

[تنبیہ از مترجم: اہلِ ذکر، علماء اور جاننے والوں کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں بلکہ اتباع ہے۔ اہلِ علم اسے کتاب وسنت واجماع بتائیں گے جس پر عمل کرنا واجب ہے۔ رہا مسئلہ اہلِ علم کی مختلف، متعارض ومتضاد آراء کا تو ان کی پیروی ممنوع اور دلیل پر عمل کرنا لازم ہے۔ صحیح بخاری (۷۳۰۷) میں اُن لوگوں کی سخت مذمت موجود ہے جو اپنی رائے سے فتویٰ دیں گے۔ آپ نے فرمایا: ''وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔'' اصول فقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ طے شدہ ہے کہ عامی (نہ جاننے والے) کا مفتی (عالم) کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۸ص ۳۷-۴۲]

سوم: حج وعمرہ کرنے والوں کے لیے یہ مستحب ہے کہ وہ حرمین کی فرصت کو غنیمت جانتے ہوئے، احکامِ دین میں مشکل اُمور کی معرفت کے لیے علماء کی طرف رجوع کریں اور تفقہ فی الدین (دین کی سُوجھ بوجھ) حاصل کریں، جیسا کہ یحییٰ بن یعمر اور حمید بن عبدالرحمٰن الحمیری کو اس قصے میں حاصل ہوا، اور ان پاکیزہ نتائج کے حصول کی کوشش کریں جو اللہ کی توفیق سے بندے کو دین میں سُوجھ بوجھ والا بنا دیتے ہیں اور بندہ شر میں مبتلا ہونے سے بچ جاتا ہے۔

یزید الفقیر (تابعی) سے روایت ہے کہ خارجیوں کی ایک رائے میرے دل میں گھر کر گئی تھی، چنانچہ ہم اچھی خاصی تعداد پر مشتمل ایک گروہ کے ساتھ حج کے لیے نکلے، پھر ہم لوگوں کے پاس گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(یزید الفقیر نے) کہا: ہم مدینہ (طیبہ) میں جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے گزرے، وہ ایک ستون کے پاس بیٹھے، لوگوں کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سُنا رہے تھے۔ انھوں نے اچانک (جہنم سے نکل کر جنت پہنچنے والے) جہنمیوں کا ذکر کیا تو میں نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی! آپ کیسی حدیثیں بیان کرتے ہیں؟ اللہ (تو) فرماتا ہے:

﴿ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ﴾

''بے شک تُو نے جسے آگ میں داخل کر دیا تو تُو نے اُسے رسوا کر دیا۔''

[آل عمران:۱۹۲]

نیز ارشاد ہے: ﴿ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ﴾

''جب بھی وہ اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے، انھیں اس میں لوٹا دیا جائے گا۔'' [السجدۃ:۲۰]

تو آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ (جابر رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: کیا تو قرآن پڑھتا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں فرمایا: کیا تجھے (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام معلوم ہے جو اللہ آپ کو عطا کرے گا؟ میں نے کہا: جی ہاں، انھوں نے فرمایا: یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ محمود ہے، جس کے ذریعے سے اللہ جن لوگوں کو (جہنم سے) نکالنا چاہے گا نکالے گا، پھر انھوں نے (پل) صراط کے نصب ہونے اور اس پر سے لوگوں کے گزرنے کا ذکر کیا۔ (یزید الفقیر نے) کہا: مجھے یہ ڈر ہے کہ میں اسے اچھی طرح یاد نہیں رکھ سکا، سوائے اس کے کہ انھوں نے بتایا: ایک قوم آگ میں جلنے کے بعد نکلے گی، وہ (لوگ) اس طرح نکلیں گے گویا کالی (جلی ہوئی) لکڑیاں ہیں، پھر وہ جنت کی نہروں میں سے ایک نہر میں داخل ہو کر غسل کریں گے، پھر اس طرح باہر نکلیں گے گویا (سفید) کاغذ ہیں۔ پس ہم (وہاں سے حدیث سن کر) واپس آئے۔ ہم نے کہا: تمھاری خرابی ہو! کیا یہ بزرگ (صحابی)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بول رہے ہیں؟ اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، چنانچہ ہم میں سے ایک آدمی کے علاوہ رجوع کر لیا، جیسا کہ اس حدیث کے راوی ابونعیم الفضل بن دکین نے فرمایا ہے۔ [صحیح مسلم:۱۹۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ گروہ جو حج کے لیے آیا تھا اس غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ کبیرہ گناہ کرنے والے جہنم سے باہر نہیں نکلیں گے۔ کفار کے بارے میں نازل شدہ آیات کو انھوں نے مسلمانوں پر فٹ کر دیا تھا، خارجیوں کا یہی عقیدہ ہے۔ اس باطل عقیدے والے لوگ حج کے بعد اسے لوگوں میں پھیلانا چاہتے تھے لیکن اس بابرکت سفر میں اللہ نے اپنی توفیق سے ان کی ملاقات (سیدنا) جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہما سے کرا دی تو انھوں نے ان لوگوں پر اُن کے فہم کا فساد واضح کر دیا، لہٰذا انھوں نے اپنے (باطل) عقیدے سے رجوع کر لیا سوائے ایک شخص کے جو باطل پر ڈٹا رہا۔

علمائے کرام سے مسئلہ پوچھنے کے آداب

چہارم: اس قصے میں ادب کی (کئی) اقسام ہیں، مثلاً: دونوں آدمیوں کا (سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کے دائیں بائیں ہو کر قریب ہونا، اس قربت کے ذریعے سے دونوں کے لیے یہ (بآسانی) ممکن ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ باتیں یاد رکھ سکیں، اسی طرح ان کا آپ (رضی اللہ عنہ) کو کنیت سے پکارنا باہمی خطاب میں یہ حسنِ ادب سے ہے، اسی طرح اپنے ساتھی کے حق (اور فضیلت) کا خیال رکھنا اور ان کی رضامندی کے بغیر ان سے باتوں میں مسابقت نہ کرنا۔ غالباً جب یحییٰ بن یعمر نے دیکھا کہ اُن کا ساتھی خاموش ہے، عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے کلام میں ابتدا نہیں کر رہے تو وہ ان کی خاموشی سے یہ سمجھے کہ انھوں نے (مجھے) یحییٰ بن یعمر کو بات کرنے کا موقع دیا ہے۔

پنجم: جس طرح عالم سے حالتِ نشست میں مسئلہ پوچھا اور علم حاصل کیا جاتا ہے اسی طرح چہل قدمی کے دوران میں (بھی) اُس سے علم سیکھا اور مسئلہ پوچھا جا سکتا ہے، کیونکہ ان دونوں تابعیوں نے جب (سیدنا) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے انھیں چلتے ہوئے ہی جواب دیا تھا۔ صحیح بخاری کی کتاب العلم میں درج ذیل ابواب بھی موجود ہیں:

''باب الفتیا و ھو واقف علی الدابۃ و غیرھا'' آدمی کا سواری وغیرہ پر کھڑے ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرفتویٰ دینے کا بیان۔

"باب السؤال والفتيا عند رمي الجمار" جمرات کو کنکریاں مارتے وقت سوال و جواب کا بیان۔

تقدیر پر ایمان

ششم: ان دونوں تابعین کے سوال کا جواب جو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دیا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقدیر کا انکار سنگین (اور خوفناک) بدعت ہے۔

ابن رجب کہتے ہیں کہ تقدیر پر ایمان دو طرح کا ہے:

درجۂ اول: اس پر ایمان کہ بندے جو خیر و شر اور اطاعت و معصیت کے اعمال کریں گے، اُن کی پیدائش اور وقوع سے پہلے یہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہے (وہ سب جانتا ہے) کہ ان میں کون جنتی اور کون دوزخی ہے۔ اللہ نے ان کی تخلیق و تکوین سے پہلے ان کے اعمال کا بدلہ ثواب و عذاب کی صورت میں تیار کر رکھا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس لکھ رکھا ہے اور اسے سب معلوم ہے۔ بندے وہی اعمال کرتے ہیں جو پہلے سے اللہ کے علم اور کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

درجۂ دوم: بندوں کے تمام افعال چاہے کفر ہو یا ایمان، اطاعت ہو یا نافرمانی، اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں اور وہ ان سے (ایمان و اطاعت) چاہتا ہے۔

اہلِ سنت والجماعت اس (عقیدے) کا اقرار کرتے ہیں اور قدریہ (منکرین تقدیر) اس کا انکار کرتے ہیں۔ درجۂ اول کو بہت سے منکرینِ تقدیر بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اُن کے غالی حضرات، مثلاً: معبد الجہنی، جس کے بارے میں ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے سوال ہوا تھا، اور عمرو بن عبید [1] وغیرہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ بہت سے ائمہ سلف نے کہا: قدریہ سے

---

[1] المعتزلي المشهور، كان داعيًا إلى بدعته، اتهمه جماعة مع أنه كان عابدًا.
(تقريب التهذيب: ٥٧١) بدعت کے ساتھ عابد والی بات مردود ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم پر مناظرہ کرو۔ اگر وہ اس کا اقرار کرلیں تو انھیں شکست ہو جائے گی اور اگر انکار کریں تو کفر کریں گے۔ (یعنی کافر ہو جائیں گے) ان کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ کے علمِ قدیم کا انکار کرے جو بندوں کے افعال سے پہلے ہے اور یقیناً اللہ نے بندوں کو پیدا کرنے سے پہلے انھیں بدبختی اور خوش بختی میں تقسیم کردیا ہے اور اسے اللہ نے اپنے پاس محفوظ کتاب میں لکھ دیا ہے، تو اس شخص نے قرآن کا انکار کیا جس بنا پر وہ کافر ہو گیا۔

اور اگر وہ اس کا اقرار کریں اور اس کا انکار کریں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے افعال پیدا کیے اور اُن سے تکوینی تقدیری ارادہ چاہا (یعنی حق و باطل کے دونوں راستوں کا اختیار دے کر یہ چاہا کہ وہ حق پر چلیں) تو وہ (منکرینِ تقدیر) لاجواب ہو جائیں گے کیونکہ انھوں نے وہ چیز تسلیم کرلی جس کا وہ انکار کر رہے تھے۔ ان لوگوں کی تکفیر میں علماء کے درمیان مشہور اختلاف ہے۔ امام شافعی، امام احمد رحمہما اللہ [1] اور دیگر ائمہ مسلمین اُس شخص کو کافر کہتے ہیں جو (اللہ کے) علمِ قدیم کا انکار کرتا ہے۔ [جامع العلوم والحکم ۱/۱۰۳، ۱۰۴]

ہفتم: شیطان دو طریقوں سے لوگوں کو گمراہ کرتا اور بہکاتا ہے۔ جو لوگ (اللہ و رسول کی) اطاعت سے اعراض اور تقصیر کے مرتکب ہیں اُن کے لیے شہوات کو خوش نما بنا کر پیش کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَ حُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ))

"جنت کو تکلیف دہ اعمال اور جہنم کو شہوات کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا ہے۔"

[صحیح البخاری: ۶۴۸۷ وصحیح مسلم: ۲۸۲۲ واللفظ لہ]

[یعنی جنت جانے کے لیے نیک اعمال ضروری ہیں چاہے انسان انھیں ناپسند کرے اور جو لوگ شہوات و خواہشات کے پجاری ہیں جہنم ان کی منتظر ہے۔ والعیاذ باللہ.]

---

[1] امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک جس نے علم کا انکار کیا تو اس نے کفر کیا۔ دیکھئے السنة لأبي بكر الخلال (۸۷۰ وسنده صحيح) لیکن امام شافعی رحمہ اللہ کا قول باسند صحیح نہیں مل سکا، واللہ اعلم [ندیم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ﴾

''تم بات کرنے میں نرمی نہ کرو کہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ طمع کر بیٹھے۔'' [الاحزاب:۳۲]

جو شخص اطاعت وعبادت والا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس غلو اور شبہات کے ساتھ آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ﴾

''اسی نے آپ پر کتاب نازل کی ہے، اس میں محکم آیات ہیں جو اُم الکتاب ہیں اور دوسری (آیات) متشابہات ہیں، جن لوگوں کے دل ٹیڑھے ہوتے ہیں وہ فتنہ اور (باطل) تاویل کے لیے متشابہات کی پیروی کرتے ہیں۔''

[آل عمران:۷]

(سیدہ) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی تو فرمایا: ''جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہات کی پیروی کرتے ہیں تو ان سے بچو، انھی کا اللہ نے (قرآن میں) ذکر کیا ہے۔'' [البخاری:۴۵۴۷ومسلم:۲۶۶۵]

اسی میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا﴾

''ان کے دلوں میں بیماری ہے پس اللہ نے (اس) بیماری کو زیادہ کر دیا۔''

[البقرۃ:۱۰]

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے تو اس نے ان کو اُن کی گندگی کے ساتھ اور گندگی میں زیادہ کر دیا ہے۔'' [التوبۃ: ۱۲۵]

جن لوگوں کے بارے میں ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے پوچھا گیا تھا، یحییٰ بن یعمر نے ان کے اوصاف سے متعلق بتایا کہ وہ لوگ عبادت کرنے والے ہیں۔ انھوں نے کہا: ہمارے پاس ایسے لوگ نکل آئے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں اور (بزعم خود) علم کی تلاش میں سرگرداں ہیں، پھر ان کی حیثیت بیان کی۔

یہ اور ان کی طرح کے مبتدعین کی یہی حالت ہوتی ہے کہ شیطان ان کے پاس آکر شبہات کے ذریعے سے انھیں بہکاتا اور گمراہ کرتا ہے۔

ہشتم: مفتی کو چاہیے کہ فتوے کے ساتھ دلیل بھی بیان کرے کیونکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان (گمراہ) لوگوں کے بارے میں اپنا فیصلہ سُنایا اور اعلان برأت کیا، پھر اس (فتوے) کی دلیل کے طور پر حدیثِ جبریل بیان کی جس میں اصولِ ایمان مذکور ہیں (مثلاً) ایمان بالقدر۔

نہم: امام مسلم رحمہ اللہ کا یہ طریقہ تھا کہ آپ سند و متن کے الفاظ کی خاص حفاظت کرتے تھے۔ انھوں نے یہ حدیث بغیر کسی اختصار یا ٹکڑے کرنے کے بیان کی۔ اسی لیے انھوں نے یہاں حدیث جبریل پوری بیان کی، تقدیر پر ایمان کے مسئلے پر اکتفا کرتے ہوئے اسے مختصر بیان نہیں کیا۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ''صحیح مسلم میں امام مسلم کو بہت ہی عظیم فضیلت حاصل ہے جو کسی دوسرے کو حاصل نہیں، لہٰذا بعض لوگ اسے صحیح بخاری پر بھی ترجیح دیتے تھے کیونکہ انھوں نے سنے ہوئے الفاظ کی ادائیگی پر حفاظت کرتے ہوئے، روایت بالمعنیٰ اور ٹکڑے کرنے کے بغیر اسانید اور بہترین متون کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ نیشاپوریوں میں سے بہت سے لوگوں نے یہ طریقہ اپنانے کی کوشش کی ہے مگر منزل مراد تک نہ پہنچ سکے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے، بیس سے اوپر اماموں نے صحیح مسلم پر مستخرجات لکھے ہیں۔ پس پاک ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہی (اللہ) جو دینے والا اور بخشنے والا ہے۔'' [تہذیب التہذیب ج ۱۰ص ۱۲۵]

۴: حدیث کے یہ الفاظ: ''ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس (بیٹھے ہوئے) تھے کہ ایک آدمی، کالے سیاہ بالوں والا، انتہائی سفید صاف ستھرے کپڑے پہنے آ نمودار ہوا۔ اس پر سفر کے اثرات نہیں تھے اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا۔ وہ شخص آ کر نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملا لیے اور اپنی ہتھیلیاں آپ کی رانوں پر رکھ دیں، پھر اُس نے آپ سے اسلام، ایمان، احسان، قیامت اور اس کی نشانیوں کے بارے میں سوالات کیے۔ بعد ازاں آپ (ﷺ) نے فرمایا: ''یہ جبریل تھے جو تمھارے پاس تمھارا دین سکھانے آئے تھے۔''

اس میں کئی فوائد ہیں:

اول: صحیح بخاری (۵۰) وصحیح مسلم (۹) میں آیا ہے کہ (سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ''ایک دن نبی ﷺ لوگوں کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔''

سنن ابی داود (۴۶۹۸) میں صحیح سند کے ساتھ (سیدنا) ابوذر اور ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے پاس بیٹھتے تھے تو آنے والا اجنبی یہ نہیں جانتا تھا کہ آپ کون ہیں، اسے پوچھنا پڑتا تھا۔ پس ہم نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ہم آپ کے لیے بیٹھنے کی ایک خاص جگہ بنانا چاہتے ہیں تاکہ آنے والا اجنبی (بھی) آپ کو پہچان لے...... چنانچہ ہم نے آپ کے لیے مٹی کا ایک چبوترہ بنایا تو آپ وہاں بیٹھتے اور ہم آپ کے اردگرد بیٹھ جاتے تھے۔

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ معلّم (استاد) کے لیے (منفرد) بلند مقام ہونا چاہیے تاکہ پتہ بھی چل جائے اور تمام حاضرین اسے دیکھ سکیں۔ خاص طور پر جب لوگ زیادہ ہوں تو اس طرح سب اس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

دوم: فرشتے انسانوں کے پاس انسانی شکل میں آتے تھے۔ اسی طرح قرآن میں آیا ہے کہ جبریل (علیہ السلام) مریم (علیہا السلام) کے پاس انسانی شکل میں آئے تھے۔ (سیدنا)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم اور لوط (علیہما السلام) کے پاس فرشتے انسانی شکل میں آئے تھے۔اللہ کی قدرت کے ساتھ فرشتے اپنی اصل صورت سے انسانی شکل میں متشکل ہو سکتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے خلقتِ ملائکہ کے بارے میں فرمایا:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ﴾

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اُسی نے فرشتے ایلچی بنائے ہیں دو دو، تین تین اور چار چار پروں والے وہ اپنی تخلیق میں جو چاہتا ہے زیادہ کر دیتا ہے۔'' [فاطر:۱]

صحیح بخاری (۴۸۵۷) اور صحیح مسلم (۲۸۰) میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جبریل (علیہ السلام) کو (ان کی اصلی صورت میں) دیکھا، ان کے چھ سو پر تھے۔

فرشتوں کی طرح جن بھی انسانی شکل میں آسکتے ہیں، جیسا کہ صحیح بخاری (۲۳۱۱) میں (سیدنا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک (جن رشیطان) اُن کے پاس آتا اور غلے کے ڈھیر سے غلہ چرانے کی کوشش کرتا۔جس طرح جن انسانی شکل میں آسکتے ہیں، اسی طرح وہ سانپوں کی شکل میں بھی آسکتے ہیں جیسا کہ صحیح مسلم (۲۲۳۶) کی حدیث سے ثابت ہے۔

فرشتے اور جن اپنی اصل صورت میں انسانوں کو دیکھتے ہیں لیکن انسان انھیں نہیں دیکھ سکتے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنوں کے بارے میں فرمایا:

﴿ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ﴾

''بے شک وہ (شیطان) اور اس کا قبیلہ تمھیں وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انھیں نہیں دیکھ سکتے۔'' [الاعراف:۲۷]

سوم: جبریل (علیہ السلام) کا انسانی شکل میں آنا، موجودہ دور کی اداکاری (ایکٹنگ) کے جواز کی دلیل نہیں کیونکہ یہ اداکاری (ایکٹنگ) تو جھوٹ کی ایک قسم ہے، جبکہ جبریل (علیہ السلام) اپنی اصل حالت وخلقت جس میں ان کے چھ سو پر ہیں، اللہ تعالیٰ کی قدرت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجازت سے انسانی شکل میں تبدیل ہو گئے تھے۔

چہارم: جبریل علیہ السلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا اور آپ کے سامنے بیٹھ جانا اس بات ہے کہ طالب علموں کو استاد کے سامنے آداب کا خیال رکھنا چاہیے اور سائل کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ صرف اسی چیز کے بارے میں سوال کرے جسے وہ نہیں جانتا بلکہ یہی مناسب ہے کہ اگر وہ جانتا بھی ہو تو حاضرین کو سمجھانے کے لیے سوال کرے۔ اسی لیے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کے آخر میں لوگوں کی تعلیم جبریل (علیہ السلام) کی طرف منسوب کی، چنانچہ آپ کا ارشاد ہے: ''بے شک یہ جبریل تھے جو تمھارے پاس تمھارا دین سکھانے آئے تھے۔'' تعلیم تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود دی، لیکن اسے جبریل علیہ السلام کی طرف اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ اس تعلیم کا سبب بنے تھے۔

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ سے پوچھو۔'' تو لوگ سوال کرنے سے ڈر گئے، پھر ایک آدمی آیا تو اس نے سوالات کیے۔ اس حدیث کے آخر میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ جبریل ہیں، جب تم نے سوالات نہیں کیے تو انھوں نے تمھیں (دین) سکھانا چاہا۔'' [صحیح مسلم:۱۰]

پنجم: صحیحین میں اس بات کا کوئی ذکر① نہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل (علیہ السلام) تشریف لائے تو انھوں نے سلام کیا تھا یا نہیں؟ جبکہ سنن ابی داود (۴۶۹۸) میں (سیدنا) ابو ہریرہ اور (سیدنا) ابو ذر (رضی اللہ عنہما) سے مروی روایت میں ہے کہ ایک آدمی آیا، انھوں نے اُس کی حالت بیان کی حتیٰ کہ اُس نے مجلس کے کنارے سے سلام کیا۔ اس نے کہا: السلام علیك یا محمد! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا۔ (۴۶۹۸)

ششم: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کہا جائے کہ (سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) کو کیسے پتہ چل گیا کہ اس آدمی کو کوئی نہیں پہچانتا تھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے انھوں

---

① اگر نصوصِ کتاب وسنت واجماع میں سے کسی ایک دلیل میں کسی چیز کا اثبات مذکور ہو اور دوسری بہت سی نصوص میں اُس چیز کا ذکر موجود نہ ہو تو عدمِ ذکر نفیِ ذکر کی دلیل نہیں ہوتا بلکہ ثقہ وصدوق کی زیادت کو ہی ترجیح ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ایسا گمان کیا ہو یا حاضرین میں سے کسی نے صراحتاً انھیں یہ بتا دیا ہو۔ میرے نزدیک یہ دوسرا احتمال زیادہ صحیح ہے کیونکہ عثمان بن غیاث (ایک راوی) کی روایت (مسند احمد ۱/ ۲۷ ح ۳۷۴ وسندہ صحیح) میں آیا ہے کہ لوگوں نے ایک دوسرے کو دیکھا، پھر کہا: ہم اس کو نہیں جانتے۔ [فتح الباری ۱/ ۱۱۶، ۱۱۷]

ہفتم: علامہ نووی نے شرح صحیح مسلم (۱/ ۱۵۷) میں یہ ذکر کیا ہے کہ "فخذیہ" (دونوں گھٹنے) کی ضمیر جبریل (علیہ السلام) کی طرف راجع ہے، جبکہ دیگر علمائے کرام کے نزدیک یہ نبی ﷺ کی طرف راجع ہے۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں: سلیمان التیمی کی روایت میں آیا ہے کہ اس شخص کی سفر کی سی حالت نہیں تھی اور نہ وہ اس علاقے (مدینے) کا تھا، پس وہ قدم اُٹھاتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا جیسا کہ ہم نماز میں بیٹھتے ہیں، پھر اس نے نبی کریم ﷺ کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ اسی طرح ابن عباس اور ابو عامر الاشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ پھر اُس نے نبی ﷺ کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس روایت سے ثابت ہو گیا کہ "علیٰ فخذیہ" (گھٹنوں پر) کی ضمیر نبی کریم ﷺ کی طرف راجع ہے۔ (آپ ﷺ کے گھٹنوں پر جبریل علیہ السلام نے ہاتھ رکھے تھے) اور یہی بات امام بغوی اور اسماعیل التیمی نے بطورِ جزم، اس روایت کے بارے میں کہی ہے، نیز طیبی نے بحث و تحقیق کر کے اسے ہی راجح قرار دیا ہے اور کلام کے سیاق و سباق سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ یہ بات علامہ نووی اور تورپشتی کے جزم کے خلاف ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جبریل آپ ﷺ کے سامنے طالب علم کی طرح بیٹھ گئے تھے، اگرچہ سیاق سے یہی ظاہر ہے لیکن ان کا آپ ﷺ کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کلی طور پر آپ کی طرف متوجہ ہیں اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگر سائل زیادتی بھی کرے تو عالم کو چاہیے کہ تواضع سے کام لے اور درگزر کرے۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس طریقے سے جبریل علیہ السلام نے اپنے آپ کو خفیہ رکھنے میں مبالغہ کیا ہے تا کہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ پوچھنے والا خشک مزاج اعرابیوں (دیہاتیوں، خیمہ بدوشوں) میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہے۔ اسی لیے وہ قدم اُٹھاتے ہوئے اور لوگوں کو پھلانگتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس آگئے تھے۔'' [فتح الباری ۱/۱۱۶]

سنن نسائی [۸/۱۰۱ ح ۴۹۹۴ و إسنادہ صحیح] میں ہے کہ انھوں (جبریل علیہ السلام) نے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے گھٹنوں پر رکھا تھا۔

اسلام اور ایمان

۵: حدیث کے یہ الفاظ: اس نے کہا: اے محمد (ﷺ)! مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تو لا الٰہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) اور محمد رسول اللہ ﷺ (محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں) کی گواہی دے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور اگر استطاعت ہو تو (زندگی میں ایک دفعہ) بیت اللہ کا حج کرے۔'' اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔ ہم حیران ہوئے کہ (خود ہی) سوال کرتا ہے اور (خود ہی) تصدیق کرتا ہے۔

اس میں (کئی) فائدے ہیں:

اول: جبریل (علیہ السلام) نے جب اسلام کے بارے میں پوچھا تو نبی کریم ﷺ نے انھیں ظاہری اُمور کے بارے میں بتایا اور جب انھوں نے ایمان کی بابت پوچھا تو آپ نے انھیں باطنی اُمور کے متعلق بتایا۔ اسلام اور ایمان کے الفاظ اگر اکٹھے ذکر کیے جائیں تو اِن کے معنی میں فرق ہوتا ہے، چونکہ (اسلام و ایمان) یہاں اکٹھے مذکور ہیں، لہٰذا اسلام کی تفسیر ظاہری اُمور سے کی گئی ہے اور یہی اسلام کے معنی سے مناسب ہے۔ اسلام، اللہ کے لیے سرِ تسلیم خم کر دینے اور فرماں برداری کا نام ہے۔ ایمان کی تفسیر باطنی اُمور سے کی گئی ہے اور یہ اس کے معنی سے مناسب ہے۔ (دل، زبان اور عمل سے) تصدیق و اقرار کو ایمان کہتے ہیں۔ جب اسلام اور ایمان کا مفرداً (علیحدہ علیحدہ) ذکر کیا جائے تو ظاہری و باطنی اُمور کے دونوں معنی مراد ہوتے ہیں۔ اسلام کا مُفرد (علیحدہ) ذکر اس ارشادِ باری تعالیٰ میں ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾

''جس نے اسلام کے سوا دوسرا دین چاہا تو اُس سے وہ (دین) قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔''

[آل عمران: ۸۵]

ایمان کا مفرد ذکر اس آیت میں ہے:

﴿وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾

''جس نے ایمان کے ساتھ کفر کیا تو اُس کا (ہر) عمل ضائع ہو گیا اور وہ آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔'' [المآئدۃ:۵]

اس کی مثال فقیر و مسکین اور بر و تقویٰ وغیرہ کے الفاظ ہیں۔

لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی

دوم: امورِ اسلام کی تفسیر میں پہلا اَمر لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی دو گواہیاں ہیں اور یہ دونوں گواہیاں باہم لازم و ملزوم ہیں۔

آپ ﷺ کی بعثت سے لے کر قیامت تک ہر انسان اور ہر جن پر کلمۂ شہادت کا اقرار کرنا فرض ہے۔

پس جو شخص آپ ﷺ پر ایمان نہیں لائے گا وہ شخص دوزخی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! ① لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ

① یہاں پر ''یَدٌ'' کا معنی قدرت کرنا باطل ہے، کیونکہ قدرت اللہ تعالیٰ کی الگ صفت ہے۔ جب ''یَدٌ'' کا معنی قدرت کیا جائے تو اللہ کی صفت ''یَدٌ'' (اللہ کا ہاتھ ہونے) کا انکار ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو بلا تمثیل، بلا تاویل، بلا تشبیہ، بلا تکییف اور بلا تعطیل ماننا سلف صالحین کا منہج ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ''یَدٌ'' (ہاتھ) ہے، جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے اور مخلوق سے مشابہ نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ))

''اس ذات (اللہ) کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اس امت (اُمتِ دعوت) میں سے جو بھی میرے بارے میں سن لے، چاہے وہ یہودی ہو یا نصرانی، پھر وہ جس دین کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے، اس پر ایمان نہ لائے تو وہ شخص دوزخی ہے۔'' [صحیح مسلم:۱۵۳/۳۸۶]

لا الٰہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کی گواہی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ یہ کلمہ اخلاص دو ارکان پر مشتمل ہے۔ اس کے شروع میں عام (معبودوں) کی نفی ہے اور آخر میں خاص (معبود برحق) کا اثبات ہے۔ شروع میں اللہ کے سوا ہر معبود کی نفی ہے اور آخر میں صرف ایک اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کا اثبات ہے۔ لا نفی جنس کی خبر ''حق'' مقدر ہے اس کی خبر کو ''موجود'' سے مقدر کرنا صحیح نہیں کیونکہ باطل الٰہ (معبود) تو کثرت سے موجود ہیں۔ یہاں تو صرف اُلوہیت حقہ (معبود برحق) کی نفی کی گئی ہے کیونکہ صرف اللہ ہی معبود برحق ہے اور اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

محمد رسول اللہ (محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں) کی گواہی کا مطلب یہ ہے کہ مخلوقات میں، ہر محبوب سے زیادہ آپ سے محبت کی جائے۔ آپ کے تمام احکام میں آپ کی اطاعت کی جائے اور ان تمام اُمور سے کلیتاً رکا جائے جن سے آپ نے منع کیا ہے۔ آپ کی بیان کردہ تمام خبروں کی تصدیق کی جائے، چاہے یہ خبریں ماضی کے متعلق ہوں یا حال اور مستقبل سے متعلق۔ یہ ایسی خبریں ہیں جن کا ذریعہ مشاہدہ اور معائنہ نہیں (بلکہ وحی ہے) اور آپ جو حق و ہدایت لے کر آئے ہیں، اُس کے مطابق اللہ کی عبادت کی جائے۔

لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی کا تقاضا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو دین لے کر آئے ہیں اُس کے مطابق، خالص اللہ کے لیے عمل کیا جائے۔

ہر عمل جس کے ساتھ اللہ کا تقرب حاصل ہوتا ہے، اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالصتاً اللہ کے لیے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہو۔ جب اخلاص نہ ہو تو عمل مقبول نہیں ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَدِمْنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا۟ مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَٰهُ هَبَآءً مَّنثُورًا﴾

''انھوں نے جو اعمال کیے ہوں گے ہم اُن کے سامنے لا کر انھیں ہوا میں اُڑا دیں گے۔'' [الفرقان:۲۳]

حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي، تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ)) ''میں تمام شریکوں کے شرک سے بے نیاز ہوں جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کر لیا تو میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ (کر ڈھیل) دیتا ہوں۔''

[صحیح مسلم:۲۹۸۵]

[فائدہ: صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اُمتِ مسلمہ میں سے بعض لوگ شرکِ اکبر کا بھی ارتکاب کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ، وَحَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ))

''اور قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ میری امت کے (کچھ) قبیلے مشرکین سے جاملیں گے اور (قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ) میری اُمت کے (کچھ) قبیلے اوثان (بتوں، قبروں وغیرہ) کی عبادت کریں گے۔''

(سنن أبي داود: ٤٢٥٢ و سنده صحيح، و أصله في صحيح مسلم: ٢٨٨٩۔ أبو قلابة بريء من التدليس والحمدلله)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي))

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”مجھے اس بات کا ڈر نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے۔“ [صحیح البخاری:۱۳۴۴]

اس حدیث کی تشریح میں حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں: ”أَيْ عَلٰی مَجْمُوعِکُمْ ، لِأَنَّ ذٰلِكَ وَقَعَ مِنَ الْبَعْضِ ، أَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی“ یعنی تم مجموعی طور پر (بالا جماع) شرک نہیں کرو گے، کیونکہ بعض سے (شرک کا) یہ فعل واقع ہوا ہے، اللہ ہمیں اس سے بچائے۔ (فتح الباری ۳/۲۱۱) یعنی ساری اُمت مجموعی طور پر شرک نہیں کرے گی، بلکہ اُمت میں سے بعض لوگ شرک کریں گے، نیز دیکھئے ارشاد الساری للقسطلانی (۲/۴۴۰) وشرح الکرمانی (۷/۱۲۳) وعمدة القاری للعینی (۸/۱۵۷) وشرح النووی علیٰ صحیح مسلم (۲/۲۵۰) وصحیح بخاری درسی (۱/۱۷۹) وشرح صحیح مسلم / غلام رسول سعیدی بریلوی (۶/۷۳۸) وما علینا إلا البلاغ / مترجم]

اگر (آپ ﷺ کی) اتباع نہ ہو تو بھی عمل مردود ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے ہمارے دین میں وہ (کام) نکالا جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے“ [البخاری:۲۶۹۷ ومسلم:۱۷۱۸] صحیح مسلم (۱۷۱۸) میں آیا ہے کہ ((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))

”جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔“

یہ جملہ پہلے جملے سے زیادہ عام ہے کیونکہ جو شخص بذاتِ خود بدعت نکالے اور اس پر عمل کرے یا کسی اور کی نکالی ہوئی بدعت پر عمل کرے، سب اس روایت کے (مفہوم وعموم) میں شامل ہیں۔

یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اگر خالص اللہ کے لیے عمل ہو اور سنت پر مبنی نہ ہو، کرنے والے کی نیت وارادہ اچھا ہو تو یہ عمل (بھی) اچھا اور نفع بخش ہے۔ اس (کی تردید) کے لیے وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جس میں آیا ہے کہ ایک صحابی نے نمازِ عید سے پہلے اپنی قربانی ذبح کر لی تو نبی کریم ﷺ نے اُس سے فرمایا: ((شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ)) ”تیری بکری گوشت کے لیے ہے۔“ یعنی تیری قربانی نہیں ہوئی [صحیح بخاری:۵۵۵۶ وصحیح مسلم:۱۹۶۱]

رسول اللہ ﷺ نے اسے قربانی قرار نہیں دیا کیونکہ یہ اپنے وقت سے پہلے ذبح کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی تھی۔قربانی کا وقت تو نمازِ عید کے بعد شروع ہوتا ہے۔

حافظ (ابن حجر العسقلانی) اس کی شرح میں لکھتے ہیں: شیخ ابومحمد (عبداللہ بن سعد بن احمد) بن جمرہ (الازدی الاندلسی) نے فرمایا: اس میں یہ (دلیل) ہے کہ عمل اگرچہ اچھی نیت کے مطابق ہو، اس وقت تک صحیح (ومقبول) نہیں ہوتا جب تک شریعت کے مطابق نہ ہو۔

[فتح الباری ۱۰/۱۷]

سنن دارمی (۱/۶۸، ۶۹ ح ۲۱۰ وسندہ حسن) میں ہے کہ (سیدنا) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے پاس ٹھہرے جو مسجد میں حلقہ بنائے (بیٹھے) تھے اور ان کے سامنے کنکریاں تھیں۔ ان لوگوں میں سے ایک کہتا: سو دفعہ تکبیر کہو تو وہ سو دفعہ تکبیر کہتے، پھر وہ کہتا: سو دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہو تو وہ سو دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہتے، پھر وہ کہتا: سو دفعہ تسبیح پڑھو تو وہ سو دفعہ تسبیح پڑھتے۔ (سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: تم یہ کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! ہم کنکریوں پر تکبیر، لا الٰہ الا اللہ اور تسبیح گن رہے ہیں۔ انھوں (سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: بلکہ اپنی برائیوں کو شمار کرو۔ میں ضمانت دیتا ہوں کہ (نہ گننے سے) تمھاری نیکیوں سے کوئی چیز ضائع نہیں ہوگی۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت (کے بعض لوگو)! تمھاری خرابی ہو، کتنی تیزی سے تم ہلاکت کی طرف بھاگ رہے ہو۔ تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ صحابہ کثرت سے موجود ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے (ابھی استعمال شدہ) کپڑے بھی نہیں پھٹے اور آپ کے برتن نہیں ٹوٹے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (کیا) تم (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت سے زیادہ ہدایت والی کسی ملت پر ہو یا گمراہی کا دروازہ کھولنے والے ہو؟ انھوں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! اللہ کی قسم! ہمارا ارادہ تو صرف خیر کا ہی تھا۔ انھوں نے فرمایا: کتنے ہی لوگ خیر چاہتے ہیں مگر خیر انھیں ملتی ہی نہیں۔

اس اثر کو (شیخ) البانی رحمہ اللہ نے السلسلۃ الصحیحۃ (۲۰۰۵) میں ذکر کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز

سوم: شہادتین (لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ) کے بعد اسلام کے ارکانِ خمسہ میں اہم ترین نماز ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اسے اسلام کا ستون قرار دیا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کی (سیدنا) معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) کو وصیت والی حدیث میں مذکور ہے۔

[دیکھئے کتاب الاربعین للنووی، حدیث: ۲۹، سنن ابن ماجہ: ۳۹۷۳]

آپ ﷺ نے یہ پیشین گوئی فرمائی کہ اُمورِ دین میں سب سے آخر میں نماز اُٹھائی جائے گی اور قیامت کے دن سب سے پہلے بندوں کا حساب اس (نماز) کے ساتھ کیا جائے گا۔ دیکھئے السلسلۃ الصحیحہ للالبانی (۱۷۳۹، ۱۳۵۸، ۱۷۴۸)

اور یہ (نماز) مسلم اور کافر کے درمیان تمیز (فرق) کرتی ہے۔ [صحیح مسلم: ۱۳۴]

نماز کی اہمیت اس سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ پر اس وقت پانچ نمازیں فرض کیں جب آپ معراج والی رات آسمان پر تھے، جیسا کہ احادیث معراج میں آیا ہے۔

جہنمیوں سے جب جہنم میں داخل ہونے کا سبب پوچھا جائے گا تو وہ کہیں گے:

﴿ لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴾ ''ہم نمازیوں میں سے نہیں تھے۔'' [المدثر: ۴۳]

بلاشبہ نماز فحاشی (بے حیائی) اور منکرات سے روکتی ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ﴾ ''اور نماز قائم کرو، بے شک نماز فحاشی اور منکر سے روکتی ہے۔'' [العنکبوت: ۴۵] اور یہ (نماز) رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیتوں میں سے ہے۔ سیدہ ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرضِ وفات میں فرماتے تھے: ((الصَّلٰوةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ)) '' نماز کا خاص خیال رکھو اور غلاموں کا خاص خیال رکھو۔ آپ بار بار یہی فرماتے رہے حتیٰ کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات پا گئے۔'' (ﷺ)

انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو اس حالت میں آپ کی عام وصیت یہ تھی: ''نماز کا خاص خیال رکھو اور غلاموں کا خاص خیال رکھو۔'' علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا آخری کلام یہ تھا: ''نماز کا خاص خیال رکھو اور غلاموں کا خاص خیال رکھو۔'' یہ صحیح احادیث ہیں، انھیں ابن ماجہ (۱۶۲۵، ۲۶۹۷، ۲۶۹۸) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

جب اللہ نے سورۃ المؤمنون اور سورۃ المعارج میں مومنین کی صفات کا ذکر کیا تو ان کی ابتدا نماز سے کی اور اختتام بھی نماز پر ہی کیا۔ سورۂ مؤمنون میں اللہ نے فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ﴾

''یقیناً مومنین کامیاب ہوگئے جو اپنی نمازوں میں خشوع (عاجزی) کرتے ہیں۔'' [المؤمنون: ۱، ۲]

اور آخر میں فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ﴾

''اور جو لوگ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔'' [المؤمنون: ۹]

سورۃ المعارج میں ارشاد ہے:

﴿اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ﴾

''سوائے نمازیوں کے جو ہمیشہ (پابندی سے) نمازیں پڑھتے ہیں۔''

[المعارج: ۲۲، ۲۳]

اور آخر میں فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ﴾

''اور جو لوگ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔'' [المعارج: ۳۴]

نماز کی ادائیگی دو حالتوں پر ہوتی ہے۔ ایک واجب (طور پر) وہ یہ کہ کم از کم اسے واجبات (فرائض) کے ساتھ ادا کیا جائے اور بری الذمہ ہو جائے۔ دوسرے مستحب (طور پر) وہ یہ کہ اسے تمام مستحبات (وسنن) کے ساتھ اچھے اور مکمل طریقے سے ادا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے۔

جب تک جسم میں روح ہے، یہ پانچ نمازیں ہر عاقل بالغ مرد و عورت پر فرض ہیں۔ مردوں پر یہ فرض ہے کہ وہ مسجدوں میں (فرض) نماز باجماعت ادا کریں۔ اس کی دلیل آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہے: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میرا یہ ارادہ تھا کہ میں لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں، لکڑیاں اکٹھی کی جائیں، پھر میں نماز کے لیے اذان کا حکم دوں، پھر ایک آدمی کو نماز پڑھانے کے لیے مقرر کروں، پھر ان لوگوں کے پاس جاؤں (جو مسجد میں فرض نمازیں نہیں پڑھتے) تو ان کے گھروں کو جلا دوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر یہ لوگ (منافقین) یہ سمجھتے کہ مسجد میں انھیں موٹی تازی (گوشت والی) ہڈی یا بہترین کُھر مل جائے گا تو ضرور وہ نمازِ عشاء میں حاضر ہوتے۔'' [صحیح البخاری:۶۴۴ وصحیح مسلم:۶۵۱]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نمازوں میں عشاء اور فجر کی نمازیں منافقوں پر سب سے زیادہ بھاری ہیں۔ اگر انھیں معلوم ہوتا کہ ان میں کتنا اَجر ہے تو وہ گھسٹتے ہوئے بھی (مسجد) آتے۔ میرا یہ ارادہ تھا کہ میں حکم دوں کہ نماز کی اقامت کہی جائے، پھر ایک آدمی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں پھر اپنے صحابہ کو لے کر، جن کے پاس لکڑیاں ہوں، ان لوگوں کے پاس جاؤں جو (مسجد میں) نماز پڑھنے نہیں آتے تو اُن کے گھروں کو آگ سے جلا دوں۔''

[صحیح بخاری: ۶۵۷، صحیح مسلم: ۶۵۱ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ]

صحیح مسلم (۶۵۴) میں ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ جو شخص یہ پسند کرے کہ وہ کل اللہ کے سامنے مُسلم کی حیثیت سے پیش ہو تو اسے چاہیے کہ جب ان (پانچ) نمازوں کے لیے بُلایا جائے تو وہ ان کی حفاظت کرے۔ بے شک اللہ نے تمھارے نبی ﷺ کے لیے ہدایت کے راستے مقرر کیے ہیں۔ (مسجد میں) یہ نمازیں سنن ہدایت میں سے ہیں جس طرح یہ پیچھے رہنے والا (ایک شخص) اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے، اگر تم بھی یہ نمازیں اپنے گھروں میں پڑھو گے تو اپنے نبی کی سنت کے تارک ہو جاؤ گے اور اگر تم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے نبی کی سنت چھوڑ دی تو گمراہ ہو جاؤ گے [1] جو شخص اچھے طریقے سے طہارت (وضو) کرتا ہے، پھران مسجدوں میں سے کسی مسجد کی طرف جاتا ہے تو اس کے ہر قدم کے بدلے میں اللہ اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے، ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور ایک گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ پکا منافق ہی نماز سے پیچھے رہتا تھا، حالانکہ بعض صحابہ کو اس حال میں مسجد لایا جاتا تھا کہ وہ (بیماری کی وجہ سے) دو آدمیوں کے درمیان بمشکل چل کر آتے اور صف میں کھڑے کر دیے جاتے تھے۔

(یعنی صحابۂ کرام تو مسجد میں نمازیں پڑھتے تھے، جب کہ منافقین بغیر کسی شرعی عذر کے، مسجد کے بجائے اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھ لیتے تھے)

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اندھے شخص نے آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے مسجد لانے والا کوئی نہیں، چنانچہ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر ہی میں نماز پڑھنے کی اجازت مانگی تو آپ نے اسے اجازت دے دی۔ جب وہ واپس جانے لگا تو آپ نے بلا کر پوچھا: ''کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''پس جواب دو، یعنی نماز مسجد ہی میں پڑھو۔''

[صحیح مسلم: ۶۵۳]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ہم کسی آدمی کو عشاء اور فجر کی نماز میں (مسجد میں) نہ پاتے تو اُس آدمی کے بارے میں سوئے ظن رکھتے۔

[المستدرک للحاکم ۱/۲۱۱ و سندہ صحیح، اسے حاکم و ذہبی دونوں نے صحیحین کی شرط پر صحیح کہا ہے]

---

[1] معلوم ہوا کہ جو شخص سنتِ واجبہ وضروریہ کو جان بوجھ کر بغیر کسی شرعی عذر کے ترک کرتا ہے تو وہ گمراہ ہے اور اسی طرح جو شخص عام ثابت شدہ سنتوں کو توہین واستخفاف ومخالفت کرتے ہوئے ترک کرتا ہے تو وہ اپنی اس توہین و استخفاف ومخالفتِ سنن کی وجہ سے گمراہ ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چھ آدمی ایسے ہیں جن پر میں لعنت بھیجتا ہوں اور اللہ نے بھی لعنت بھیجی ہے ان میں سے ایک شخص ((التَّارِكُ لِسُنَّتِي)) میری سنت کا تارک ہے۔ (سنن الترمذی: ۲۱۵۴ و إسنادہ حسن وصححہ ابن حبان: ۵۲)

تنبیہ: جان بوجھ کر سنتِ رسول کی توہین واہانت کرنا، دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا باعث بھی ہے، واللہ اعلم (ندیم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز با جماعت کی دلالت کتاب وسنت کی ان نصوص سے بھی ہوتی ہے جن میں حالتِ خوف میں نماز کی ادائیگی کا ذکر آیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ﴾ ''اور جب آپ ان میں ہوں اور انھیں نماز پڑھائیں تو ان میں سے ایک گروہ کو آپ کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے۔'' [النساء:١٠٢]

سنت (کی کئی کتابوں) میں بہت سی احادیث آئی ہیں جو مختلف طریقوں سے نمازِ خوف کی ادائیگی پر دلالت کرتی ہیں (اس استدلال کا مفہوم یہ ہے کہ جب حالتِ خوف میں بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جاتی ہے، حالانکہ سامنے اسلام کے دشمن موجود ہوتے ہیں جن کے حملے کا ہر وقت خطرہ رہتا ہے تو حالت امن میں نماز با جماعت کتنی زیادہ ضروری ہوگی)[1]

زکوٰۃ

چہارم: کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں نماز کے بعد زکوٰۃ کا ذکر ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ﴾

''پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو انھیں چھوڑ دو۔'' [التوبۃ:٥]

اور فرمایا: ﴿تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾

''پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو وہ دین میں تمھارے بھائی ہیں۔'' [التوبۃ:١١]

نیز فرمایا: ﴿وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ١ۙ۬ حُنَفَآءَ وَ يُقِيْمُوا

---

[1] پانچوں نمازیں با جماعت مسجد میں پڑھنا، قولِ راجح میں واجب ہے لیکن اگر شرعی عذر ہو تو یہ نمازیں گھر میں بھی پڑھی جا سکتی ہیں، مثلاً: بیماری، بارش یا خوف وغیرہ۔ اسی طرح اگر مسجد میں امام بدعتی ہو یا نمازیں لیٹ کر کے پڑھاتا ہو تو گھر میں نمازیں پڑھنا جائز ہے، جیسا کہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔ آخری وقت کی بہ نسبت اول وقت میں نمازیں پڑھنا انتہائی افضل و بہترین عمل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ ﴾

''اور انھیں اس کے سوا حکم نہیں دیا گیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس حال میں کہ اس کے لیے دین کو خالص کرنے والے، ایک طرف (یکسو) ہونے والے ہوں اور نماز قائم کریں، زکوۃ دیں اور یہی مضبوط ملت کا دین ہے۔''

[البینۃ: ۵]

یہ مالی عبادت ہے جس کا فائدہ کئی لوگوں کو پہنچتا ہے۔ اللہ نے امیروں کے اموال میں زکوۃ اس طرح فرض کی ہے کہ اس سے فقیروں کو فائدہ پہنچتا ہے، جبکہ امیروں کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ مالِ کثیر میں سے یہ بہت تھوڑا حصہ ہے جو نکالا جاتا ہے۔

روزہ

پنجم: رمضان کے روزے بدنی عبادت ہے۔ یہ بندے اور اس کے رب کے درمیان ایسا راز ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، کیونکہ لوگوں میں سے بعض لوگ رمضان میں بغیر روزے کے ہوتے ہیں اور دوسرے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ روزے سے ہیں، اور ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ (غیر رمضان میں) آدمی نفلی روزہ رکھے ہوئے ہو اور دوسرا آدمی یہ سمجھتا ہو کہ وہ روزے سے نہیں ہے۔ اسی لیے صحیح حدیث میں آیا ہے کہ انسان کو اس کے اعمال کا بدلہ ملتا ہے، ایک نیکی کی دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں ملتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔''

[البخاری: ۱۸۹۴ و مسلم: ۱۱۵۱]

یعنی بغیر حساب کے اجر دوں گا۔

اعمال سارے کے سارے اللہ ہی کے لیے ہوتے ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴾

''آپ کہہ دیجیے! بلاشبہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ رب العالمین کے لیے ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں (اس امت کا) پہلا مسلمان ہوں۔" [الانعام:۱۶۲،۱۶۳]

اس حدیث میں روزے کی تخصیص اس لیے کی گئی ہے کہ یہ عبادت خفیہ ہوتی ہے، اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حج

ششم: بیت اللہ الحرام کا حج بدنی (و) مالی عبادت ہے۔ اللہ نے اسے زندگی میں صرف ایک ہی دفعہ فرض کیا ہے۔ اس کی فضیلت سے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس نے اس گھر کا حج کیا، پھر جماع (وفحش گوئی) اور فسق (نافرمانی) کا ارتکاب نہ کیا تو وہ اس طرح (گناہوں سے پاک صاف ہوکر) گھر لوٹے گا، گویا اسے ماں نے (ابھی ابھی) جنا ہے۔" [صحیح البخاری:۱۸۲۰، وصحیح مسلم:۱۳۵۰]

آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک عمرہ دوسرے عمرے کے درمیان گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور حج مبرور (مقبول) کی جزا صرف جنت ہے۔" [صحیح مسلم:۱۳۴۹]

حج میں استطاعت بدنی و مالی، دونوں طرح ہوتی ہے۔ میت کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے اور زندہ کی طرف سے صرف ہی دو حالتوں میں حج ہوسکتا ہے:

۱: آدمی اتنا زیادہ بوڑھا ہو کہ سواری یا سفر کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

۲: ایسا مریض کہ جس کے صحت یاب ہونے کی کوئی اُمید نہ ہو۔

اگر حج کرنے والی عورت مکہ سے باہر رہنے والی ہو تو اس کے محرم کا ہونا استطاعت میں سے ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "کوئی آدمی کسی عورت کے پاس تنہائی میں نہ رہے، اِلا یہ کہ اُس عورت کے پاس اُس کا محرم موجود ہو اور کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔" تو ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! میری بیوی حج کرنے جا رہی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوے میں درج کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔" [صحیح البخاری:۳۰۰۶ وصحیح مسلم:۱۳۴۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہفتم: یہ پانچوں ارکان حدیث میں اپنی اپنی اہمیت کے لحاظ سے درجہ بدرجہ ذکر کیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قربت کے ہر عمل کی بنیاد شہادتین (کلمۂ شہادت) پر ہے، لہٰذا اسے مقدم کیا گیا ہے۔ پھر نماز کا ذکر کیا گیا جو مسلسل ہر دن رات میں پانچ دفعہ ادا کی جاتی ہے، یہ بندے اور اس کے رب کے درمیان مضبوط رابطہ ہے۔ پھر زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے جو ہر سال مال میں ایک دفعہ فرض ہوتی ہے اور اس کا نفع (عام لوگوں کے لئے) بہت زیادہ ہے۔ پھر (رمضان کے) روزے ذکر کیے گئے ہیں جو سال بھر میں ایک دفعہ فرض ہیں۔ یہ بدنی عبادت ہے جس کا فائدہ عام لوگوں کو شامل نہیں ہے (یعنی اس کا تعلق صرف روزہ رکھنے والے یا افطار کرانے والے سے ہے) پھر حج کا ذکر کیا گیا جو کہ زندگی میں صرف ایک دفعہ (بلوغت کے بعد) فرض ہے۔

ہشتم: راوی کا یہ کہنا: اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے، پس ہمیں تعجب ہوا کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے۔

وجۂ تعجب یہ ہے کہ عام طور پر سوال کرنے والے کو جواب معلوم نہیں ہوتا۔ وہ تو اس لیے پوچھتا ہے کہ اسے صحیح بات معلوم ہو جائے۔ ایسا آدمی پوچھنے والے سے جواب ملنے کے بعد یہ نہیں کہتا کہ ''آپ نے سچ کہا ہے'' کیونکہ سائل جب مسئول کی تصدیق کرے گا تو معلوم ہو جائے گا کہ اسے پہلے سے جواب معلوم تھا، چنانچہ صحابہ کو اس اجنبی سائل کی تصدیق پر حیرت ہوئی۔

ایمان کا بیان

۶: حدیث میں آیا ہے کہ اس نے کہا: مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں، آپ نے فرمایا: ''(ایمان) یہ (ہے) کہ تُو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، قیامت کے دن اور خیر و شر کی تقدیر پر ایمان لائے۔''

اُس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے (پھر) کہا: مجھے احسان کے بارے میں بتائیں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے فرمایا: ''(احسان) یہ (ہے) کہ تُو اللہ کی عبادت کرے، گویا تُو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تُو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔''

اس میں (کئی) فائدے ہیں:

اول: یہ جواب ایمان کے چھ ارکان پر مشتمل ہے۔ ان ارکان میں پہلا رُکن اللہ پر ایمان ہے۔ ہر وہ ایمان جو لانا واجب ہے اُس کی بنیاد یہی ایمان ہے۔ اسی لیے ملائکہ، کتابوں اور رسولوں کی نسبت اسی طرف کی گئی ہے۔ جو شخص اللہ پر ایمان نہ لائے تو وہ بقیہ ارکان پر ایمان نہیں لا سکتا۔

اللہ پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ اُس (کی ذات) کے وجود، ربوبیت، اُلوہیت اور اسماء وصفات پر ایمان لایا جائے، یہ تمام اقسام ایمان باللہ میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر کمال کے ساتھ موصوف ہے جو اس کی شان کے لائق ہے۔ وہ ہر نقص سے منزّہ (پاک) ہے۔ پس توحیدِ ربوبیت، توحید الوہیت اور توحید الاسماء والصفات[1] سب پر ایمان لانا واجب (فرض) ہے۔

توحید کی اقسام

(۱) توحیدِ ربوبیت اس اقرار کو کہتے ہیں کہ ربوبیت سے متعلقہ جتنے افعال ہیں، مثلاً: پیدا کرنا، رزق دینا، زندہ کرنا، موت دینا، تدبیرِ اُمور اور کائنات میں تصرف وغیرہ، ان سب افعال میں اللہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں۔

(۲) توحیدِ اُلوہیت اسے کہتے ہیں کہ بندوں کے تمام افعال مثلاً دعا مانگنا، (مافوق

---

[1] اللہ کے اسماء وصفات پر اسی طرح ایمان لانا چاہیے جس طرح قرآن وسنت میں وارد ہیں۔ نہ ان کا انکار کرنا چاہیے اور نہ ان کو باطل تاویلات کی بھینٹ چڑھانا چاہیے، جیسا کہ جہمیہ (گمراہ فرقے) نے اللہ کی صفات کا انکار کیا تھا اور دورِ حاضر کے بعض گمراہ فرقے اور نام نہاد 'اہلسنت'' فاسد تاویلات کرتے ہیں۔ اسماء وصفات میں توقف کرنا بھی صحیح نہیں، جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ اگر اسماء وصفات کو بغیر انکار و تاویل کے اسی طرح مانا جائے تو آخر اس میں حرج ہی کیا ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاسباب) خوف و اُمید، توکل، استعانت، پناہ مانگنا، مدد مانگنا، ذبح اور نذر وغیرہ تمام عبادات صرف اللہ ہی کے لائق ہیں، ان تمام عبادات کو صرف اللہ ہی کے لیے خاص سمجھنا اوران میں سے کوئی عبادت کسی دوسری مخلوق کے لیے جائز نہ سمجھنا، خواہ وہ مقرب فرشتہ ہو یا نبی رسول ہو، تو دوسری مخلوقات کے لیے ان عبادات کی بدرجہ اولیٰ خود بخود نفی ہو جاتی ہے۔

(۳) توحید اسماء وصفات اسے کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنے لیے جن اسماء وصفات (ناموں و صفتوں) کا اثبات کیا اور اس کے رسول ﷺ نے بیان فرمایا ہے، انھیں اللہ کے کمال و جلال کے لائق مانا جائے۔[1] کیفیت نہ پوچھی جائے، مخلوق سے مثال نہ دی جائے۔ تحریف نہ کی جائے اور نہ (باطل) تاویل کی جائے۔ نہ ان صفات اور ناموں کو مُعطّل (بے کار) سمجھا جائے۔ ہر وہ چیز جو اللہ کے لائق شان نہیں اس سے اللہ کو پاک ومنزہ سمجھا جائے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴾

''اللہ کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سمیع (سننے والا) وبصیر (دیکھنے والا) ہے۔'' [الشوریٰ:۱۱]

اس آیت میں اثبات اور تنزیہ (دونوں) کو اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ ﴿ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴾ میں اثبات ہے اور ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ﴾ میں تنزیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت سمع (سُننا) ہے لیکن مخلوق کے سُننے سے مشابہ نہیں۔ اللہ کی صفت بصر (دیکھنا) ہے لیکن مخلوق کے دیکھنے سے مشابہ نہیں اور اللہ کے ثابت شدہ اسماء وصفات کے بارے میں یہی کہا جاتا ہے۔

توحید کی یہ (تین) اقسام، کتاب وسنت کے گہرے مطالعے سے معلوم ہوئی ہیں۔ قرآن کی پہلی سورت (الفاتحہ) اور آخری سورت (الناس) میں تدبر سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کیونکہ یہ دونوں سورتیں توحید کی تینوں اقسام پر مشتمل ہیں۔

---

[1] اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے استواء علی العرش (عرش پر مستوی ہونا) اس کو بھی اپنے ظاہر پر محمول کیا جائے گا۔ معطلہ نے صفت ''استواء علی العرش'' کی تفسیر استیلاء (غلبہ پانا) کی ہے۔ اس کا اہلِ علم نے کئی وجوہ سے رد کیا ہے۔ اس کے علاوہ عربی لغت میں استواء بمعنی استیلاء کہیں مذکور نہیں۔ عصرِ حاضر کے بعض نام نہاد توحیدی بھی اسی تحریف کا ارتکاب کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ تمام مسلمین کو ان کے شر سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۂ فاتحہ میں (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے بعد) پہلی آیت: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ہے، یعنی سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو رب العالمین (جہانوں کا رب) ہے۔ یہ ان (تینوں) اقسام پر مشتمل ہے۔ بے شک ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ میں توحید الوہیت ہے کیونکہ بندوں کا اللہ کے ساتھ الحمد (تمام تعریفوں) کی اضافت کرنا عبادت ہے۔ ﴿رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ میں توحیدِ ربوبیت کا اثبات ہے۔ وہ یہ کہ اللہ رب العالمین ہے۔ اللہ کے سوا ہر چیز العالمین میں سے ہے۔ موجود صرف خالق اور مخلوق ہی ہیں۔ اللہ خالق ہے اور اُس کے سوا ہر چیز مخلوق ہے۔ اللہ کے ناموں میں سے ''الرب'' ہے اور اس سے پہلے لفظِ جلالت (اللہ) آیا ہے۔

﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ توحید اسماء وصفات پر مشتمل ہے۔ الرحمٰن اور الرحیم، اللہ کے ناموں میں سے ہیں۔ یہ دونوں نام اللہ کی صفتوں میں سے ایک صفت الرحمۃ (رحمت) پر دلالت کرتے ہیں، اور اللہ کے سارے نام (صفات سے) مشتق ہیں، ان میں سے کوئی بھی اسم جامد (جو مشتق نہ ہو) نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہر نام، اس کی صفتوں میں سے ایک صفت پر دلالت کرتا ہے۔

﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ ''قیامت کے دن کا مالک۔'' اس میں توحیدِ ربوبیت کا اثبات ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ دنیا وآخرت (ساری کائنات) کا مالک ہے۔ اس آیت کریمہ میں ''قیامت کے دن کا مالک'' کی تخصیص اس لیے کی گئی ہے کہ اُس دن دنیا کے برخلاف، رب العالمین کے سامنے تمام مخلوقات جھک جائیں گی۔ دنیا میں تو ایسے لوگ پائے گئے تھے جو سرکش و جابر تھے اور ''أنا ربكم الاعلى'' ''میں تمھارا سب سے اعلیٰ رب ہوں، کا نعرہ لگاتے تھے۔

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ ''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔'' میں توحیدِ اُلوہیت کا اثبات ہے۔ مفعول ''اِيَّاكَ'' کو حصر (احاطے) کے فائدے کے لیے مقدم کیا گیا ہے۔ (عربی اصطلاح میں کسی حکم کو کسی ایک کے لیے ثابت کرنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کے سوا ہر ایک کی نفی کرنا، حصر کہلاتا ہے) اس کا معنی یہ ہے کہ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں، خاص تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور تیرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کرتے۔

﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴾ ''ہمیں سیدھے راستے پر چلا ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا، جن پر نہ غصہ کیا گیا اور نہ وہ گمراہ ہیں۔'' اس میں توحید اُلوہیت کا اثبات ہے کیونکہ اللہ سے ہدایت مانگنا دعا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ((اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)) ''دعا ہی عبادت ہے۔'' [سنن أبي داود: ۱۴۷۹ و سنن الترمذي: ۳۲۴۷ وقال: هذا حديث حسن صحيح]

پس بندہ اپنے رب سے اس دعا میں یہ سوال کرتا ہے کہ وہ اسے صراطِ مستقیم (سیدھے راستے) کی ہدایت دے جس پر انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین چلے ہیں، یہ سب اہلِ توحید تھے۔ اور بندہ، اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے کہ وہ اسے ان لوگوں کے راستے سے بچائے جن پر غضب ہوا اور جو گمراہ ہیں۔ یہ **مغضوب علیهم** اور **الضالین** لوگ اہلِ توحید میں سے نہیں بلکہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے اور غیروں کی عبادت کرنے والے ہیں۔

سورۃ الناس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴾ ''کہہ دو! میں انسانوں کے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔'' اس میں توحید کی تینوں اقسام موجود ہیں۔ اللہ کی پناہ مانگنا توحید اُلوہیت ہے۔ ﴿ بِرَبِّ النَّاسِ ﴾ میں توحیدِ ربوبیت و توحید اسماء وصفات کا اثبات ہے۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ کے شروع میں فرمایا:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ ''تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔''

﴿ مَلِكِ النَّاسِ ﴾ ''لوگوں کا بادشاہ۔'' میں توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات کا اثبات ہے۔

توحید کی ان تینوں اقسام کے درمیان باہم نسبت کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات کا لازمی تقاضا توحید الوہیت ہے۔ توحید الوہیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا لازمی تقاضا توحیدِ ربوبیت اور توحید اسماء وصفات ہے، کیونکہ جو شخص توحید الوہیت کا اقرار کرتا ہے تو اسے توحیدِ ربوبیت اور توحید اسماء وصفات کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ جو شخص اللہ کو اکیلا معبود مانتا ہے تو وہ خاص اسی کی عبادت کرتا ہے۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا اور نہ اس کا انکار کرتا ہے کہ اللہ ہی خالق، رازق، زندگی اور موت کا مالک ہے اور اسی کے لیے اسماء حُسنیٰ اور بلند صفات ہیں۔ جو شخص توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات کا اقرار کرتا ہے اُس پر یہ ضروری ہے کہ توحیدِ اُلوہیت کا اقرار کرے۔

جن کفار کی طرف رسول اللہ ﷺ بھیجے گئے تھے وہ توحیدِ ربوبیت کا اقرار کرتے تھے [1] لیکن اس اقرار نے انھیں اسلام میں داخل نہیں کیا، بلکہ نبی (ﷺ) نے ان لوگوں سے جنگ کی تاکہ یہ لوگ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں۔ اسی لیے قرآن میں کثرت سے ان کافروں کو توحید اُلوہیت کے اقرار کا حکم دیا گیا ہے جو توحیدِ ربوبیت کا اقرار کرتے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآىِٕقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنْهٰرًا وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَ جَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ؕ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ؕ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴾

---

[1] جس طرح موجودہ دور کے نام نہاد مسلمان توحید ربوبیت کا اقرار کرتے ہیں اور اس کے ساتھ وحدۃ الوجود اور اس جیسے شرکیہ اور کفریہ عقائد کے حامل بھی ہیں۔ (عقیدہ وحدۃ الوجود کا مطلب یہ ہے کہ تمام موجودات کو خدائے تعالیٰ کا ایک وجود ماننا اور ماسوا کے وجود کو محض اعتباری سمجھنا۔ دیکھئے فیروز اللغات (ص ۱۳۰۷) اے اللہ! ہر مومن ومسلم کو ایسے عقائد سے دور رکھ۔ (آمین)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کیا کوئی ایسا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور تمھارے لیے آسمان سے پانی اُتارا؟ ہم نے اس کے ساتھ خوبصورت سرسبز ولہلہاتے باغ اُگائے، تم ان درختوں کو نہیں اُگا سکتے تھے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ (معبود) ہے؟ بلکہ یہ لوگ (سیدھے) راستے سے اعراض کرر ہے (ہٹے ہوئے) ہیں۔ کیا کوئی ایسا ہے جس نے زمین کو قرار (سکون سے ٹھہرنے کی جگہ) بنایا اور اس میں نہریں جاری کردیں۔ اس میں پہاڑ نصب کیے اور دو سمندروں کے درمیان رکاوٹ بنادی؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے؟ بلکہ ان لوگوں کی اکثریت نہیں جانتی۔ کیا کوئی ایسا ہے جو مجبور کی دعا سُن کر قبول کرتا ہے اور مصیبت دُور کردیتا ہے، اور تمھیں زمین کا وارث بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے؟ تم بہت تھوڑی نصیحت پکڑتے ہو۔ کیا کوئی ایسا ہے جو تمھیں خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں راستہ دکھاتا ہے اور اپنی رحمت (بارش) سے پہلے خوش خبری دینے والی ہوائیں بھیج دیتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے؟ یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں اس سے اللہ پاک ہے۔ کیا کوئی ایسا ہے جو خلقت کی ابتدا کرتا ہے پھر اسے دوبارہ لوٹائے (یعنی پیدا کرے) گا اور آسمان وزمین سے تمھیں رزق دیتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے؟ کہہ دو! اگر تم سچے ہو تو دلیل لاؤ۔'' [النمل: ۶۰۔۶۴]

اِن آیات میں سے ہر آیت میں توحیدِ ربوبیت کا اقرار ہے اور یہ توحیدِ اُلوہیت پر ایمان لانے کی لازمی دلیل ہے۔ ان پانچوں آیات میں سے ہر آیت میں توحیدِ ربوبیت کے اقرار کے بعد کہا: ﴿ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ﴾ ''کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا الٰہ (معبود) ہے؟'' مطلب یہ ہے کہ جب اللہ ہی ان افعال کا مالک ہے تو یہ ضروری ہے کہ اُسی کی عبادت کی جائے جس نے مخلوقات کو پیدا کیا ہے اور تمام افعالِ ربوبیت کا وہی اکیلا مالک ہے، پھر عبادت بھی صرف اسی کی ہونی چاہیے۔

یہ بات عقل میں کیسے آسکتی ہے کہ مخلوقات جنھیں اللہ نے عدَم سے پیدا کیا ہے وہ مخلوق ہونے کے باوجود عبادت کی مستحق بن جائیں؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ ﴾

''بے شک تم جنھیں اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمھارے جیسے بندے ہیں۔'' [الاعراف:۱۹۴]

فرشتوں پر ایمان

دوم: فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہیں جنھیں نور سے پیدا کیا گیا ہے۔ صحیح مسلم (۲۹۹۶) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُوْرٍ، وَ خُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ وَ خُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ)) ''فرشتوں کو نور سے، جنوں کو آگ کے دہکتے ہوئے شعلے سے اور آدم کو اُسی سے جو تمھیں بتایا گیا ہے (یعنی مٹی [1] سے) پیدا کیا گیا ہے۔''

فرشتے پروں والے ہیں، جیسا کہ سورۂ فاطر کی پہلی آیت سے ثابت ہے۔ جبریل (علیہ السلام) کے چھ سو پر ہیں اور رسول اللہ ﷺ (کی حدیث) سے ثابت ہے جو قریب ہی گزری ہے۔

فرشتے بہت بڑی مخلوق ہیں جن کی (پوری) تعداد صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس پر وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جس میں آیا ہے کہ بیتِ معمور میں جو ساتویں آسمان پر ہے، ہر روز ستر (۷۰) ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، پھر وہ دوبارہ اس میں کبھی داخل نہیں ہوتے۔ [دیکھئے صحیح بخاری:۳۲۰۷ و صحیح مسلم:۲۵۹]

(سیدنا) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُوْنَ أَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا)) ''جہنم کو لایا جائے گا، اُس دن اُس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی، ہر لگام کو ستر ہزار

---

[1] ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ﴾ ''اللہ نے انھیں (آدم علیہ السلام کو) مٹی سے پیدا کیا۔'' (آل عمران:۵۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرشتے کھینچ رہے ہوں گے۔'' [صحیح مسلم:۲۸۴۲]

ملائکہ میں سے بعض کو وحی لانے، بارش کے قطروں، موت، (ماؤں کے) ارحام، جنت اور دوزخ وغیرہ پر مقرر کیا گیا ہے۔ وہ سب اللہ کے حکم کے مطیع وفرماں بردار ہیں۔

﴿لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ ''اللہ انھیں جو حکم دیتا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور انھیں جو حکم ملتا ہے وہی کرتے ہیں۔'' [التحریم:٦]

کتاب وسنت میں جبریل، میکائیل، اسرافیل، مالک، منکر اور نکیر (چھ[1] فرشتوں) کے نام موجود[2] ہیں۔ جن فرشتوں کے نام مذکور ہیں اور جن کے نام مذکور نہیں، سب پر ایمان اور سب کی تصدیق فرض ہے۔

آسمانی کتابوں پر ایمان

سوم: (آسمانی) کتابوں پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اپنے رسولوں میں سے جس رسول پر جو کتاب نازل فرمائی، اُس کا اقرار اور تصدیق کی جائے۔

اور یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ (سب کتابیں) برحق ہیں۔ منزل من اللہ ہیں اور مخلوق نہیں ہیں۔ یہ کتابیں جن کی طرف نازل کی گئی تھیں، ان کے لیے خوش بختی پر مشتمل ہیں۔ جس نے ان پر عمل کیا وہ بچ گیا اور کامیاب ہو گیا اور جس نے ان سے منہ پھیرا وہ رُسوا اور ناکام ہو گیا۔

ان (آسمانی) کتابوں میں سے بعض کے نام قرآن میں مذکور ہیں اور بعض کے مذکور نہیں ہیں۔ تورات، انجیل، زبور، صُحف ابراہیم اور صُحفِ موسیٰ کا ذکر قرآن میں ہے۔ صحفِ ابراہیم اور صحفِ موسیٰ کا ذکر قرآن میں دو جگہ، سورتِ نجم اور سورت اعلیٰ میں آیا ہے۔ داود (علیہ السلام) کی زبور کا ذکر قرآن میں دو جگہ سورۂ نساء [آیت:۱۶۳] اور سورۂ بنی اسرائیل [آیت:۵۵] میں آیا ہے۔ دونوں جگہ اللہ نے فرمایا: ﴿وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا﴾

---

[1] عزرائیل فرشتے کا نام قرآن وحدیث وصحیح آثارِ سلف صالحین سے ثابت نہیں، تاہم ملک الموت کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ دیکھئے سورۂ سجدہ:۱۱

[2] سورۃ البقرہ:۱۰۲ میں ہاروت اور ماروت کے نام بھی موجود ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور ہم نے داؤد کو زبور دی۔''

تورات اور انجیل کا ذکر قرآن کی بہت سی سورتوں میں آیا ہے۔ سب سے زیادہ ذکر تورات کا آیا ہے۔ قرآن میں موسیٰ (علیہ السلام) کی طرح کسی اور رسول کا ذکر نہیں کیا گیا اور نہ موسیٰ (علیہ السلام) کی کتاب جیسا (کثرت سے) ذکر کسی دوسری کتاب کا کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا ذکر: تورات، الکتاب، الفرقان، الضیاء اور الذکر سے کیا گیا ہے۔

قرآن مجید

قرآن کو سابقہ کتابوں پر یہ امتیاز (وفضیلت) حاصل ہے کہ اس پر تفصیلی ایمان فرض ہے۔ اُس کی خبروں کی تصدیق، احکامات پر عمل، منع کردہ چیزوں سے اجتناب اور قرآن و رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق اللہ کی عبادت ضروری ہے۔ یہ وہ زندۂ جاوید معجزہ ہے جس نے تمام فصیح و بلیغ لوگوں کو چیلنج کر رکھا ہے کہ قرآن جیسی ایک سورت بنا لاؤ۔ سب اس چیلنج کے مقابلے سے عاجز ہیں وہ اس کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا﴾ ''آپ کہہ دیجیے! اگر انسان اور جن (سب) جمع ہو جائیں کہ اس جیسا قرآن بنا لائیں گے تو ہرگز نہیں بنا سکتے، اگرچہ وہ اس میں ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔'' [بنی اسرائیل:۸۸]

قرآن کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ تحریف سے اس کی حفاظت اور سلامتی کا ذمہ خود اللہ نے لیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ ''بے شک ہم نے ذکر (قرآن) اُتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔'' [الحجر:۹] اور اسے الگ الگ مختلف اوقات میں نازل ہونے کا شرف حاصل ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فُؤَادَكَ وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴾ ''اور کافروں نے کہا کہ اس پر قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہیں نازل کیا گیا؟ اسی طرح ہم آپ کے دل کو مضبوط کرتے ہیں اور ہم نے اسے بہترین طریقے سے مرتب کیا ہے۔'' [الفرقان:۳۲]

قرآن سابقہ کتابوں پر مُهَيْمِن (نگران) ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ﴾
''اور ہم نے آپ کی طرف کتاب نازل کی جو اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان پر نگران ہے۔'' [المآئدۃ:۴۸]

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ (تمام) کتب سابقہ پر قرآن نگران ہے (یعنی پہلی کتابوں کو قرآن پر پیش کیا جائے گا)

سنت

رسول اللہ ﷺ کی سنت قرآن کی شرح اور توضیح (بیان) ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴾
''اور ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن) اُتارا تاکہ اُن کے لیے جو نازل کیا گیا ہے، آپ لوگوں کے سامنے اس کا بیان (تشریح) کریں اور وہ فکر (سوچ) کریں۔'' [النحل:۴۴]

یہ ضروری ہے کہ عمل کتاب وسنت کے مطابق ہو۔ جو شخص سنت کا انکار کرتا ہے وہ قرآن کا انکار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں، زکوۃ، روزے اور حج فرض کیا ہے۔ ان کا اور دوسری عبادات کا بیان سنت سے ملتا ہے۔ اللہ نے نماز قائم کرنے کا حکم دیا اور سنت نے ان نمازوں کے اوقات، تعداد رکعات اور کیفیت (ادائیگی کا طریقہ) بیان کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي)) ''نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔'' [صحیح البخاری:۶۳۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا اور سنت نے اس کی شروطِ وجوب، نصاب اور مقادیر بتادیں۔

اللہ نے روزے رکھنے کا حکم دیا اور سنت نے روزے کے احکام اور روزہ توڑنے والی چیزوں کی تفصیل بتادی۔ اللہ نے حج کرنے کا حکم دیا اور رسول اللہ ﷺ نے حج کا طریقہ بتادیا۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا:

''مجھ سے اپنے مناسک (حج کے طریقے) سیکھ لو کیونکہ مجھے پتہ نہیں، ممکن ہے میں اس حج کے بعد دوسرا حج نہ کرسکوں۔'' [صحیح مسلم:۱۲۹۷]

قرآنِ مجید، جن کتابوں کا نام لیا گیا ہے اور جن کا نام نہیں لیا گیا، سب اللہ کا کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ ازل وابد سے صفتِ کلام کے ساتھ موصوف ہے۔ وہ بغیر ابتدا و بغیر انتہا کے کلام کرنے والا ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا (وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا) اسی لیے اُس کے کلام کی بھی ابتدا اور انتہا نہیں ہے۔ صفتِ کلام، اللہ کی ذاتی فعلی صفت ہے۔ یہ اس اعتبار سے ذاتی صفت ہے کہ اس کے ساتھ موصوف ہونے کی کوئی ابتدا نہیں اور فعلی اس لحاظ سے ہے کہ اس کا تعلق مشیت وارادے سے ہے، پس اس کا کلام اُس کے چاہنے سے متعلق ہے۔ وہ جب چاہتا ہے اور جیسے چاہتا ہے کلام کرتا ہے۔ یہ نوعیت کے لحاظ سے قدیم اور مشیت وارادے کے لحاظ سے جدید ہے۔ اللہ نے موسیٰ (علیہ السلام) سے ان کے زمانے میں کلام کیا اور ہمارے نبی محمد ﷺ سے معراج کی رات کلام کیا اور جس وقت اور جس زمانے میں اللہ نے کلام کرنا چاہا تو کلام کیا۔

اللہ تعالیٰ حرف اور صوت (آواز) سے کلام کرتا ہے۔ اس کا کلام مخلوق نہیں اور نہ یہ ایسا (حرف) مفہوم ہے جو ذات کے ساتھ قائم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا﴾ ''اور اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا۔'' [النسآء:۱۶۴]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ کلام کا اثبات ہے اور یہ کہ اللہ کا کلام موسیٰ (علیہ السلام)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے سنا تھا[1] اور قولِ باری تعالیٰ: ﴿ تَكْلِيمًا ﴾ حصولِ کلام کی تاکید کے لیے آیا ہے اور یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی سے ہے (یعنی اُسی کا کلام ہے) اللہ کے کلام کی کوئی ابتدا وانتہا نہیں اور نہ وہ محصور (محدود) ہے۔ اس کے برخلاف مخلوق کا کلام ابتدا وانتہا والا اور محدود ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴾ ''کہہ دو! اگر میرے رب کے کلمات (لکھنے) کے لیے سمندر سیاہی بن جائے تو میرے رب کے کلمات ختم ہونے سے پہلے (تمام) سمندر ختم ہو جائیں گے اور اگر ہم اس جیسی اور سیاہی بھی لے آئیں (تو وہ بھی ختم ہو جائے گی اور میرے رب کے کلمات ختم نہیں ہوں گے)'' [الکہف:۱۰۹]

اور فرمایا: ﴿ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾ ''اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں وہ قلم بن جائیں اور (زمین کے) سمندر جیسے سات سمندر (سیاہی میں) مددگار بن جائیں تو اللہ کے کلمے ختم نہیں ہوں گے، بے شک اللہ زبردست حکیم ہے۔'' [لقمٰن:۲۷]

ان دونوں آیتوں میں اللہ کی صفتِ کلام کا اثبات ہے اور یہ کہ اس کا کلام محدود نہیں، کیونکہ بڑے بڑے سمندر اگر کئی گنا بڑھا دیے جائیں اور یہ اللہ کا کلام لکھنے والی سیاہی بن جائیں اور زمین میں جتنے درخت ہیں وہ لکھنے والے قلم بن جائیں تو درخت اور قلم ضرور ختم ہو جائیں گے کیونکہ وہ مخلوق و محدود ہیں اور اللہ کا کلام جو غیر مخلوق و غیر محدود ہے وہ ختم نہیں ہوگا۔ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ تورات وانجیل اللہ کا کلام ہے اور ہر کتاب جسے اللہ نے

---

[1] ماتریدیوں کی کتاب "شرح العقائد النسفية" میں لکھا ہوا ہے کہ "فموسى عم (!) سمع صوتاً دالاً على كلامِ الله تعالىٰ" پس موسیٰ علیہ السلام نے ایک آواز سنی جو اللہ تعالیٰ کے کلام پر دلالت کرتی تھی (ص ۴۸) یہ عقیدہ غلط اور باطل ہے اور سراسر قرآن کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کی باطل کتابوں سے بچائے جن میں صاف صاف اور علانیہ طور پر قرآن وحدیث کی مخالفت لکھی ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نازل کیا وہ اس کا کلام ہے۔ اللہ کا کلام مخلوق نہیں، مخلوقات تو (قیامت کے دن) فنا ہو جائیں گی مگر اللہ کا کلام کبھی فنا نہیں ہوگا۔ یہ خالق کی صفت ہے جس کی کوئی انتہا نہیں اور نہ اللہ کا کلام ختم ہوسکتا ہے۔ مخلوقات تو ختم بھی ہو جاتی ہیں اور ان کا کلام بھی ختم ہو جاتا ہے۔

رسولوں پر ایمان

چہارم: رسولوں پر ایمان لانے کا یہ مطلب ہے کہ اس بات کی تصدیق و اقرار کیا جائے کہ اللہ نے انسانوں (بشر) میں سے انبیاء و رسول چنے تا کہ لوگوں کو حق کی طرف ہدایت (راہنمائی) کی جائے اور انھیں اندھیروں سے نکال کر نور (روشنی) کی طرف لایا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ﴾

''اللہ فرشتوں اور انسانوں [1] سے رسول چنتا ہے۔'' [الحج: ۷۵]

جنوں میں رسول نہیں آئے بلکہ اُن میں نُذُر (ڈرانے والے) ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ○ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ يُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ وَ مَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۚ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴾

---

[1] انسانوں میں سے آخری رسول، یعنی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ چن لیے گئے۔ اب آپ کے بعد قیامت تک کوئی دوسرا رسول پیدا نہیں ہوگا، جیسا کہ کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ خاتم النبیین (آخر النبیین) ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((وَ أَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَ أَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ)) ''اور میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمت ہو'' (کتاب السنۃ لابن ابی عاصم: ۴۰۰ وتحقیق الالبانی: ۳۹۱) اس روایت کی سند صحیح لذاتہ ہے۔ اس کا ایک راوی عمرو بن عبداللہ الحضرمی ہے جسے امام معتدل عجلی، حافظ ابن حبان، امام حاکم (صحح حدیثہ فی المستدرک ۵۳۶/۴، ۵۳۷) اور ذہبی نے ثقہ قرار دیا ہے۔ اس ثقہ راوی کو مجہول یا مستور کہنا غلط ہے۔ والحمد للہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جب ہم نے آپ کی طرف جنوں کی ایک جماعت پھیر (کر بھیج) دی، وہ قرآن سن رہے تھے۔ جب وہ (آپ کے پاس) حاضر ہوئے تو کہا: خاموش ہو جاؤ۔ جب تلاوت ختم ہوئی تو وہ اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر واپس لوٹے۔ انھوں نے کہا: اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سُنی ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد نازل ہوئی ہے، وہ اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، حق اور سیدھے راستے کی راہنمائی کرتی ہے اے ہماری قوم! اللہ کی طرف پکارنے والے کی پکار کا جواب دو اور اس پر ایمان لے آؤ۔ اللہ تمھارے گناہ معاف فرما دے گا اور تمھیں دُکھ دینے والے عذاب سے پناہ دے کر بچا لے گا۔ جس نے اللہ کی طرف پکارنے والے کی پکار کا جواب نہ دیا تو وہ دنیا میں (اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتا اور نہ اُس کا کوئی مددگار ہوگا، ایسے لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔'' [الاحقاف: ۲۹۔۳۲]

انھوں نے جنوں کے کسی رسول کا ذکر نہیں کیا اور نہ اپنی طرف نازل شدہ کسی کتاب کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے تو صرف (سیدنا) موسیٰ اور (سیدنا) محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کی طرف نازل شدہ دونوں کتابوں (تورات اور قرآن) کا ذکر کیا ہے۔ اگرچہ انجیل موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد نازل ہوئی ہے لیکن اس کا ذکر اس وجہ سے نہیں آیا کہ انجیل کے بہت سے احکام تورات میں موجود ہیں۔ ان آیات کی تفسیر میں (حافظ) ابن کثیر فرماتے ہیں: ''جنوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کا ذکر نہیں کیا کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام پر جو انجیل نازل ہوئی اُس میں وعظ و نصیحت اور دلوں کو نرم کرنے والی آیات تھیں۔ اس میں حلال و حرام قرار دیے جانے والے اُمور بہت تھوڑے تھے۔ یہ حقیقت میں تورات کی شریعت کا تتمہ (کامل کرنے والی) ہے۔ پس اعتماد تورات پر ہی تھا، اسی لیے جنوں نے کہا: ﴿ اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ﴾ ''موسیٰ کے بعد نازل ہوئی۔'' [تفسیر ابن کثیر ۵/۵۸۸ بتحقیق عبدالرزاق المہدی]

رسول انھیں کہتے ہیں جو منزل من اللہ شریعتیں، لوگوں کے پاس پہنچانے کے مکلّف تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِيْزَانَ ﴾ ''اور ہم نے اپنے رسول واضح نشانیوں کے ساتھ بھیجے اور ان کے ساتھ کتاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومیزان نازل کی۔'' [الحدید:۲۵]

کتاب اسمِ جنس ہے جس سے (تمام) کتابیں مراد ہیں اور انبیاء وہ ہیں جن کی طرف وحی کی گئی تھی کہ سابقہ شریعت (لوگوں تک) پہنچادیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ ﴾

''بے شک ہم نے تورات نازل کی اس میں ہدایت ونور ہے۔ اللہ کی کتاب جو ان کے پاس برائے حفاظت (وبطورِ امانت) رکھی گئی تھی، اس کے مطابق اللہ کے فرماں بردار انبیاء، ربانی (اللہ والے نیک) لوگ اور علماء ان یہودیوں کے لیے فیصلے کرتے تھے۔'' [المآئدۃ:۴۴]

رسولوں اور انبیاء کو جس تبلیغ کا حکم دیا گیا تھا اُسے انھوں نے کامل اور پورے طریقے سے پہنچا دیا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴾

''اور رسولوں کا یہی کام ہے کہ وہ اچھے طریقے سے پہنچادیں۔'' [النحل:۳۵]

اور فرمایا: ﴿ وَ سِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴾

''اور کافروں کو جہنم کی طرف گروہ در گروہ ہانکا جائے گا حتیٰ کہ وہ جب اس کے پاس آئیں گے (تو) دروازے کھل جائیں گے اور جہنم کے داروغے ان سے پوچھیں گے: کیا تمھارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے؟ جو تمھارے رب کی آیات پڑھ کر تمھیں سناتے اور اس دن (قیامت) کی ملاقات سے ڈراتے؟ وہ کہیں گے: جی ہاں، لیکن عذاب کا فیصلہ کافروں پر برحق ہے۔'' [الزمر:۷۱]

(مشہور تابعی اور بالاجماع ثقہ امام) زہری (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: ''من اللہ عزوجل الرسالة وعلى الرسول البلاغ، وعلينا التسليم'' رسالت نازل کرنا اللہ کا کام ہے، لوگوں تک اس رسالت کو پہنچانا رسول کا کام ہے اور ہمارا یہ کام ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے (بسروچشم) تسلیم کریں۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید باب قول اللہ عز وجل)

﴿ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ﴾ [فتح الباری ۱۳/۵۰۳، قبل ح: ۷۵۳۰]

رسولوں میں سے بعض کا ذکر قرآن میں ہے اور بعض کا ذکر نہیں جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَیْكَ ﴾

''اور اس سے پہلے بعض رسولوں کا ہم نے آپ کے سامنے ذکر کیا ہے اور بعض کا ذکر نہیں کیا۔'' [النساء: ۱۶۴]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْكَ ﴾ ''اور ہم نے یقیناً آپ سے پہلے رسول بھیجے، ان میں سے بعض کا حال ہم نے آپ کو بتایا ہے اور بعض کا حال آپ کو نہیں بتایا'' [المؤمن: ۷۸]

قرآن میں پچیس (۲۵) پیغمبروں کا ذکر آیا ہے۔ ان میں سے اٹھارہ کا ذکر سورۂ انعام کی ان آیات میں ہے:

﴿ وَ تِلْكَ حُجَّتُنَاۤ اٰتَیْنٰهَاۤ اِبْرٰهِیْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ○ وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَیْنَا وَ نُوْحًا هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ○ وَ زَكَرِیَّا وَ یَحْیٰى وَ عِیْسٰى وَ اِلْیَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ یُوْنُسَ وَ لُوْطًا وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴾

''اور یہ ہماری دلیل ہے جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلے میں دی، ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کرتے ہیں، بے شک آپ کا رب حکیم علیم ہے اور ہم نے اسے اسحاق اور یعقوب دیے، سب کو ہدایت دی اور ان سے پہلے نوح کو ہدایت دی اور اُن کی اولاد میں سے داود، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون کو ہدایت دی اور ہم احسان (نیکی) کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ اور زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور اور الیاس سب نیکی کرنے والوں میں سے تھے۔ اسماعیل، الیسع، یونس اور لوط، ان سب کو ہم نے جہانوں پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیلت دی۔'' [الانعام:۸۳۔۸۶]

باقی سات پیغمبر آدم، ادریس، ہود، صالح، شعیب، ذوالکفل اور محمد (ﷺ) ہیں۔ ان سب پر درود وسلام اور اللہ کی برکتیں ہوں۔

اللہ کے رسول اور انبیاء مَردوں میں سے تھے عورتوں میں سے نہیں تھے۔ بستیوں کے باشندے تھے، (جنگل وصحرا وغیرہ میں رہنے والے) بدوؤں میں سے نہیں تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى﴾ ''ہم نے آپ سے پہلے صرف مَردوں میں سے رسول بھیجے، وہ بستیوں والے تھے، ہم اُن کی طرف وحی کرتے تھے۔'' [یوسف:۱۰۹]

اس آیت کی تفسیر میں (حافظ) ابن کثیر (الدمشقی) فرماتے ہیں: اہل سنت والجماعت اس کے قائل ہیں اور شیخ ابوالحسن علی بن اسماعیل الاشعری نے اہل سنت والجماعت سے یہی نقل کیا ہے کہ عورتوں میں کوئی بھی نبی نہیں ہے، ان میں صدیقات ضرور تھیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں میں سب سے زیادہ شرف (بزرگی) والی مریم بنت عمران کے بارے میں فرمایا: ﴿مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ﴾ ''مسیح ابن مریم صرف رسول ہیں، ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں اور ان کی ماں صدیقہ ہے، وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔'' [المائدۃ:۷۵] اللہ تعالیٰ نے انھیں شرف کے بہترین مقام پر صدیقہ کہا، اگر وہ نبیہ ہوتیں تو شرف وعظمت کے (اس) مقام پر اس کا ذکر ہوتا، پس وہ قرآنی نص (دلیل) کے ساتھ صدیقہ ہیں۔

[تفسیر ابن کثیر ۵۸۴/۲]

فرمایا: ''ارشاد باری تعالیٰ: ﴿مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى﴾ میں قُریٰ سے مراد بستیاں (اور شہر) ہیں۔ یہ نہیں کہ وہ خانہ بدوشوں میں سے تھے جو اپنی طبیعت اور اخلاق کے لحاظ سے، لوگوں میں سب سے زیادہ سخت مزاج اور سنگ دل ہوتے ہیں۔ یہ مشہور ومعروف ہے کہ بستیوں (اور شہروں) والے، خانہ بدوشوں کی نسبت نرم دل اور اچھے مزاج والے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں۔ زرخیز زمین اور درختوں کے علاقے والے لوگ خانہ بدوشوں کی بہ نسبت بہتر حال والے ہوتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا﴾ ''اعراب (بدو) کفر اور نفاق میں زیادہ سخت ہیں۔'' [التوبۃ: ۹۷] آیت کریمہ: ﴿مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى﴾ کی تفسیر میں (مفسر قرآن) قتادہ (تابعی رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: کیونکہ وہ، خانہ بدوشوں کی بہ نسبت زیادہ علم، زیادہ برداشت والے اور بردبار ہوتے ہیں۔

[تفسیر ابن کثیر ۳/ ۶۱۴]

اس آیت کریمہ میں جو آیا ہے کہ رسول بستیوں اور شہر والوں میں سے تھے، دوسری آیت: ﴿وَ جَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ﴾ ''اور تمھیں بادیہ (صحرا) سے لے آیا۔'' [یوسف: ۱۰۰] کے منافی (ومخالف) نہیں، کیونکہ یہ اس پر محمول ہے کہ یعقوب (علیہ السلام) شہر کے باشندے تھے اور شہر میں نبی ہوئے، بعدازاں صحرا چلے گئے [یہی بات راجح ہے/ مترجم] یا وہ کسی ایسے مقام میں رہے جسے ''بدا'' کہا جاتا تھا، یا وہ اُس صحرا سے آئے تھے جو شہر کی طرف منسوب تھا، لہٰذا اسے وہی حکم دیا گیا۔ یہ تمام وجوہ ہمارے شیخ محمد الأمین الشنقیطی رحمہ اللہ (صاحبِ تفسیر: اضواء البیان) نے اپنی کتاب ''**دفع ایہام الاضطراب عن آیات الکتاب**'' میں سورۂ یوسف کی اس آیت کے تحت بیان کی ہیں۔

نبی اور رسول میں فرق؟

رہا نبی اور رسول کے درمیان فرق تو مشہور یہ ہے کہ نبی اسے کہتے ہیں جس کی طرف وحی کے ذریعے سے شریعت نازل ہو، لیکن اسے اس کی تبلیغ کا حکم نہ دیا گیا ہو، اور رسول اسے کہتے ہیں جس کی طرف وحی کے ذریعے سے شریعت نازل ہو اور اسے اس کی تبلیغ کا حکم بھی دیا گیا ہو۔

لیکن بعض دلائل ایسے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ (رسول اور نبی کے درمیان) یہ تفریق صحیح نہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ كَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ﴾ ''اور ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اوّلین (پہلوں) میں کتنے ہی نبی بھیجے۔'' [الزخرف:٦] اور فرمایا: ﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ﴾ ''اور ہم نے آپ سے پہلے نہ کوئی رسول بھیجا نہ کوئی نبی مگر جب تمنا کی (تو) شیطان نے اس کی تمنا میں (اپنا قول) ڈال دیا۔'' [الحج:٥٢]

یہ اس کی دلیل ہے کہ نبی رسول ہوتا ہے جو تبلیغ پر مامور (حکم دیا گیا) ہوتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ﴾ ''بے شک ہم نے تورات نازل کی، اس میں ہدایت و نور ہے۔ اللہ کی کتاب جو ان کے پاس برائے حفاظت (وبطورِ امانت) رکھی گئی تھی، اس کے مطابق اللہ کے فرماں بردار انبیاء، ربانی (اللہ والے نیک) لوگ اور علماء ان یہودیوں کے لیے فیصلے کرتے تھے اور وہ اس پر گواہ تھے۔'' [المآئدۃ:٤٤]

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد انبیاء بنی اسرائیل تورات کے ساتھ فیصلے کرتے تھے اور اسی طرف دعوت دیتے تھے۔ اس طرح رسول اور نبی کے درمیان فرق کے بارے میں یہ کہنا ممکن ہے کہ رسول اُسے کہتے ہیں جس پر بذریعۂ وحی شریعت اور کتاب نازل ہو اور نبی اسے کہتے ہیں جس پر یہ وحی نازل ہو کہ سابقہ رسالت (لوگوں تک) پہنچا دے۔ اس طریقے سے تمام دلائل میں اتفاق ہو جاتا ہے لیکن ایک اشکال باقی رہتا ہے۔ وہ یہ کہ رسولوں میں سے بعض کو نبی رسول کہا گیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی محمد ﷺ کے بارے میں فرمایا: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ﴾ ''اے رسول! آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے جو نازل کیا گیا ہے اُسے پہنچا دیں۔'' [المآئدۃ:٦٧]

اور فرمایا: ﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ﴾ ''اے نبی! آپ اسے کیوں اپنے آپ پر حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ (کیا) آپ اپنی بیویوں کی مرضی چاہتے ہیں؟'' [التحریم:۱] اور موسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں فرمایا: ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا﴾ ''اور کتاب میں موسیٰ کا ذکر کرو، بے شک وہ مخلص اور رسول نبی تھے۔'' [مریم:۵۱]

اور اسماعیل (علیہ السلام) کے بارے میں فرمایا: ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا﴾ ''اور کتاب میں اسماعیل کا ذکر کرو، وہ وعدے کے سچے اور رسول نبی تھے۔'' (مریم:۵۴)

ہمارے نبی محمد ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی مگر تبلیغ کا حکم نہیں دیا گیا، پھر اس کے بعد تبلیغ کا حکم اس آیت میں دیا گیا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ﴾ ''اے چادر اوڑھنے والے! اُٹھو پھر ڈراؤ'' [المدثر:۱،۲]

اسی لیے شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے (اپنے رسالے) الاصول الثلاثہ میں کہا: آپ (ﷺ) اِقْرَاْ کے ساتھ نبی بنے اور اَلْمُدَّثِّرُ کے ساتھ رسول بنے'' اس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ نبی اُسے کہتے ہیں جس پر وحی نازل ہو اور کسی خاص وقت تک تبلیغ کا حکم نہ دیا گیا ہو یا سابقہ شریعت کی تبلیغ کا حکم دیا گیا ہو، یا یہ کہا جا سکتا ہے کہ نبی کو رسول بھی کہتے ہیں اور رسول کو نبی بھی کہتے ہیں۔

رسولوں میں اولوالعزم رسول

رسولوں میں اولوالعزم (سب سے بلند درجے والے) پانچ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ ''پس اس طرح صبر کرو جس طرح اولوالعزم رسولوں نے کیا'' [الاحقاف: ۳۵] ان پانچ اولوالعزم، رسولوں کے نام یہ ہیں: ہمارے نبی محمد ﷺ، ابراہیم، موسیٰ، نوح اور عیسیٰ (علیہم السلام) اللہ نے ان کا ذکر قرآن کی دو آیتوں میں کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ﴾ ”اور جب ہم نے نبیوں سے وعدہ لیا اور آپ سے، نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے وعدہ لیا۔“ [الاحزاب: ۷]

اور فرمایا: ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ﴾ ”اللہ نے آپ کے لیے وہی دین مقرر کیا جس کا اُس نے نوح کو حکم دیا اور جو ہم نے آپ کی طرف وحی کیا اور جو ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا کہ دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ بازی نہ کرنا۔“

[الشوریٰ: ۱۳]

آخری زمانے میں جنوں اور انسانوں پر اللہ کی سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اُس نے اُن (انسانوں) میں اپنے رسولِ کریم محمد ﷺ کو بھیجا، آپ نے ہر خیر کی طرف راہنمائی کی اور ہر شر سے منع فرمایا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ ... يُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ ”اللہ نے یقیناً مومنوں پر بڑا احسان کیا جب اُس نے انھی میں سے ایک رسول بھیجا جو انھیں اللہ کی آیتیں پڑھ کر سُناتا ہے اور اُن کا تزکیہ کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔“ [آل عمران: ۱۶۴] اور فرمایا: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ”اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“ [سبا: ۲۸]

نیز فرمایا: ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ ”کہہ دیجیے، اے (ساری دنیا کے) لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔“ [الاعراف: ۱۵۸]

اور فرمایا: ﴿يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۡ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَدِيْرٌ ﴾ ''اے اہلِ کتاب! یقیناً تمھارے پاس رسولوں کے درمیان وقفے میں ہمارا رسول آ گیا جو تمھارے سامنے (آیات) بیان کرتا ہے تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا تھا، پس یقیناً تمھارے پاس خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا آ گیا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' [المآئدۃ:۱۹]

اور فرمایا: ﴿ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ﴾ ''کہہ دیجیے! میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بے شک جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا تو کہا: بے شک ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی طرف راہنمائی کرتا ہے، پس ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔'' [الجن:۱، ۲]

اُمتِ دعوت اور اُمتِ اجابت

ہمارے نبی (سیدنا) محمد ﷺ کی اُمت اُمتِ دعوت بھی ہے اور اُمتِ اجابت بھی۔ آپ ﷺ کی بعثت (نبی مبعوث ہونے) سے لے کر قیامت تک ہر انسان و جن (آپ کی دعوت کا مخاطب ہونے کی وجہ سے) اُمتِ دعوت ہے۔ اُمتِ اجابت اُن لوگوں کو کہتے ہیں جنھیں اللہ نے دینِ حنیف (اسلام) میں داخل ہونے کی توفیق بخشی ہے۔ جنوں اور انسانوں پر یہ لازم ہے کہ وہ آپ ﷺ کی شریعت پر عمل کریں۔ شریعت کی دعوت سب کو شامل ہے، کسی ایک بھی استثنا حاصل نہیں، بلکہ سب اسی دعوت کے مخاطب ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات (اللہ) کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اس امت (امتِ دعوت) میں سے جو بھی میرے بارے میں سن لے، چاہے وہ یہودی ہو یا نصرانی، پھر وہ جس دین کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے ایمان نہ لائے تو وہ شخص دوزخی ہے۔'' [صحیح مسلم:۲۴۰]

ہمارے نبی (سیدنا) محمد ﷺ کا بعثت کے بعد یہودیوں اور عیسائیوں کو یہ گمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ نہیں دے گا کہ وہ موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) کی اتباع کرنے والے ہیں بلکہ ان پر یہ ضروری ہے کہ وہ ہمارے نبی محمد ﷺ پر ایمان لائیں، جن کی شریعت نے گزشتہ شریعتوں کو منسوخ کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ ''محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے (صلبی) باپ نہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین (آخری نبی) ہیں۔'' [الاحزاب:۴۰] کیونکہ جس شخص نے ایک رسول کی تکذیب کی تو اس نے سارے رسولوں کی تکذیب کی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ﴾ ''قوم نوح نے رسولوں کی تکذیب کی۔'' [الشعرآء:۱۰۵] ﴿كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ﴾ ''عاد نے رسولوں کی تکذیب کی۔'' [الشعرآء:۱۲۳] ﴿كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ﴾ ''ثمود نے رسولوں کی تکذیب کی۔'' [الشعرآء:۱۴۱] ﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ﴾ ''قوم لوط نے رسولوں کی تکذیب کی۔'' [الشعرآء:۱۶۰] ﴿كَذَّبَ أَصْحَابُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ﴾ ''قوم شعیب نے رسولوں کی تکذیب کی۔'' [الشعرآء:۱۷۶] [تکذیب، جھوٹا سمجھنے اور انکار کرنے کو کہتے ہیں] ہر اُمت نے اپنے رسول کی تکذیب کی تھی لیکن اسے تمام رسولوں کی تکذیب کے برابر قرار دیا گیا کیونکہ ایک رسول کا انکار تمام رسولوں کا انکار ہے۔ جو شخص ایک رسول پر ایمان لائے اور دوسرے کا انکار کرے تو وہ شخص حقیقت میں اس رسول کا انکار و تکذیب کرنے والا ہے جس کے بارے میں وہ ایمان لانے کا دعویٰ کرتا ہے۔

نبی ﷺ نے جنوں اور انسانوں کو دین حنیف اور صراطِ مستقیم کی طرف دعوت دی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ ''اور بے شک آپ صراطِ مستقیم (سیدھے راستے) کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔'' [الشوریٰ:۵۲]

اور فرمایا: ﴿وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ ''اور بے شک آپ انھیں صراطِ مستقیم کی طرف بلاتے ہیں۔'' [المؤمنون:۷۳]

نیز فرمایا: ﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۗ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ ''اور یہ میرا سیدھا راستہ ہے، پس اس کی پیروی کرو اور (دوسرے) راستوں کی پیروی نہ کرنا وہ تمھیں (سیدھے) راستے سے ہٹا کر تفرقے میں ڈال دیں گے۔'' [الانعام:۱۵۳]

ہدایت کا راستہ

ہدایت کا راستہ، نبی ﷺ کی اتباع ہی پر منحصر ہے۔ اللہ کی عبادت صرف اسی طریقے سے ہوگی جو رسول کریم ﷺ لے کر آئے ہیں۔ آپ ﷺ جو دین لے کر آئے ہیں، اس کی اتباع کے بغیر کوئی راستہ ایسا نہیں جو (بندوں کو) اللہ کے ساتھ ملا دے (یعنی جنت میں داخلے کا صرف ایک ہی راستہ ہے جو کہ آپ ﷺ کی اتباع واطاعت ہے۔)

کھانے پینے کی ضرورتوں سے زیادہ، مسلمان کی ضرورت یہ ہے کہ صراطِ مستقیم کی طرف اس کی راہنمائی ہو جائے۔ کھانا پینا تو دنیا کی زندگی کی ضرورت وزادِ راہ ہے اور صراطِ مستقیم آخرت کی ضرورت وزادِ راہ ہے۔

اس لیے سورۂ فاتحہ میں صراطِ مستقیم پر چلنے کی دعا کا ذکر آیا ہے۔ نماز کی رکعتیں، فرض ہوں یا نفل، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ واجب (یعنی فرض) ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴾ ''ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تُو نے انعام کیا، اُن لوگوں کا نہیں جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ اُن لوگوں کا جو گمراہ ہیں۔'' [سورۃ الفاتحۃ]

مسلمان مسلسل یہ دعا کرتا رہتا ہے، تاکہ (اللہ) اسے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے راستے کی طرف راہنمائی کرے جن پر انعام ہوا ہے[1]۔ اور ان لوگوں کے راستے سے بچائے جن پر غضب ہوا اور جو گمراہ ہیں، یہودیوں، عیسائیوں اور دوسرے

---

[1] آیت کریمہ: ﴿انعمت علیهم﴾ سے اجماع کا حجت ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اجماع کی حجیت کے دیگر دلائل کیلئے دیکھئے امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب الرسالہ اور المستدرک للحاکم النیسابوری رحمہ اللہ (۱/۱۱۶) والحمد للہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دشمنانِ دین کے راستے سے بچائے۔

نبی کریم ﷺ کا جنوں اور انسانوں کو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت (وراہنمائی) کرنا وہ نُور ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے: ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ ''بے شک ہم نے آپ کو شاہد (گواہ) مبشر (خوش خبری دینے والا) اور نذیر (ڈرانے والا) بنا کر بھیجا، اور اللہ کے حکم سے اُس کی طرف دعوت دینے والا اور سراج مُنیر (روشن چراغ) بنا کر بھیجا۔'' [الاحزاب: ۴۵، ۴۶]

اس آیت میں اللہ نے آپ کو سراج مُنیر (روشن چراغ) قرار دیا، جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ (اپنے) بندوں کے لیے روشنی کرتا ہے (تاکہ وہ صراطِ مستقیم پر گامزن رہیں) یہی معنیٰ ''النور'' کا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ النُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا﴾ ''پس اللہ، اُس کے رسول اور جو نور ہم نے نازل کیا ہے اُس پر ایمان لے آؤ۔'' [التغابن: ۸]

یعنی نورِ قرآن اس ہدایت پر مشتمل ہے جو صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔

قیامت پر ایمان

پنجم: قیامت پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ کتاب وسنت میں موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں جو کچھ آیا ہے اُس کی تصدیق اور اقرار کیا جائے، اللہ نے دو گھر بنائے ہیں: (۱) دنیا کا گھر اور (۲) آخرت کا گھر۔ ان دونوں گھروں کے درمیان حدِ فاصل موت ہے۔ جب صُور پھونکا جائے گا تو اس وقت دنیا میں جو کوئی زندہ ہوگا مر جائے گا اور جو شخص مر گیا تو اس کی قیامت قائم ہوگئی۔ وہ دارالعمل سے دارالجزا (بدلے کے گھر) میں منتقل ہو گیا۔

موت کے بعد دو زندگیاں ہیں: برزخی زندگی جو موت اور قیامت کے دن دوبارہ زندگی کے درمیان ہے۔ موت کے بعد زندگی اور برزخی زندگی کی حقیقت کا علم صرف اللہ ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ہے اور یہ موت کے بعد زندگی کے تابع ہے کیونکہ ان دونوں میں اعمال کی جزا ہے۔

عذابِ قبر

قیامت پر ایمان لانے میں سے یہ بھی ہے کہ قبر میں آزمائش، عذاب اور راحت (ثواب) پر ایمان لایا جائے۔ قبر میں آزمائش، عذاب اور ثواب کے بارے میں (بہت سی) احادیث آئی ہیں۔

صلوٰۃ الکسوف والی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو چیز مجھے (پہلے) دکھلائی نہیں گئی تھی مگر آج اس مقام پر اسے میں نے دیکھ لیا ہے حتیٰ کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھا۔ مجھ پر یہ وحی کی گئی ہے کہ تمھیں قبروں میں مسیح دجال کے فتنے جیسا یا اس کے قریب آزمایا جائے گا (راوی کو یاد نہیں کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے جیسا فرمایا تھا یا قریب) کہا جائے گا: اس آدمی کے بارے میں تمھیں کیا علم ہے؟ پس اگر وہ مومن یا موقن (یقین کرنے والا) ہوا (راوی کو یہ یاد نہیں ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے مومن کا لفظ فرمایا تھا یا مُوقن کا) تو کہے گا: وہ محمد (ﷺ) ہیں، وہ رسول اللہ ہیں۔ ہمارے پاس واضح نشانیاں اور ہدایت لے کر آئے، پس ہم نے انھیں قبول کیا اور آپ کی اتباع کی، وہ محمد (ﷺ) ہیں یہ بات وہ تین دفعہ کہے گا۔ پس اس سے کہا جائے گا: اچھی طرح سو جا، ہمیں معلوم تھا کہ تو اس پر یقین کرنے والوں میں سے ہے۔ جو منافق یا مرتاب (شک کرنے والا) ہو گا (راوی کو یاد نہیں کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے منافق کا لفظ کہا تھا یا مرتاب کا) اسماء (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: وہ کہے گا: مجھے پتہ نہیں، میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے ہوئے سُنا تو میں نے بھی وہی کہہ دیا۔'' [صحیح البخاری:۸٦]

(سیدنا) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلمان سے قبر میں سوال ہوتا ہے تو وہ لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ (ﷺ) کی گواہی دیتا ہے۔

آیت: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾

''اللہ تعالیٰ ثابت قول کے ساتھ اہل ایمان کو دنیا و آخرت میں ثابت قدم رکھتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔'' (ابراہیم:۲۷) کا یہی مطلب ہے۔'' [صحیح البخاری:۴۶۹۹]

مسند احمد میں حسن سند کے ساتھ آیا ہے کہ (سیدنا) براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے طویل حدیث میں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہوئے) فرمایا: ''پس مومن کے پاس دو فرشتے آکر اُسے بٹھاتے ہیں، پھر کہتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ وہ کہتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے، پس وہ کہتے ہیں: یہ آدمی کون ہے جو تمھارے اندر بھیجا گیا تھا؟ تو وہ کہتا ہے کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔''

[مسند احمد (۲۸۷/۴، ۲۸۸ ح ۱۸۵۳۴) وسنن ابی داود (۳۲۱۲، ۴۷۵۳، ۴۷۵۴) وھو حدیث صحیح، اس حدیث کی تفصیلی تحقیق کے لیے دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۱۴ص ۲۲ تا ۲۹]

اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ ''کافر کے پاس دو فرشتے آکر اسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے: ہائے ہائے! مجھے پتہ نہیں، پھر اس سے کہتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے: ہائے ہائے! مجھے پتہ نہیں، پھر وہ اس سے پوچھتے ہیں: یہ کون آدمی ہے جو تمھارے اندر بھیجا گیا؟ تو وہ کہتا ہے: ہائے ہائے! مجھے پتہ نہیں ہے۔''

اس حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کے بارے میں فرماتا ہے: ''اس کے نیچے جنت کا فرش بچھا دو، اسے جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ پس اسے جنت کی خوشبو اور ہوائیں آتی ہیں اور تا حدِ نظر اُس کے لیے قبر کھول دی جاتی ہے۔'' کافر کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اس کے نیچے آگ کا فرش بچھا دو اور اس کے لیے جہنم کی طرف دروازہ کھول دو۔ پس اس کے پاس جہنم کی گرمی اور زہریلی ہوائیں آتی ہیں اور اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھسنے لگتی ہیں۔''

مصنف عبدالرزاق (۶۷۴۴) میں ابن جریج سے روایت ہے کہ مجھے ابوالزبیر (محمد بن مسلم بن تدرس المکی) نے حدیث بیان کی، انھوں نے جابر بن عبداللہ (الانصاری رضی اللہ عنہ) کو فرماتے ہوئے سُنا: بے شک یہ اُمت (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمتِ دعوت) اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبروں میں آزمائی جاتی ہے۔ جب مومن کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس جاتے ہیں تو اس کے پاس ڈراؤنے فرشتے آکر کہتے ہیں: اس آدمی کے بارے میں تُو کیا کہتا تھا؟ تو مومن کہتا ہے: میں یہ کہتا تھا کہ آپ اللہ کے رسول اور بندے ہیں ﷺ۔ تو فرشتہ اس سے کہتا ہے: تیرا جہنم میں جو ٹھکانا تھا اُسے دیکھ، اللہ نے تجھے اُس سے بچا لیا ہے اور اُس کے بدلے میں اللہ نے تجھے جنت میں ٹھکانا دے دیا ہے جسے تو دیکھ رہا ہے۔ وہ یہ دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے۔ پس مومن کہتا ہے: کیا میں گھر والوں کو (دنیا) میں خوش خبری دے دوں؟ تو اُس سے کہا جاتا ہے: یہاں ٹھہرا رہ، (قیامت سے پہلے) ہمیشہ کے لیے تیرا یہی ٹھکانا ہے۔ اور منافق سے جب اس کے ساتھی واپس لوٹتے ہیں تو (اس کے پاس ڈراؤنے فرشتے آتے ہیں) اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو کہتا ہے کہ مجھے پتہ نہیں، میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ تو اس سے کہا جاتا ہے کہ تو نے عقل استعمال نہیں کی۔ دیکھ! تیرا یہ جنت میں ٹھکانا تھا، اللہ نے اس کے بدلے میں تیرا ٹھکانا جہنم میں بنا دیا ہے۔" اس کی سند صحیح ہے اور یہ روایت (اگر چہ صحابی کا قول ہے لیکن) حکماً مرفوع ہے۔ (یعنی یہ حدیث صحابی نے یقیناً نبی ﷺ سے سُنی ہوگی)

صحیح مسلم (۵۸۸) میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی (نماز میں) تشہد پڑھے تو چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے، یعنی یہ دعا: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ)) "اے اللہ! میں: عذابِ جہنم، عذاب قبر، زندگی اور موت کے فتنے اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

(سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ)) "اے اللہ! میں عذاب قبر، عذابِ جہنم، زندگی اور موت کے فتنے اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔" [صحیح البخاری: ۱۳۷۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تین اُمور جن کے بارے میں قبر میں پوچھا جاتا ہے، ان کا اکٹھا ذکر (سیدنا) عباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) کی بیان کردہ حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے پر راضی ہوا تو اُس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔'' [صحیح مسلم:٥٦]

اس کا ذکر صبح و شام کی دعاؤں اور اذان کے وقت دعا میں بھی آیا ہے۔ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے اپنے بہترین رسالے ''**الأصول الثلاثة و أدلتها**'' کی بنیاد اسی پر رکھی ہے کیونکہ اصولِ ثلاثہ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے رب، اپنے دین اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لے۔

اللہ تعالیٰ نے آلِ فرعون کے بارے میں فرمایا: ﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ ''وہ صبح و شام آگ پر پیش ہوتے ہیں اور جب قیامت قائم ہوگی (تو کہا جائے گا) آلِ فرعون کو شدید ترین عذاب میں داخل کردو۔'' [المؤمن:٤٦]

یہ آیت اس کی دلیل ہے کہ آلِ فرعون پر عذاب ہو رہا ہے اور وہ اپنی قبروں میں ہیں، اور جب (مخلوقات کو) دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو انھیں سخت ترین عذاب کی طرف منتقل کیا جائے گا۔

حدیث میں نعمتوں کا ذکر آیا ہے کہ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں (پپوٹوں) میں ہوتی ہیں، ان کے لیے عرش کے نیچے قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں، جنت میں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں، پھر ان قندیلوں کی طرف لوٹ آتی ہیں۔ [صحیح مسلم:١٨٨٧]

امام احمد نے اپنی مسند (٤٥٥/٣ ح ١٥٧٧٨) میں امام شافعی سے انھوں نے امام مالک سے روایت کیا، وہ ابن شہاب (الزہری) سے وہ عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے وہ اپنے والد سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ ''مومن کی روح تو پرندے کی شکل میں جنت کے درختوں سے کھاتی رہتی ہے حتیٰ کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے اُس کے جسم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں لوٹا دے گا۔'' یہ حدیث صحیح ہے۔[موطا امام مالک ۲۴۰/۱ ح ۵۶۹، سنن الترمذی: ۱۶۴۱ وقال: ھٰذا حدیث حسن صحیح، سنن النسائی ۱۰۸/۴ ح ۲۰۷۵، اور سنن ابن ماجہ: ۴۲۷۱ اس کی سند معلول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ امام زہری کے استاد عبدالرحمٰن بن کعب سے مراد عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب ہے، دیکھئے التاریخ الکبیر للبخاری ۳۰۶/۵ ومسند احمد ۴۵۵/۳، ۴۶۰ والمعجم الکبیر للطبرانی ۶۶/۱۹، لہٰذا عن ابیہ سے مراد ''عن جدہ'' ہے۔ پس یہ سند مرسل ہے۔ مسند احمد کی روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے درمیان واسطہ نامعلوم ہے، خلاصہ یہ کہ یہ روایت ضعیف ہے/ مترجم]

اس کی سند میں اہلِ سنت کے مشہور مذاہب کے ائمہ اربعہ میں سے تین امام (موجود) ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ ''اور اللہ کے راستے میں جو لوگ قتل کیے جاتے ہیں، انھیں مُردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، انھیں رزق دیا جاتا ہے۔'' (آل عمران: ۱۶۹)

اس کی تفسیر میں امام ابن کثیر لکھتے ہیں: ''مسند امام احمد میں ایک حدیث مروی ہے جس میں ہر مومن کے لیے بشارت (خوش خبری) ہے کہ اس کی روح جنت میں ہوتی ہے، جہاں چاہتی ہے جاتی ہے، جنت کے پھل کھاتی ہے۔ اس میں خوشیوں اور رونق کا نظارہ کرتی ہے۔ اللہ نے اس کے لیے جو نعمتیں تیار کی ہیں اُن کا مشاہدہ کرتی ہے۔ یہ روایت ''صحیح عزیز عظیم'' سند سے ہے۔ اس میں مذاہبِ متبوعہ [1] میں سے ائمہ اربعہ کے تین امام

---

[1] مصنف کی مراد یہ ہے کہ عام ان پڑھ اور لاعلم لوگوں کے نزدیک جو مذاہبِ متبوعہ ہیں ان مذاہب کے ائمہ ثلاثہ اس حدیث کے راوی ہیں۔ یاد رہے کہ مذاہب اربعہ کی تقلید کا آغاز چوتھی صدی ہجری میں ہوا، جیسا کہ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ کے قول سے ظاہر ہے۔ دیکھئے اعلام الموقعین (۲۰۸/۲) ہر مسلمان پر یہ ضروری ہے کہ کتاب وسنت واجماع پر عمل کرے۔ اور اگر مسئلہ معلوم نہ ہو تو علماء سے مسئلہ (بادلیل) پوچھ کر اس پر عمل کرے۔ چاہے عالم ہو یا غیر عالم سب کے لیے تقلید حرام ہے اور دلیل نہ ہونے کی صورت میں، اضطراری طور پر اجتہاد جائز ہے، کتاب وسنت واجماع کے خلاف ہر اجتہاد مردود ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمع ہیں، پھر انھوں نے حدیث کی سند اور متن بیان کیا۔

(سیدنا) زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ اُمت قبروں میں آزمائی جاتی ہے اور اگر اس کا خوف نہ ہوتا کہ تم مُردے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں ضرور اللہ سے دعا کرتا کہ تمھیں قبر کا عذاب سُنائے جو کہ میں سُن رہا ہوں۔''

[صحیح مسلم: ۲۸٦۸]

عذابِ قبر اور اس سے اللہ کی پناہ مانگنے کی بہت سی احادیث ہیں۔ یہ دلیلیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ مومنوں کو قبروں میں نعمتیں اور کافروں کو قبروں میں عذاب ہوتا ہے۔ نعمتیں اور عذاب، روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے۔

آخرت پر ایمان میں سے یہ بھی ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر ایمان لایا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴾

''صور میں پھونک ماری جائے گی تو آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے وہ بے ہوش ہو جائے گا سوائے اس کے جسے اللہ (بے ہوش نہ کرنا) چاہے۔ پھر دوبارہ صُور پھُونکا جائے گا تو سارے کھڑے ہو کر دیکھ رہے ہوں گے۔'' [الزمر: ٦۸]

اور فرمایا: ﴿ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴾ ''کافروں نے گمان کیا کہ وہ دوبارہ زندہ نہیں کیے جائیں گے، کہہ دو، میرے رب کی قسم! تم ضرور دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے، پھر تمھیں تمھارے اعمال کی خبر دی جائے گی۔'' [التغابن: ۷]

نیز فرمایا: ﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴾

''یہ اس لیے کہ بے شک اللہ ہی حق ہے اور وہی مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور بلاشبہ قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں اور یقیناً جو قبروں میں ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھیں اللہ ضرور زندہ کرے گا۔" [الحج:٦،٧]

کیونکہ عام طور پر لوگ مُردوں کو قبروں میں دفن کرتے ہیں۔ ہر آدمی جو مر گیا، چاہے اس کی قبر بنی ہو یا نہ بنی ہو اُسے زندہ کیا جائے گا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ "اور انھوں (کافروں) نے پکی قسمیں کھاتے ہوئے اللہ کی قسم کھائی کہ اللہ اسے (دوبارہ) نہیں اٹھائے گا جو مر جائے۔ کیوں نہیں! وعدہ ہے اس کے ذمے سچا، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔" [النحل:٣٨]

قیامت کے دن قبروں میں سے سب سے پہلے ہمارے نبی ﷺ کی قبر کھلے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ أَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَ أَوَّلُ شَافِعٍ وَ أَوَّلُ مُشَفَّعٍ)) "میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔" [صحیح مسلم:٢٢٧٨]

قرآن مجید میں قیامت کا بیان زیادہ تین طرح سے آیا ہے:

اول: انسان کی پیدائش اول کی طرف تنبیہ، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَوَ لَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَ ضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ نَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَ هِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴾ "کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے ایک قطرے (نطفے) سے پیدا کیا پس وہ کھلا جھگڑالو ہے اور اس نے ہمارے لیے ایک مثال بیان کی اور وہ اپنی خلقت کو بھول گیا، اس نے کہا: یہ بوسیدہ ہڈیاں کون زندہ کرے گا؟ کہہ دو، انھیں وہی زندہ کرے گا جس نے پہلے انھیں پیدا کیا تھا اور وہ ہر طرح کے پیدا کرنے کو خوب جانتا ہے۔" [یٰس:٧٧-٧٩]

اور فرمایا: ﴿ وَ هُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ وَ لَهُ الْمَثَلُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ ''اور وہی (اللہ) ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے، پھر اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور وہ اس پر زیادہ آسان ہے اور آسمانوں اور زمین میں سب سے اونچی شان اسی کی ہے اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔'' [الروم:۲۷]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ ﴾
''اے لوگو! اگر تمھیں دوبارہ جی اٹھنے میں شک ہے تو بلاشبہ ہم ہی نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر جمے ہوئے خون سے، پھر گوشت کے لوتھڑے سے جو واضح شکل وصورت والا ہے اور جو غیر واضح (ادھوری) شکل وصورت والا ہے۔'' [الحج:۵]

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴾ ''اس دن جب ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح کاتب (اپنی) کتابیں لپیٹتا ہے، جس طرح ہم نے پہلے مخلوق پیدا کی اسی طرح دوبارہ اسے پیدا کریں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے، اسے ہم کرنے والے ہیں۔'' [الانبیاء:۱۰۴]

نیز فرمایا: ﴿ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴾ ''کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے ہیں؟ بلکہ یہ لوگ دوبارہ پیدائش سے شک وشبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔'' [قٓ:۱۵]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ۝ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۝ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يُّحْيِۦ الْمَوْتٰى ﴾ ''کیا انسان یہ سمجھتا ہے اسے بغیر پوچھے ہی چھوڑ دیا جائے گا؟ کیا وہ منی کا ایک قطرہ نہیں تھا جو گرایا جاتا ہے، پھر وہ جما ہوا خون بنا، پھر اس نے پیدا کیا، پس درست بنا دیا، پھر اس نے اس سے دو قسمیں نر اور مادہ بنائیں، کیا وہ اس پر قادر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کہ مُردوں کو زندہ کر دے؟'' [القیمۃ:۳۶-۴۰]

دوم: زمین کے مرنے، خشک و بے آب وگیاہ ہونے کے بعد دوبارہ زندگی پر تنبیہ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ تَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ وَ اَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ ''اور تو زمین کو مُردہ پڑی ہوئی دیکھتا ہے، پھر جب ہم اس پر (بارش کے ذریعے سے) پانی نازل کرتے ہیں تو وہ لہلہاتی ہے اور ابھرتی ہے اور ہر قسم کے خوش نما جوڑے اُگاتی ہے۔ یہ اس لیے کہ بلاشبہ اللہ ہی حق ہے اور وہی مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اور بلاشبہ قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں اور یقیناً جو قبروں میں ہیں انھیں اللہ زندہ کرے گا۔'' [الحج:۵-۷]

اور فرمایا: ﴿وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْۤ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تو زمین کو دبی ہوئی (بنجر) دیکھتا ہے، پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو لہلہانے اور پھلنے پھولنے لگتی ہے۔ یقیناً جس نے اسے زندہ کیا وہی مُردوں کو زندہ کرے گا۔ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' [حٰم السجدة: ۳۹]

اور فرمایا: ﴿يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ﴾ ''وہ زندہ کو مُردہ سے، مُردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کے مُردہ ہونے کے بعد اسے زندہ کرتا ہے، اور اسی طرح تمھیں (قبروں سے) نکالا جائے گا۔'' [الروم:۱۹]

اور فرمایا: ﴿وَ الَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ﴾ ''اور جس نے آسمان سے ایک مقدار کے ساتھ پانی اُتارا، پھر مُردہ علاقے کو ہم نے سرسبز و شاداب کر دیا، اسی طرح تمھیں (قبروں سے) نکالا جائے گا۔'' [الزخرف:۱۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا ﴿ وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الْحَصِيْدِ ○ وَ النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ○ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَ اَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ﴾ ’’اور ہم نے آسمانوں سے برکتوں والا پانی اُتارا، پھر اس کے ساتھ غلے کے دانے اور باغات اُگا دیے، اور بلند و بالا کھجوریں جن کے تہ در تہ لپٹے ہوئے گابھے ہوتے ہیں۔ یہ بندوں کے لیے رزق ہے اور ہم نے مُردہ زمین کو زندہ کیا، اسی طرح خروج ہوگا۔‘‘ [قٓ:۹۔۱۱]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَ هُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴾ ’’اور وہی اپنی رحمت کے آگے ہوائیں بھیج دیتا ہے حتیٰ کہ جب وہ بھاری بادلوں کو بلند کر لیتی ہیں تو ہم انھیں مُردہ زمین کی طرف لے جاتے ہیں، پھر پانی برساتے ہیں تو اس کے ساتھ ہر قسم کے پھل اُگا دیتے ہیں، اسی طرح مُردوں کو نکالیں گے تاکہ تم نصیحت حاصل کر سکو۔‘‘ [الاعراف:۵۷]

اور فرمایا: ﴿ وَ اللّٰهُ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ﴾ ’’اور اللہ ہی ہواؤں کو بھیجتا ہے، پھر وہ بادلوں کو پھیلاتی ہیں تو ہم انھیں مردہ زمین کی طرف لے جاتے ہیں، پھر زمین کے مرنے (بنجر ہونے) کے بعد ہم اسے دوبارہ زندہ کر دیتے ہیں، اسی طرح دوبارہ اُٹھایا جائے گا۔‘‘ [فاطر:۹]

سوم: آسمانوں اور زمین کی تخلیق انسانوں کی تخلیق پر تنبیہ اور یہ انسانوں کی خلقت سے زیادہ عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ ’’آسمانوں اور زمین کی تخلیق انسانوں کی تخلیق سے بڑی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔‘‘ [المؤمن:۵۷]

اور فرمایا: ﴿ اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ”کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ نے آسمان اور زمین پیدا کیے، وہ اس پر قادر ہے کہ وہ ان جیسی اور مخلوق پیدا کرے، اور اس نے ان کے لیے ایک وقت مقرر کیا ہے جس میں کوئی شک نہیں مگر ظالم لوگ صرف انکار ہی کرتے ہیں۔“ [بنی اسرائیل:۹۹]

نیز فرمایا: ﴿ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا﴾ ”کیا تمھارا پیدا کیا جانا سخت (مشکل) ہے یا آسمان کا جسے اُس نے بنایا ہے۔“ [النزعٰت:۲۷]

قیامت کے دن دوبارہ زندگی اس طرح ہوگی کہ دنیا والے اجسام زندہ کر کے اُن میں روحیں پھونک دی جائیں گی تاکہ ثواب و عذاب کا مزہ چکھیں۔ ان روحوں کو نئے جسموں میں نہیں ڈالا جائے گا جو کہ دنیا میں موجود نہیں تھے، اور یہی بات ہے جسے کفار بعید (ناممکن) سمجھتے تھے اور انکار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ○ ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ○ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَ عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ﴾ ”بلکہ وہ حیران ہیں کہ اُن کے پاس انھی میں سے ایک ڈرانے والا آگیا، چنانچہ کافروں نے کہا: یہ چیز عجیب ہے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہوجائیں گے (تو دوبارہ زندہ ہوں گے)؟ یہ دوبارہ زندگی بعید (از امکان) ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ زمین ان میں سے کیا کم کر رہی ہے؟ اور ہمارے پاس نگران کتاب ہے۔“ [قٓ:۲-۴]

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بتایا کہ وہ ان کے اجسام کے ہر ذرہ کو جانتا ہے جسے زمین کم کر رہی ہے، پھر وہ اسے دوبارہ اسی طرح لوٹا دے گا جس طرح پہلے تھا۔ پس میت کو اسی دنیاوی جسم کے ساتھ زندہ کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَ لٰكِنْ لِّيَطْمَىِٕنَّ قَلْبِيْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ وَ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اور جب ابراہیم نے کہا: اے میرے رب! مجھے دکھا کہ تُو کس طرح مُردوں کو زندہ کرتا ہے؟ فرمایا: کیا تمھیں یقین نہیں؟ کہا: کیوں نہیں، لیکن (چاہتا ہوں کہ) میرا دل مطمئن ہو جائے، فرمایا: پرندوں میں سے چار لے لو، پھر انھیں اپنی طرف آمادہ کرو، پھر ہر پہاڑ پر اُن میں سے ایک ٹکڑا رکھ دو، پھر انھیں بلاؤ تو وہ تمھارے پاس تیزی سے آئیں گے اور جان لو کہ بے شک اللہ زبردست حکیم ہے۔‘‘ [البقرۃ:۲۶۰]

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے سلف (صالحین) کی ایک جماعت سے اس آیت کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاروں پرندوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اُن کے گوشت کو باہم خلط ملط کر دیا[1] اور ہر پہاڑ کی چوٹی پر ایک ٹکڑا رکھا، پھر انھیں آواز دی تو ہر پرندے کے ٹکڑے اکٹھے ہو کر پرندہ بن گیا، سب پرندے زندہ ہو کر تیزی سے ان (ابراہیم علیہ السلام) کے پاس آ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ يَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ○ حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ اَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّ هُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَ لَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَ لَا جُلُوْدُكُمْ وَ لٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ ’’اور جس دن اللہ کے دشمن آگ کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے، پھر ان کی الگ الگ قسمیں بنائی جائیں گی حتیٰ

---

[1] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ’’قطعهن ثم اجعلهن في أرباع الدنيا ربعًا هاهنا وربعًا هاهنا ثم ادعهن يأتينك سعيًا‘‘ انھیں کاٹ (کر ٹکڑے ٹکڑے کر) دو، پھر چاروں کونوں پر ایک چوتھائی ایک چوتھائی رکھ دو، پھر انھیں بلاؤ تو وہ تیزی سے تمھارے پاس آ جائیں گے۔ (تفسیر طبری ۳/۳۷ وسندہ صحیح)

مفسر قرآن قتادہ (تابعی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’فمزقهن، قال: أمر أن يخلط الدماء بالدماء والريش بالريش ثم يجعل على كل جبل منهن جزءًا‘‘ پس انھیں ٹکڑے ٹکڑے کر دو، کہا: انھیں حکم دیا گیا کہ خون کو خون سے اور پروں کو پروں سے خلط ملط کر دیں، پھر ان میں سے ہر ٹکڑے کو ہر پہاڑ پر رکھ دیں۔

(تفسیر عبدالرزاق: ۳۳۵ وتفسیر طبری ۳/۳۸ وسندہ صحیح)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جوں ہی اس (آگ) کے پاس پہنچیں گے ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے چمڑے ان کے خلاف اس کی گواہی دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔ وہ اپنے چمڑوں سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ وہ کہیں گے: ہمیں اس اللہ نے بلوایا جس نے ہر چیز کو بلوایا اور اسی نے تمھیں پہلی بار پیدا کیا اور اسی کی طرف تم واپس لائے جا رہے ہو اور تم اس سے پردہ نہیں کرتے تھے کہ تمھارے خلاف تمھارے کان گواہی دیں گے اور نہ تمھاری آنکھیں اور نہ تمھارے چمڑے اور لیکن تم نے گمان کیا کہ اللہ بہت سے کام جو تم کرتے ہو، نہیں جانتا اور یہ تمھارا گمان تھا جو تم نے اپنے رب کے بارے میں کیا، اسی نے تمھیں ہلاک کر دیا سو تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔'' [حٰم السجدۃ:۱۹،۲۳]

یہ آیات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ دنیا وی جسموں کو ہی لوٹایا جائے گا۔ کان، آنکھیں اور کھالیں (چمڑے) گواہی دیں گے کہ ان لوگوں نے فلاں فلاں گناہ کیے تھے۔

مذکورہ آیات کی طرح یہ ارشاد باری تعالیٰ بھی ہے: ﴿ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴾ ''آج ہم اُن کے مونہوں پر مہر لگاتے ہیں اور ان کے ہاتھ بولیں گے، اور پاؤں گواہی دیں گے کہ وہ یہ یہ کام کرتے تھے۔'' [یٰس:۶۵]

نیز ارشاد ہے: ﴿ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ ''اس دن، جو وہ کام کرتے تھے اس کے بارے میں ان کی زبانیں، ہاتھ اور پاؤں گواہی دیں گے۔'' [النور:۲۴]

سنت میں بھی اس کی دلیل موجود ہے۔ حدیث میں ایک آدمی کا قصہ آیا ہے کہ جس نے مرتے وقت اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے جسم کو جلا دیں اور راکھ کو خشکی اور سمندر میں اُڑا دیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے سمندر اور خشکی کو حکم دیا تو اُس کی راکھ جمع ہو کر وہی جسم بن گئی جو پہلے تھا۔ یہ حدیث صحیح بخاری (۷۵۰۶) و صحیح مسلم (۲۷۵۶) میں (سیدنا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساری مخلوقات میدان حشر میں

آخرت پر ایمان میں سے یہ بھی ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے کہ لوگوں کو قبروں سے زندہ کر کے موقف (میدان حشر) میں کھڑا کیا جائے گا۔ اولوالعزم رسولوں کے پاس لوگ جائیں گے تاکہ (اُس دن کی) سختی سے اُنھیں نجات ملے۔ ہمارے نبی (سیدنا) محمد ﷺ کو شفاعتِ کبریٰ حاصل ہے اور یہی مقام محمود ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ آئے گا تاکہ بندوں کے درمیان فیصلے کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا﴾ ''اور ہم انھیں اکٹھا کریں گے تو اُن میں سے کسی کو نہیں چھوڑیں گے۔'' [الکهف: ۴۷]

(سیدہ) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھیں زندہ کر کے میدان حشر میں لایا جائے گا، ننگے پاؤں ننگے جسم اور بلا ختنہ ہو گے۔'' عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مرد اور عورت ایک دوسرے کو دیکھیں گے: تو آپ نے فرمایا: ''معاملہ شدید ترین ہوگا جو انھیں اس سے مصروف رکھے گا۔'' [صحیح بخاری: ۶۵۲۷ و صحیح مسلم: ۲۸۵۹]

یہ روایت (سیدنا) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی بیان کی ہے۔

[دیکھئے صحیح بخاری: ۶۵۲۶ و صحیح مسلم: ۲۸۶۰]

اس آیت: ﴿وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا﴾ ''اور آپ کا رب اور فرشتے صف در صف آئیں گے۔'' (الفجر: ۲۲) کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یعنی اپنی مخلوق کے درمیان مقدموں کے فیصلے کے لیے (رب آئے گا) اور یہ اس کے بعد ہوگا جب لوگ آدم علیہ السلام کی تمام اولاد کے سردار (سیدنا) محمد (ﷺ) کے پاس شفاعت کے لیے آئیں گے۔ اس سے پہلے ایک ایک کر کے وہ اولوالعزم رسولوں سے درخواست کر چکے ہوں گے۔ اُن میں سے ہر ایک نے یہی جواب دیا ہوگا کہ میں اس سفارش والا نہیں ہوں حتیٰ کہ لوگ (سیدنا) محمد ﷺ کے پاس آئیں گے تو آپ دو دفعہ فرمائیں گے: میں یہ شفاعت کرتا ہوں، پھر آپ جا کر اللہ کے پاس شفاعت کریں گے کہ مقدموں کا فیصلہ کیا جائے تو اللہ آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی شفاعت (سفارش) قبول فرمائے گا۔ یہ سب سے پہلی شفاعت ہے اور یہی مقام محمود ہے جس کا بیان سورۂ بنی اسرائیل میں گزر چکا ہے۔ پس رب آئے گا تاکہ جیسے چاہے اپنے بندوں کے درمیان فیصلے کرے اور فرشتے اس کے سامنے صف در صف آئیں گے۔'' [تفسیر ابن کثیر ۶/۴۵۷]

لوگ اللہ کے سامنے پیش ہوں گے تو وہ اُن کے اعمال کے مطابق ان سے حساب لے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَعُرِضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ صَفًّا لَّقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ ''اور وہ (لوگ) تیرے رب کے سامنے صفیں باندھے ہوئے پیش کیے جائیں گے، یقیناً تم ہمارے پاس اسی طرح آئے ہو جس طرح ہم نے تمھیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔'' [الکہف: ۴۸]

اور فرمایا: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ ''اور اُس شخص سے بڑا کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے؟ یہ لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے: یہ ہیں وہ لوگ جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا۔ خبردار! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔'' [ھود: ۱۸]

اور فرمایا: ﴿وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا﴾ ''نامۂ اعمال رکھے جائیں گے، پھر آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ وہ اس سے ڈرنے والے ہوں گے جو اس میں ہوگا اور کہیں گے: ہائے ہماری بربادی! اس کتاب (نامۂ اعمال) کو کیا ہے، نہ کوئی چھوٹی بات چھوڑتی ہے اور نہ بڑی مگر اس نے اسے شمار کر رکھا ہے اور انھوں نے جو کچھ کیا اسے موجود پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔'' [الکہف: ۴۹]

نیز فرمایا: ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ۝ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ۝ وَيَنقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ۝ فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا ۝

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَّ يَصْلٰى سَعِيْرًا ﴾ ''پس وہ شخص جسے دائیں ہاتھ میں اس کا نامہ اعمال دیا گیا تو عنقریب اس کا بہت ہلکا حساب ہوگا اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف ہنسی خوشی واپس لوٹے گا، اور وہ شخص جسے اس کا نامۂ اعمال پیٹھ کے پیچھے دیا گیا تو وہ ضرور بڑی ہلاکت کو پکارے گا اور بھڑکتی آگ میں داخل ہوگا۔'' [الانشقاق: ۷۔۱۲]

اور فرمایا: ﴿ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴾ ''اس دن تم پیش کیے جاؤ گے تمھاری کوئی مخفی بات چھپی ہوئی نہیں رہے گی، پس جسے اس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو وہ کہے گا: لو پکڑو میرا اعمال نامہ پڑھو، بلاشبہ میں نے سمجھ لیا تھا کہ میں اپنے حساب سے ملنے والا ہوں پس وہ ایک خوشی والی زندگی میں ہوگا، ایک بلند جنت میں جس کے میوے قریب ہوں گے۔ تم نے سابقہ ایام میں جو اعمال کیے تھے تو اب ان کی وجہ سے خوب سیر ہو کر کھاؤ پیو، اور لیکن جسے اس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو وہ کہے گا: اے کاش! مجھے میرا نامۂ اعمال نہ دیا جاتا اور نہ میں جانتا میرا حساب کیا ہے۔ اے کاش کہ وہ (موت) کام تمام کر دینے والی ہوتی (یعنی یہ دوبارہ زندگی نہ ہوتی) میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ میری سلطنت ہلاک وتباہ ہوگئی۔ اسے پکڑو، پس اسے طوق پہنا دو، پھر بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دو۔ پھر ستر (۷۰) ہاتھ لمبی زنجیر میں اسے جکڑ دو۔''

[الحاقۃ: ۱۸۔۳۲]

اور فرمایا: ﴿ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴾ ''اس دن لوگ گروہ در گروہ آئیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے تا کہ انھیں ان کے اعمال دکھائے جائیں، پس جس شخص نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔'' [الزلزال:۶،۸]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا حساب لیا گیا تو اسے عذاب دیا جائے گا۔'' (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: کیا اللہ نہیں فرماتا: ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيرًا﴾ ''پس عنقریب اس کا آسان حساب ہوگا۔'' [الانشقاق:۸] تو آپ (ﷺ) نے فرمایا: ''یہ تو صرف عرض یعنی پیشی ہوگی، جس کے حساب کی پڑتال شروع ہوگئی تو وہ شخص ہلاک ہوگیا۔''

[صحیح بخاری:۱۰۳و صحیح مسلم:۲۸۷۶]

حوضِ کوثر

آخرت پر ایمان لانے میں سے یہ بھی ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے حوض (حوضِ کوثر) پر ایمان لایا جائے۔ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث متواتر ہیں (یعنی علمِ کلام والوں کے نزدیک بھی قطعی و یقینی ہیں۔)

امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الرقاق میں باب فی الحوض لکھ کر انیس (۶۵۸۵ تا ۶۵۹۳) روایات ذکر کی ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (۱۱/ ۴۶۸، ۴۶۹) میں لکھا ہے کہ پچاس (۵۰) سے زیادہ صحابیوں نے اسے بیان کیا ہے۔ ان میں سے پچیس (۲۵) کا ذکر قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اور تین (۳) کا ذکر علامہ نووی نے کیا ہے۔ انھوں نے ان پر ان کے قریب کا اضافہ کیا ہے تو یہ روایت کرنے والے صحابہ پچاس سے زیادہ ہیں۔ امام ابن کثیر نے اپنی کتاب النہایہ (فی الفتن والملاحم ۲/ ۲۹، ۶۵) میں تیس (۳۰) سے زیادہ صحابہ کی روایات مع سند و متن و حوالہ ذکر کی ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے حوض کی صفت میں یہ حدیث بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے حوض کی لمبائی ایک مہینے کی مسافت ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی خوشبو مشک کستوری سے زیادہ پاک ہے، اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی طرح (لاتعداد) ہیں، جو شخص اس میں سے پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔''

اسے بخاری (۶۵۷۹) نے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے۔

صحیح مسلم (۲۲۹۲) میں اس روایت کے یہ الفاظ ہیں: ''میرا حوض ایک مہینے کی مسافت ہے۔ اس کے کنارے برابر ہیں، اس کا پانی چاندی سے زیادہ سفید ہے اور اس کی خوشبو مشک کستوری سے (بھی) زیادہ ہے اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں، جس نے اس سے پی لیا تو اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی۔''

(سیدنا) ابوذر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں آیا ہے کہ ''اس میں جنت کے دو پرنالے بہہ رہے ہوں گے جو اس سے پی لے گا تو اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی، اس کی لمبائی چوڑائی برابر ہے جتنا کہ عمان اور ایلہ کے درمیان فاصلہ ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔'' [صحیح مسلم: ۲۳۰۰]

لوگوں میں سے بعض کو حوض سے دُور ہٹایا جائے گا۔ (سیدنا) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں حوض پر تمھارا منتظر رہوں گا۔ کچھ لوگ میرے سامنے آئیں گے، پھر انھیں مجھ سے دور ہٹا دیا جائے گا تو میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ میرے ساتھی (یعنی اُمتی) ہیں تو کہا جائے گا: آپ کو نہیں معلوم کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعات گھڑ لی تھیں۔'' (صحیح البخاری: ۶۵۷۶)

یہاں ساتھیوں سے مراد وہ تھوڑے سے لوگ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مُرتد ہو گئے تھے اور انھیں اُن فاتح لشکروں نے قتل کیا تھا جنھیں (سیدنا) ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

صحابۂ کرام کے دشمن، رافضی ① فرقے والے یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

① رافضی فرقہ ''شیعوں کا ایک فرقہ جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مذمت اور کردار کشی کو جائز سمجھتا ہے۔'' (القاموس الوحید ص ۶۴۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات کے بعد، چند ایک کو چھوڑ کر (تمام) صحابۂ کرام مرتد ہو گئے تھے اور انھیں حوض سے دُور ہٹایا جائے گا، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ رافضی فرقہ والے ہی اس کے مستحق ہیں کہ انھیں رسول اللہ ﷺ کے حوض سے دُور ہٹایا جائے کیونکہ وہ وضو میں اپنے پاؤں نہیں دھوتے بلکہ ان پر مسح کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)) ''خشک ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔'' [صحیح بخاری: ۱۶۵ و صحیح مسلم: ۲۴۲]

رافضیوں کے وضو میں دھوئے جانے والے (بعض) اعضا کی سفیدی نہیں ہو گی جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے اُمتی قیامت کے دن وضو کے آثار کی وجہ سے چمک دار سفید اعضا کے ساتھ آئیں گے۔'' یعنی ان کے اعضائے وضو چمک رہے ہوں گے۔ [صحیح بخاری: ۱۳۶ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ]

اعمال کا وزن اور میزان

آخرت پر ایمان لانے کا یہ مطلب بھی ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے کہ بندوں کے اعمال تولے جائیں گے، انھیں گِنا اور تولا جا سکتا ہے جس کا وزن زیادہ ہوا تو وہ نجات پا جائے گا اور جس کا وزن کم ہوا تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴾

''اور ہم قیامت کے دن عدل و انصاف والی میزانیں قائم کریں گے، پس کسی نفس پر کوئی ظلم نہیں ہو گا اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (عمل) ہو گا تو ہم اسے (سامنے) لائیں گے اور ہم حساب لینے کے لیے کافی ہیں۔'' [الانبیآء: ۴۷]

اور فرمایا: ﴿ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ﴾

''اور اس دن وزن حق ہے، پھر جن کے (وزن کے) پلڑے بھاری ہوئے تو وہی لوگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامیاب ہیں اور جن کے وزن ہلکے ہوئے تو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں کیونکہ یہ ہماری آیتوں کے ساتھ ناانصافی کرتے تھے۔'' [الاعراف:۸،۹]

اور فرمایا: ﴿فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ○ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ﴾ ''پھر جب صور پھونکا جائے گا تو اس دن لوگوں کے درمیان نہ کوئی نسب ہوگا اور نہ ایک دوسرے سے (مدد) مانگیں گے۔ پس جن کے وزن بھاری ہو گئے تو وہی کامیاب ہوں گے اور جن کے وزن ہلکے ہو گئے تو وہی اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈالنے والے ہوں گے (اور) جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔'' [المؤمنون:۱۰۱۔۱۰۳]

نیز فرمایا: ﴿فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ○ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ○ وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ○ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ○ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ○ نَارٌ حَامِيَةٌ﴾ ''پس جس کے اوزان بھاری ہوئے تو وہ خوشی والی زندگی میں ہوگا اور جس کے اوزان ہلکے ہوئے تو اس کا ٹھکانا ہاویہ (جہنم) ہے اور آپ کو کس چیز نے معلوم کروایا کہ وہ کیا ہے؟ ایک سخت گرم آگ ہے۔'' [القارعۃ:۶۔۱۱]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''طہور آدھا ایمان ہے، الحمدللہ کے ساتھ میزان بھر جائے گی اور سبحان اللہ والحمدللہ کے ساتھ آسمان وزمین میں جو کچھ ہے بھر جائے گا۔'' [صحیح مسلم:۲۲۳]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو کلمے (اللہ) رحمٰن کو بہت پیارے ہیں، وہ زبان پر کہنے آسان ہیں اور میزان میں بھاری ہیں: سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم'' [صحیح بخاری:۷۵۶۳، صحیح مسلم:۲۶۹۴]

اعمال اگرچہ اعراض ① ہیں لیکن اللہ انھیں اجسام بنادے گا جنھیں میزان میں رکھ کر

---

① علم منطق میں ہر اُس چیز کو العرض (جمع اعراض) کہتے ہیں جو قائم بالغیر ہو، خود اس کا وجود نہ ہو برخلاف جوہر کے۔ دیکھئے القاموس الوحید (ص ۱۰۶۸/۳) مثلاً رنگ اور کپڑا۔ اس میں رنگ عرض ہے اور کپڑا جوہر۔
(فیروز اللغات ص ۸۹۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تولا جائے گا۔ بندوں کے اعمال کے وزن کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عدل کا اظہار ہو اور بندے کو اس کے اعمال کی (پوری) خبر و اطلاع ہو۔ بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر چیز کے بارے میں پورا جانتا ہے اور اسی میں سے بندوں کے اعمال ہیں (وہ انھیں پورا جانتا ہے) اگرچہ ان کا وزن کیا جائے یا نہ کیا جائے۔

جس طرح اعمال کا وزن ہوگا اسی طرح اعمال کے صحیفوں کا بھی وزن ہوگا، جیسا کہ حدیثِ بطاقہ اور حدیث سجلات (رجسٹروں والی حدیث) میں آیا ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ، میری اُمت میں سے ایک بندے کو قیامت کے دن لوگوں کے سامنے لائے گا، پھر اُس کے (اعمال کے) ننانوے (۹۹) رجسٹر کھولے جائیں گے۔ ہر رجسٹر حد نظر تک ہوگا، پھر اللہ فرمائے گا: کیا تُو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ کیا میرے لکھنے والے محافظ فرشتوں نے تجھ پر کوئی ظلم کیا ہے؟ تو وہ کہے گا: نہیں، اے میرے رب! پھر اللہ فرمائے گا: کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ تو وہ کہے گا: نہیں، اے میرے رب! پھر اللہ فرمائے گا: ہاں، تیری ہمارے پاس ایک نیکی ہے۔ آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا، پھر ایک پرزہ نکالا جائے گا جس پر لکھا ہوگا: ''أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ'' پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنا وزن دیکھ تو وہ کہے گا: اے میرے رب! یہ کاغذ کا پرزہ ان رجسٹروں کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟ تو اللہ فرمائے گا: آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا، پھر رجسٹروں کو میزان کے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور دوسرے پلڑے میں کاغذ کا وہ پرزہ رکھا جائے گا تو (گناہوں والے) رجسٹر ہلکے ہو کر بلند ہو جائیں گے اور وہ پرزہ بھاری ہو کر جھک جائے گا۔ اللہ کے نام سے کوئی چیز بھاری نہیں ہو سکتی۔''

[سنن الترمذی: ۲۶۳۹ وقال: ''حسن غریب'' اسے حاکم ۶/۱، اور ذہبی نے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، نیز دیکھئے السلسلۃ الصحیحۃ للألبانی: ۱۳۵]

عمل کرنے والے کا بھی وزن ہو سکتا ہے، جیسا کہ (سیدنا) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی پنڈلیوں کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جان ہے! یہ دونوں پنڈلیاں میزان میں اُحد (پہاڑ) سے زیادہ بھاری ہیں۔'' یہ حدیث حسن ہے، اسے احمد (۱/۴۲۰، ۴۲۱ ح ۳۹۲۱ وسندہ حسن) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

پل صراط

پل (صراط) پر ایمان لانا بھی آخرت پر ایمان لانے میں سے ہے۔ یہ ایک پل ہے جسے جہنم پر رکھا جائے گا۔ جنت پہنچنے کے لئے، مسلمان اپنے اعمال کے مطابق اس سے گزریں گے۔ بعض تو بجلی کی طرح گزر جائیں گے اور بعض ہوا کی طرح اور بعض گھسٹتے ہوئے گزریں گے۔

صحیح بخاری (۸۰۶) وصحیح مسلم (۲۹۹) میں (سیدنا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں آیا ہے کہ ''جہنم کی پیٹھ پر (پل) صراط نصب کیا جائے گا۔ رسولوں میں، سب سے پہلے میں اپنی اُمت کو لے کر یہاں سے گزروں گا۔ اس دن رسولوں کے سوا کوئی بھی بات نہیں کرے گا۔ اس دن رسولوں کا یہی کلام ہوگا: ((اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ)) اے اللہ! سلامتی دے، محفوظ رکھ۔'' جہنم میں لوہے کے کانٹے ہوں گے، جیسے سَعدان (کانٹوں والے ایک درخت) کے کانٹے ہوتے ہیں۔ کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: ''یہ سعدان جیسے کانٹے ہوں گے لیکن ان کی کثر (اور شدت) تو صرف اللہ ہی جانتا ہے لوگوں کو اُن کے اعمال کے مطابق اُچک لیں گے۔ بعض تو اپنے اعمال کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے اور بعض کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، پھر انھیں نجات ملے گی۔''

(سیدنا) ابو ہریرہ اور (سیدنا) حذیفہ رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں آیا ہے کہ ''امانت اور رحم کو بھیجا جائے گا تو وہ دونوں (پل) صراط کے دائیں بائیں کھڑے ہو جائیں گے۔ تم میں سے پہلے لوگ بجلی کی طرح (انتہائی تیزی سے) گزریں گے۔'' میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، بجلی کی طرح گزرنے سے کیا مراد ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے فرمایا: ''تم نہیں دیکھتے کہ بجلی کس طرح پلک جھپکتے گزرتی اور آجاتی ہے؟ پھر ہوا کی طرح گزریں گے، پھر پرندوں اور تیز مردوں کی طرح گزریں گے۔ ان کے اعمال انھیں چلا اور دوڑا رہے ہوں گے۔ اور تمھارے نبی (ﷺ) صراط پر کھڑے: ((رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ)) اے میرے رب سلامتی سلامتی، کہہ رہے ہوں گے حتیٰ کہ بندوں کو اُن کے اعمال بے بس کر دیں گے۔ ایک آدمی آئے گا جبکہ وہ گھسٹتے ہوئے ہی چل سکے گا۔ صراط کی دونوں طرف لٹکے ہوئے کانٹے ہیں۔ جنھیں اُچک لینے کا حکم ہوگا تو وہ اُسے اُچک لیں گے۔ بعض زخمی نجات پانے والے ہوں گے اور بعض اوندھے مُنہ جہنم میں گرائے جائیں گے۔'' [صحیح مسلم: ۳۲۹]

(سیدنا) ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں آیا ہے کہ ''پھر جہنم پر پُل ڈالا جائے گا اور شفاعت حلال ہوگی۔ لوگ کہیں گے: اے اللہ! سلامت رکھ، نجات دے۔'' آپ سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! پُل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''گرانے والی پھسلوان، اس میں ہُک نما لوہے کے کڑے، اُچکنے والے کانٹے اور چمٹنے والے سخت کانٹے ہیں۔ نجد (اونچی زمین والے علاقے) میں ایک کانٹے دار درخت ہوتا ہے جسے سَعدان کہتے ہیں (اُس جیسے یہ کانٹے ہوں گے) مومنین اس پر سے پلک جھپکتے، بجلی اور ہوا کی طرح گزریں گے۔ بعض پرندوں، تیز گھوڑوں اور سواروں کی طرح گزریں گے۔ بعض صحیح سالم بچ جائیں گے، بعض زخمی ہو کر گزریں گے اور بعض اوندھے مُنہ جہنم کی آگ میں گر جائیں گے۔'' [صحیح مسلم: ۳۰۲]

شفاعتِ کبریٰ

آخرت پر ایمان لانے میں سے یہ بھی ہے کہ کتاب و سنت میں جن شفاعتوں (سفارشوں) کا ذکر آیا ہے اُن پر ایمان لایا جائے۔ اسی میں سے ہمارے نبی ﷺ کے لیے خاص شفاعتِ کُبریٰ ہے جس کے ذریعے سے میدانِ حشر میں کھڑے لوگوں کی خلاصی ہوگی اور یہی وہ مقام محمود ہے جس کی تعریف آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک سب اولین و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخرین کرتے ہیں۔ اس کے بارے میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ کے کلام میں، قریب ہی اشارہ گزر چکا ہے۔

اللہ کے اُذن سے شفاعتیں

اسی میں سے وہ شفاعت بھی ہے جو اس شخص کے بارے میں کی جائے گی جو آگ (کے عذاب) کا مستحق ہوگا تاکہ وہ جہنم میں داخل ہونے سے بچ جائے۔ نبی ﷺ اور دوسرے انبیاء کا (پُل) صراط پر: ((اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ)) کہنا اسی کی دلیل ہے۔ یہ دونوں حدیثیں ابھی گزری ہیں جن میں صراط عبور کرنے کا ذکر ہے۔

اسی میں سے وہ شفاعت بھی ہے کہ جو لوگ جنت میں داخل ہوں گے ان کے لیے شفاعت کی جائے گی تاکہ وہ اپنے اعمال کے ثواب اور درجات سے زیادہ درجوں پر فائز ہو جائیں۔

اِس کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ﴾ ”اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی تو ہم ان کی اولاد کو اُن کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے اعمال میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔“ [الطور:۲۱]

اور اسی میں سے وہ شفاعت بھی ہے جس کے ذریعے سے بغیر حساب کے جنت میں داخلہ ہوگا۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے (سیدنا) عکاشہ بن محصن (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں دُعا فرمائی تھی کہ وہ ان ستر (۷۰) ہزار لوگوں میں شامل ہوں جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ اسے بخاری (۵۸۱۱) اور مسلم (۲۱۶) نے روایت کیا ہے۔

اسی میں سے وہ شفاعت بھی ہے جو آپ ﷺ اپنے چچا ابو طالب کے بارے میں کریں گے تاکہ اُن کے عذاب میں تخفیف (کمی) ہو۔ وہ آگ کے چھوٹے سے گڑھے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈالے جائیں گے جس میں ان کا دماغ کھول رہا ہوگا۔ یہ تخفیف درج ذیل آیت کی تخصیص کرتی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا﴾ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا اُن کے لیے جہنم کی آگ ہے، ان کے لیے موت کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا اور نہ اُن کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔'' [فاطر:٣٦]

اسی میں سے آپ ﷺ کی وہ شفاعت ہے جس کے ذریعے سے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ اس کی دلیل آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہے: ((أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَ أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا)) ''میں سب سے پہلے، جنت میں لوگوں کے داخلے کے لیے شفاعت کروں گا اور نبیوں میں، میرا اتباع کرنے والے لوگ سب سے زیادہ ہوں گے۔'' [صحیح مسلم:١٩٦]

بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں: ''قیامت کے دن میرا اتباع کرنے والے لوگ، سب انبیاء کی بہ نسبت زیادہ ہوں گے اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔'' [مسلم:١٩٦]

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں قیامت کے دن جنت کے دروازے کے پاس آکر دروازہ کھلواؤں گا تو محافظ داروغہ کہے گا: آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا؟ محمد (ﷺ) تو وہ کہے گا: مجھے آپ کے (حکم کے) ساتھ ہی دروازہ کھولنے کا حکم دیا گیا تھا اور یہ کہ آپ سے پہلے کسی کے کہنے پر دروازہ نہ کھولوں'' [صحیح مسلم:١٩٧]

اسی میں سے وہ شفاعت بھی ہے جس کے ذریعے سے کبیرہ گناہ کرنے والوں کو (جہنم کی) آگ سے نکالا جائے گا۔ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث تواتر کے ساتھ آئی ہیں، جیسا کہ شارح عقیدہ طحاویہ (ص ٢٩٠، ابن ابی العز الحنفی) نے کہا ہے۔

انھی میں سے وہ روایت ہے کہ (سیدنا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کی ایک دعا (ضرور) قبول ہوتی ہے۔ ہر نبی نے اپنی اپنی دعا کر لی ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے اپنی دعا باقی رکھی ہے تاکہ قیامت کے دن میں اپنی اُمت کی شفاعت کروں۔ یہ ان شاء اللہ میری اُمت کے ہر اُس آدمی کو حاصل ہوگی جس نے مرتے دم تک شرک نہیں کیا ہوگا۔'' [صحیح بخاری:۶۳۰۴ وصحیح مسلم:۱۹۹ واللفظ لہ]

یہ شفاعت فرشتوں، نبیوں اور مومنوں کو بھی حاصل ہوگی، جیسا کہ صحیح مسلم (۱۸۳) میں (سیدنا) ابوسعید (الخدری رضی اللہ عنہ) کی بیان کردہ حدیث میں آیا ہے: ''اللہ تعالیٰ فرمائے گا: فرشتوں نے شفاعت کی، نبیوں نے شفاعت کی، مومنوں نے شفاعت کی، اب صرف ارحم الراحمین ہی باقی ہے......''

جنت اور جہنم پر ایمان

آخرت پر ایمان لانے میں سے جنت اور جہنم پر ایمان لانا بھی ہے کہ دونوں اب بھی موجود ہیں اور جنت وجہنم ہمیشہ باقی رہیں گی (یعنی کبھی فنا نہیں ہوں گی)

اللہ نے اپنے دوستوں کے لیے جنت اور اپنے دشمنوں کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ مومنوں کے لیے جنت کی تیاری کا ذکر ان آیات میں ہے: ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾

''اور مہاجرین وانصار میں سے سبقت کرنے والے سب سے پہلے لوگ وہ ہیں جو نیکی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے، اللہ اُن سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے اور اللہ نے اُن کے لیے ایسے باغات تیار کئے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔'' [التوبۃ:۱۰۰]

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ ''اور اپنے رب کی مغفرت کی طرف ایک دوسرے سے بڑھ کر دوڑو اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین (کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

• برابر) ہے، یہ متقین (تقویٰ شعاروں) کے لیے تیار کی گئی ہے۔" [آل عمران:۱۳۳]

نیز فرمایا: ﴿سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ﴾ "اپنے رب کی مغفرت اوراس کی جنت کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھو جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی جوڑائی کی طرح ہے، یہ اُن لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ اوراس کے رسولوں پر ایمان لائے۔" [الحدید:۲۱]

اللہ کے دشمنوں کیلئے (جہنم کی) آگ کی تیاری کا ذکر درج ذیل آیات میں آیا ہے:

﴿وَ يُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ لَعَنَهُمْ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ اور (تاکہ) ان منافق مردوں اور منافق عورتوں، مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب (وسزا) دے جو اللہ کے بارے میں گمان کرنے والے ہیں، برا گمان اُن کی بدگمانی انھی پر آنے والی ہے اور اللہ اُن پر غصے ہوا اوران پر لعنت کی اور اُن کے لیے جہنم تیار کی اور یہ بُرا ٹھکانا ہے۔" [الفتح:٦]

اور فرمایا: ﴿وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ﴾ "اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔" [آل عمران:۱۳۱]

اور فرمایا ﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ﴾ "اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔" [البقرۃ:۲۴]

سنت سے بھی یہ ثابت ہے کہ جنت اور جہنم اب موجود ہیں۔ نماز کسوف کے بارے میں (سیدنا) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی (بیان کردہ) حدیث میں آیا ہے کہ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! ہم نے دیکھا: آپ نے اپنی جگہ کھڑے ہوکر کسی چیز کو پکڑنے کی کوشش کی، پھر ہم نے دیکھا: آپ پیچھے ہٹ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے جنت کو دیکھا تو کھجور کا ایک خوشہ لینے کی کوشش کی۔ اگر میں اسے لے لیتا تو تم لوگ ہمیشہ، جب تک دنیا باقی ہے، اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کھاتے رہتے اور مجھے آگ دکھائی گئی۔ میں نے آج جیسا شدید منظر کبھی نہیں دیکھا اور میں نے دیکھا کہ دوزخ میں اکثریت عورتوں کی ہے.....'' [صحیح بخاری:۱۰۵۲ و صحیح مسلم:۹۰۷]

اور بعض مبتدعین، مثلاً: معتزلہ ① سے جو آیا ہے کہ جنت اور جہنم صرف قیامت کے دن ہی پیدا کی جائیں گی کیونکہ اس سے پہلے ان کا پیدا کیا جانا عبث (فضول) ہے۔ اگر ایسا مان لیا جائے تو اس طرح لمبے عرصے تک جنت بے فائدہ رہتی ہے اور جہنم کا نقصان کسی کو نہیں ہوتا۔ مبتدعین کا یہ قول کئی وجہ سے باطل ہے:

اول: آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ جنت وجہنم کی تخلیق اور وجود قیامت سے پہلے ہے۔ ان میں سے بعض کا ذکر قریب ہی گزرا ہے۔

دوم: جنت کے وجود میں اُس کی ترغیب اور شوق دلانا ہے اور آگ کے وجود میں اس سے ڈر اور خوف ہے۔

سوم: نصوصِ کتاب وسنت میں اس کی دلیل آئی ہے کہ قیامت سے پہلے جنت کی نعمتوں سے نفع اُٹھایا جاتا ہے اور قیامت سے پہلے جہنم کا ضرر بعض لوگوں کو پہنچ رہا ہے۔ ان میں سے بعض دلائل کا ذکر گزشتہ صفحات عذابِ قبر اور راحتِ قبر کے تحت گزر چکا ہے۔

جس جنت سے آدم (علیہ السلام) کو اُتارا گیا تھا، اُس کے بارے میں تین اقوال ہیں:

اول: وہ جنت خلد ہے، اور یہی قول زیادہ ظاہر (اور صحیح) ہے۔ ②

دوم: زمین میں کسی اونچے مکان پر جنت تھی۔

---

① ایک بدعتی فرقہ ہے ''ان کے نزدیک قرآن مخلوق ہے ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید عقلاً معلوم ہوسکتی ہے اس لیے وحی کے بغیر ہی اہل عقل وحکمت توحید پر ایمان لاسکتے ہیں۔'' (فیروز اللغات ص ۱۲۶۲)
یہ فرقہ صحیح احادیث کا انکار کرتا تھا اور منزلة بين المنزلتين کا قائل تھا۔

② بعض اہلِ بدعت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جنت اور جہنم ابھی تک پیدا نہیں ہوئیں۔ یہ عقیدہ سراسر باطل ہے اور کتاب وسنت کے خلاف ہے۔
اللہ تعالیٰ جہنم کے بارے میں فرماتا ہے: ﴿أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِينَ﴾ (البقرة:۲۴)
اور جنت کے متعلق ارشاد ربانی ہے: ﴿أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (آل عمران:۱۳۳)
دونوں جگہ ''أُعِدَّتْ'' ماضی کے صیغے ہیں۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ بعض اہلِ بدعت کا مذکورہ عقیدہ باطل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوم: توقف کیا جائے۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے اس مسئلے میں اختلاف کا ذکر کیا ہے اور اول ودوم اقوال والوں کی دلیلیں لکھی ہیں اور ہر گروہ کے جوابات بھی ذکر کیے ہیں جوانھوں نے دوسروں کے استدلالات کے دیے ہیں اور کسی کو ترجیح نہیں دی۔ دیکھیے حادی الارواح (ص۱۶ تا ۳۲)

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ کے قصیدہ میمیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اول قول والوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فحيّ على جنات عدن فإنها منازلك الأولى وفيها المخيّم

ولكننا سبي العدو فهل ترى نعود إلى أوطاننا و نسلّم

پس جناتِ عدن کی طرف آ کیونکہ بے شک وہ تیری پہلی منزلیں ہیں اور ان میں خیمے ہیں اور لیکن ہم دشمن کے قیدی ہیں، کیا تو دیکھتا ہے (کیا) ہم اپنے اوطان (وطن) میں واپس جائیں گے اور امن میں ہو جائیں گے؟

جنت اور جہنم (ہمیشہ) باقی رہیں گی، کبھی فنا اور ختم نہیں ہوں گی۔ جنتی ہمیشہ نعمتوں میں رہیں گے اور کفار ہمیشہ جہنم کے عذاب میں رہیں گے۔ جن آیات سے جنت کا (ہمیشہ) باقی رہنا اور جنتیوں کا ہمیشہ جنت میں رہنا آیا ہے ان میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَ لَهُمْ فِيْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾

"جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے اُنھیں خوش خبری دے دو کہ بے شک اُن کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ جب بھی انھیں پھلوں میں سے کوئی رزق دیا جائے گا، کہیں گے: یہ رزق تو ہمیں پہلے (بھی) دیا گیا تھا۔ انھیں (دنیا سے) متشابہ رزق دیا جائے گا اور اُن کے لیے پاک بیویاں ہوں گی اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔" [البقرة:۲۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًاۙ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴾ ''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے تو اُن کے لیے جنت الفردوس کی میزبانی ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، وہاں سے تبدیلی نہیں چاہیں گے۔'' [الکھف: ۱۰۷، ۱۰۸]

اور فرمایا: ﴿ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍؕ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ ○ وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ○ لَا یَمَسُّهُمْ فِیْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ ﴾ ''بے شک تقویٰ اختیار کرنے والے باغات اور چشموں میں ہوں گے۔ سلامتی اور امن کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ، ان کے دلوں میں جو کدورت ونفرت ہوگی ہم اسے نکال دیں گے۔ وہ بھائی بنے، آمنے سامنے تختوں پر (بیٹھے) ہوں گے۔ نہ تو انھیں اس (جنت) میں تکلیف ہوگی اور نہ انھیں اس سے نکالا جائے گا۔''

[الحجر: ۴۵۔ ۴۸]

اور فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِؕ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًاؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ ﴾ ''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے وہی سب سے بہترین لوگ ہیں۔ ان کے رب کے ہاں اُن کا بدلہ جنت عدن ہے جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ اُن سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے، یہ اُس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔'' [البینۃ: ۸،۷]

جن آیات میں بقائے جہنم اور اس میں کافروں کے ہمیشہ رہنے کا ذکر ہے، ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾

''اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں، اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[البقرة:٣٩]

اور فرمایا: ﴿ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴾ ''اور وہ آگ سے باہر نہیں نکلیں گے۔'' [البقرة:١٦٧]

اور فرمایا: ﴿ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴾ ''اور وہ آگ سے نکلنا چاہیں گے (لیکن) وہ اس سے باہر نہیں نکل سکیں گے اور اُن کے لیے قائم ودائم، ہمیشہ کا عذاب ہوگا۔'' [المآئدة:٣٧]

اور فرمایا: ﴿ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴾ ''پس انھیں شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کوئی نفع نہیں دے گی۔'' [المدثر:٤٨]

نیز فرمایا: ﴿ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴾ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا اُن کے لیے جہنم کی آگ ہے اُن پر موت کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا اور نہ اُن کے عذاب میں تخفیف (کمی) ہوگی، ہر کافر کو ہم اسی طرح بدلہ دیں گے۔'' [فاطر:٣٦]

اور فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۙ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴾ ''بے شک جن لوگوں نے کفر وظلم کیا (تو) اللہ تعالیٰ انھیں معاف نہیں کرے گا۔ وہ اس (جہنم) میں ہمیشہ رہیں گے اور اللہ کیلئے یہ آسان ہے۔'' [النسآء:١٦٨، ١٦٩]

اور فرمایا: ﴿ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ﴾ ''اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی بے شک اس کے لیے جہنم کی آگ ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔'' [الجن:٢٣]

اور فرمایا: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴾ ''یقیناً اللہ نے کافروں پر لعنت کی اور ان کے لیے دہکتی ہوئی جہنم تیار کی جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، نہ کسی کو اپنا ولی پائیں گے اور نہ کوئی ان کا مددگار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگا۔'' [الاحزاب:۶۴، ۶۵]

اور فرمایا: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ﴾ ''بے شک اہل کتاب اور مشرکین میں سے جس نے کفر کیا وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے، یہی لوگ سب سے بُرے لوگ ہیں۔'' [البینۃ:۶]

جنت اور دوزخ کا ہمیشہ باقی رہنا اور جنتیوں و جہنمیوں کا ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا اس کے مخالف و منافی نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ سب سے آخر ہے، اُس کے بعد کوئی چیز نہیں کیونکہ اللہ کا ہمیشہ باقی رہنا اُس کی ذات کی صفتِ لازمہ ہے اور جنت و جہنم اس لیے باقی رہیں گی کہ اللہ انھیں باقی رکھے گا۔ اگر اللہ انھیں باقی نہ رکھتا تو یہ ضرور فنا ہو جاتیں۔①

کتاب و سنت میں جنت و جہنم کی جن صفات کا ذکر آیا ہے اور جنت میں جو نعمتیں ملتی ہیں اور جہنم میں جو عذاب ہوتا ہے اُس پر ایمان لانا فرض ہے۔

رب کا دیدار

آخرت پر ایمان لانے میں سے یہ بھی ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے کہ اہلِ ایمان قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے۔ نعمتوں والے گھر میں اُن کے لیے یہ سب سے بڑی نعمت ہوگی۔ اس (عقیدے) کی دلیل کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ کتاب اللہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴾ ''اس دن کچھ چہرے تر و تازہ ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔'' [القیٰمۃ:۲۲، ۲۳]

اور فرمایا: ﴿ كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ﴾ ''ہرگز نہیں، وہ اس دن

---

① اس مسئلے پر تفصیلی معلومات کے لیے دیکھیے: رفع الأستار لإبطال أدلة القائلين بفناء النار (تصنیف: محمد بن اسماعیل الصنعانی وتحقیق محمد ناصر الدین الالبانی، رحمہما اللہ) یہ بہت مفید کتاب ہے۔ بعض اہلِ بدعت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جنت اور جہنم آخر کار فنا ہو جائیں گی۔ ان لوگوں کا یہ عقیدہ باطل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے رب سے دور ہٹائے جائیں گے۔'' [المطففین:۱۵]

(امام) شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: جب حالتِ غضب میں ان لوگوں کو ہٹایا جائے گا تو یہ اس کی دلیل ہے کہ مومنین حالتِ رضا میں اسے (رب کو) دیکھیں گے۔''

[تفسیر ابن کثیر ۶/۳۱۵، احکام القرآن للبیہقی عن الشافعی ص ۴۰ وفی سندہ نظر]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ﴾ ''جن لوگوں نے نیکی کی اُن کے لیے اچھا اجر اور زیادہ ہے۔'' [یونس:۲۶]

الحسنٰی (اچھا اجر) سے مراد جنت ہے اور زیادۃ سے مراد اللہ تعالیٰ کے چہرے کی طرف دیکھنا ہے، جیسا کہ اس کی تفسیر میں نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کوئی چیز تمھیں (اس سے) زیادہ چاہیے؟ تو وہ کہیں گے: کیا تو نے ہمارے چہرے سفید (وروشن) نہیں کر دیئے؟ کیا تو نے ہمیں جہنم سے بچا کر جنت میں داخل نہیں کر دیا؟ اللہ پردے ہٹائے گا۔ پس انھیں جنتی نعمتیں دی گئیں اُن میں ان کے نزدیک سب سے زیادہ نعمت اپنے رب کا دیدار ہوگا، پھر آپ (ﷺ) نے یہ آیت پڑھی: ﴿ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ﴾ ''جن لوگوں نے نیکی کی اُن کے لیے اچھا اجر اور زیادہ ہے۔'' [صحیح مسلم:۲۹۷]

آیتِ کریمہ: ﴿ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ﴾ ''آنکھیں اُس کا ادراک (احاطہ) نہیں کر سکتیں وہ آنکھوں کا ادراک (احاطہ) کرتا ہے۔'' [الانعام:۱۰۳] کا مطلب یہ ہے کہ اہلِ ایمان لوگ اللہ کو دیکھیں گے مگر اُس کا احاطہ نہیں کر سکیں گے۔ وہ دیکھا تو جا سکتا ہے مگر اس کا احاطہ نہیں ہو سکتا، یعنی ایسی رؤیت نہیں ہو سکتی جس میں اللہ کا احاطہ ہو جائے، جیسا کہ اللہ کے بارے میں علم تو ہے لیکن علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ نفیِ ادراک (یعنی احاطہ) خاص مسئلہ ہے جس سے نفیِ رؤیت لازم نہیں ہوتی، کیونکہ رؤیتِ باری تعالیٰ عام ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنۡظُرۡ اِلَیۡكَ ؕ قَالَ لَنۡ تَرٰىنِیۡ وَ لٰكِنِ انۡظُرۡ اِلَی الۡجَبَلِ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوۡفَ تَرٰىنِیۡ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلۡجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوۡسٰی صَعِقًا ﴾ ''اور جب ہمارے مقرر شدہ وقت پر موسیٰ آئے اور ان کے رب نے اُن سے کلام کیا، انھوں نے کہا: اے میرے رب! مجھے دکھا، میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں، فرمایا: تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا، لیکن اس پہاڑ کو دیکھ، اگر یہ اپنے مقام پر کھڑا رہ گیا تو عنقریب تُو مجھے دیکھے گا۔ جب رب نے پہاڑ پر اپنی تجلی نازل کی تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔'' (الاعراف: ۱۴۳) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب سے ایک ممکن بات کا سوال کیا تھا، وہ مستحیل (غیر ممکن) بات کا سوال کرنے والے نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ آخرت میں ہی اسے دیکھا جائے کیونکہ اُس کی رؤیت سب سے بڑی نعمت ہے، لہٰذا ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿لَنۡ تَرٰىنِیۡ﴾ ''تو مجھے نہیں دیکھ سکتا'' سے مراد دنیا میں ہے۔ اس کی دلیل حدیث میں بھی آئی ہے کہ ''جان لو! تم میں سے کوئی آدمی بھی اپنے رب کو اپنی موت سے پہلے نہیں دیکھ سکتا۔'' [صحیح مسلم: ۲۹۳۱]

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب حادی الارواح (ص ۱۷۹۔۱۸۶) میں کتاب اللہ وغیرہ سے یہ دلیلیں بیان کی ہیں، پھر سنت سے ستائیس (۲۷) صحابہ کی احادیث بیان کی ہیں۔ پھر صحابہ، تابعین اور ان کے بعد اہل سنت والجماعت (کے علماء) کے اقوال ذکر کیے۔ یہ اس کی دلیل ہے کہ صحابہ وسلف صالحین کا اس پر اجماع ہے کہ جنتی جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔

تقدیر پر ایمان

ششم: اچھی اور بُری تقدیر پر ایمان کے بارے میں قرآن مجید میں بہت سی آیات ہیں اور بہت سی احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسئلۂ تقدیر حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّا كُلَّ شَیۡءٍ خَلَقۡنٰهُ بِقَدَرٍ﴾ ''بے شک ہم نے ہر چیز کو قدر (تقدیر و مقدار) کے ساتھ پیدا کیا ہے۔'' [القمر: ۴۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا: ﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾ ”کہہ دو ہمیں تو وہی مصیبت پہنچتی ہے جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ رکھی ہے۔“ [التوبۃ:۵۱]

اور فرمایا: ﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾ ”زمین میں اور تمھیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ واقع ہونے سے پہلے ہماری کتاب میں درج ہے، اللہ کے لیے یہ (بہت) آسان ہے۔“ [الحدید:۲۲]

رہی سنت تو امام بخاری و امام مسلم نے صحیحین میں تقدیر کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں جن میں ایسی بہت سی احادیث ہیں جن سے تقدیر ثابت ہوتی ہے۔

(سیدنا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کے نزدیک کمزور مومن سے قوی مومن بہتر اور پسندیدہ ہے اور (ان) سب میں خیر ہے۔ جو چیز تجھے نفع دے اُس کی حرص کر، اللہ سے مدد مانگ اور عاجز نہ بن۔ اگر تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو یہ نہ کہنا: اگر میں ایسے کرتا تو ایسے ہو جاتا۔ بلکہ یہ کہہ: اللہ کی یہی تقدیر ہے، اُس نے جو چاہا ہُوا، کیونکہ لَوْ (اگر مگر) شیطانی عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے۔“ [صحیح مسلم:۲۶۶۴]

طاؤس (تابعی رحمہ اللہ) کہتے ہیں: میں نے صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کو یہ فرماتے ہوئے پایا ہے کہ ہر چیز تقدیر سے ہے۔ میں نے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کو فرماتے ہوئے سنا، انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر چیز تقدیر ہے حتیٰ کہ (دماغی) عاجزی اور ذہانت بھی تقدیر سے ہے۔“ [صحیح مسلم:۲۶۵۵]

عاجزی اور ذہانت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ تروتازہ کی تروتازگی، سُست کی سُستی اور عاجزی سب تقدیر سے ہے۔ علامہ نووی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے: ”اس کا معنی یہ ہے کہ عاجز کی عاجزی اور ذہین کی ذہانت تقدیر میں لکھی ہوئی ہے۔“

[شرح صحیح مسلم ۱۶/۲۰۵]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے ہر آدمی کا جنت و دوزخ میں ٹھکانا لکھا ہوا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(یعنی جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں جائے گا)''تو لوگوں نے کہا! یا رسول اللہ! ہم اسی پر توکل کر کے بیٹھ نہ جائیں؟ آپ نے فرمایا:''اعمال کرو، جو میسر ہیں (یعنی جنتی کے لیے جنت کے اعمال میسر کیے گئے ہیں، لہٰذا اُسے چاہیے کہ وہ جنتیوں کے اعمال کرے) پھر آپ نے یہ آیات: ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰىۙ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى﴾ ''لیکن جس نے دیا اور (نافرمانی سے) بچا اور اس نے سب سے اچھی بات کو سچ مانا۔'' سے لے کر ﴿لِلْیُسْرٰى﴾ ''مشکل راستے کے لیے'' [سورۃ الّیل:۵،۱۰] تک پڑھیں۔

[صحیح بخاری:۴۹۴۵ و صحیح مسلم:۲۶۴۷]

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ بندوں کے نیک اعمال تقدیر میں ہیں اور انھی سے خوش قسمتی حاصل ہوگی اور یہ بھی تقدیر میں ہے اور بندوں کے بُرے اعمال تقدیر میں ہیں اور ان سے بدبختی حاصل ہوگی اور یہ بھی تقدیر میں ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی نے اسباب بنائے۔ کوئی چیز بھی اللہ کی تقدیر، فیصلے، تخلیق اور ایجاد سے باہر نہیں ہے۔

(سیدنا) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (بیٹھا ہوا) تھا تو آپ نے فرمایا:''اے لڑکے! میں تجھے کچھ باتیں سکھاتا ہوں، اللہ کو یاد رکھ وہ تجھے یاد رکھے گا، اللہ کو یاد رکھ تُو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جب (مافوق الاسباب) سوال کرے تو اللہ (ہی) سے سوال کر، اور جب مدد مانگے تو اللہ (ہی) سے مدد مانگ، اور جان لے کہ اگر تمام لوگ تجھے فائدہ پہنچانا چاہیں تو تجھے صرف وہی فائدہ پہنچے گا جو اللہ نے تیرے لیے لکھ رکھا ہے اور اگر تمام لوگ تجھے نقصان پہنچانا چاہیں تو تجھے صرف وہی نقصان پہنچ سکتا ہے جو اللہ نے تیرے لیے لکھ رکھا ہے۔ قلم اُٹھا لیے گئے اور (تقدیر کے) صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔'' [سنن الترمذی:۲۵۱۶ وقال: "هذا حديث حسن صحيح"]

تقدیر پر ایمان کے چار درجے ہیں جن پر عقیدہ رکھنا ضروری ہے:

پہلا درجہ: جو کچھ ہونے والا ہے اُس کے بارے میں اللہ کا علم ازلی و ابدی ہے۔ ہر چیز جو ہونے والی ہے، ازل سے اللہ کے علم میں ہے، اللہ کو کسی چیز کے بارے میں قطعاً جدید علم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ضرورت نہیں کیونکہ اُسے پہلے ہی سے ہر چیز کا پورا علم ہے۔

دوسرا درجہ: ہر چیز جو واقع ہونے والی ہے اس کے بارے میں زمین اور آسمانوں کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے، سب کچھ لوح محفوظ میں درج ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیریں، زمین و آسمان پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دی ہیں اور اس کا عرش پانی پر تھا۔'' [صحیح مسلم:۲۶۵۳]

تیسرا درجہ: اللہ کی مشیت اور اس کا ارادہ، جو کچھ ہو رہا ہے وہ اللہ کی مشیت سے ہو رہا ہے۔ اللہ کے ملک میں صرف وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ جو اللہ نے چاہا تو ہوا اور جو نہیں چاہا تو نہیں ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴾ ''اللہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا حکم صرف یہی ہوتا ہے کہ وہ فرماتا ہے: کُن (ہو جا) تو ہو جاتا ہے۔'' [یٰسٓ:۸۲] اور فرمایا: ﴿ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴾ ''اور تم جو چاہتے ہو وہ نہیں ہو سکتا اِلّا یہ کہ اللہ رب العالمین چاہے۔'' [التکویر:۲۹]

چوتھا درجہ: جو کچھ ہونے والا ہے اُس کا وجود اور تخلیق اللہ کی مشیت پر ہے، اس کے ازلی علم کے مطابق اور جو اُس نے لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے کیونکہ جو کچھ ہونے والا ہے وہ اشیا اور ان کے افعال اللہ ہی کے پیدا کردہ ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ ''اللہ ہر چیز کا خالق ہے'' [الزمر:۶۲] اور فرمایا: ﴿ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ﴾ ''اور اللہ نے تمھیں پیدا کیا ہے اور تم جو اعمال کرتے ہو انھیں (بھی) پیدا کیا ہے۔'' [الصّٰفّٰت:۹۶]

تقدیر پر ایمان، اُس غیب پر ایمان ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ تقدیر میں جو کچھ ہے اس کا واقع ہونا لوگوں کو دو طرح سے معلوم ہو سکتا ہے:

1- کسی چیز کا واقع ہو جانا، جب کوئی چیز واقع ہو جاتی ہے تو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ تقدیر میں یہی تھا، اگر یہ تقدیر میں نہ ہوتا تو واقع ہی نہ ہوتا، کیونکہ اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور وہ جو نہیں چاہتا تو نہیں ہوتا۔

2- مستقبل میں ہونے والے واقعات کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئیاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثلاً دجال ①، یاجوج وماجوج اور نزول ② عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) وغیرہ اُمور کے بارے میں آپ کی پیش گوئیاں، جوکہ آخری زمانے میں وقوع پذیر ہوں گی۔ یہ پیش گوئیاں اس کی دلیل ہیں کہ ان اُمور کا واقع ہونا ضروری ہے۔ یہی اللہ کی تقدیر اور فیصلے میں لکھا ہوا ہے۔اسی طرح آپ ﷺ کی وہ پیش گوئیاں جو آپ نے اپنے زمانے کے قریب واقع ہونے والے اُمور کے بارے میں فرمائی ہیں۔ انھی میں سے وہ حدیث ہے جسے (سیدنا) ابوبکرہ (نفیع بن الحارث) رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سُنا، حسن (بن علی رضی اللہ عنہما) آپ کے پاس تھے۔ آپ ایک دفعہ ان کی طرف اور ایک دفعہ لوگوں کی طرف دیکھ رہے تھے اور فرمارہے تھے "میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے اور ہوسکتا ہے کہ اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے" [صحیح بخاری: ۳۷۴۶]

رسول ﷺ نے جو پیش گوئی فرمائی تھی وہ (آپ کی وفات کے بہت بعد) اکتالیس ہجری (۴۱ھ) میں واقع ہوئی جب مسلمانوں میں اتفاق ہوگیا۔ اسے "عام الجماعة" (اتفاق کا سال) بھی کہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس حدیث سے یہ سمجھا تھا کہ (سیدنا ومحبوبنا) حسن (بن علی) رضی اللہ عنہ بچپن میں نہیں مریں گے اور وہ اُس وقت تک زندہ رہیں گے جب تک صلح کے بارے میں رسول ﷺ کی بیان کردہ پیش گوئی واقع نہ ہوجائے۔ یہ چیز تقدیر میں تھی جس کے وقوع سے پہلے صحابۂ کرام کو اس کا علم تھا۔

ہر چیز کا خالق اور اس کی تقدیر بنانے والا اللہ ہی ہے۔

---

① دجال ایک کانے شخص کا لقب ہے جس کا ظہور قیامت سے پہلے ہوگا اور سیدنا عیسیٰ بن مریم الناصری علیہما السلام اُسے اپنے ہاتھ سے قتل کریں گے۔ دیکھئے صحیح مسلم (ح ۲۸۹۷ وترقیم دارالسلام: ۷۲۷۸)

② سیدنا حسن بصری (تابعی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "قبل موت عيسى، والله إنه الآن لحيّ عند الله ولكن إذا نزل آمنوا به أجمعون" عیسیٰ (علیہ السلام) کی موت سے پہلے (سب اہلِ کتاب آپ پر ایمان لے آئیں گے) اللہ کی قسم! اب آپ (عیسیٰ علیہ السلام) اللہ کے پاس زندہ ہیں جب وہ نازل ہوں گے تو سب لوگ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ (تفسیر طبری ۶/۱۴ وسندہ صحیح) اسی پر خیر القرون کا اجماع ہے۔ یاد رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ دیکھئے کشف الاستار عن زوائد البزار (۴/۱۴۲ ح ۳۳۹۶ وسندہ صحیح)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ ''اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔'' [الزمر:٦٢]

اور فرمایا: ﴿ وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴾ ''اور اس اللہ نے ہر چیز پیدا کی، پس اس نے ہر چیز کی تقدیر مقرر کی یعنی مقداریں بنائیں۔'' [الفرقان:٢]

پس خیر و شر کی ہر چیز جو ہونے والی ہے وہ اللہ کے فیصلے، تقدیر اور مشیت و ارادے سے ہوتی ہے۔ (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لمبی دعا میں یہ الفاظ بھی فرمائے: ((وَ الْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَ الشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ)) ''ساری خیر تیرے ہاتھوں میں ہے اور شر تیری طرف (لے جانے والا) نہیں ہے۔'' (صحیح مسلم:٧٧١) اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ کے فیصلے اور تخلیق کے مطابق شر واقع نہیں ہوتا۔ اس کا معنی صرف یہ ہے کہ اللہ نے بغیر کسی حکمت اور فائدے کے محض شر پیدا نہیں کیا اور دوسرے یہ کہ مطلق شر کو اللہ کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہ (دلائل عامہ کے تحت) عموم میں داخل ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ ''اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔'' [الزمر:٦٢] اور فرمایا: ﴿ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴾ ''بے شک ہم نے ہر چیز کو قدر (تقدیر و اندازے) سے پیدا کیا۔'' [القمر:٤٩]

صرف اکیلے شر کے ساتھ اللہ کی طرف نسبت سے ادب سیکھنا چاہیے۔ اسی لیے جنوں نے اللہ کی طرف خیر کی نسبت کر کے ادب کا اظہار کیا تھا۔ انھوں نے شر کو مجہول کے صیغے سے بیان کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے (جنوں کا قول نقل) فرمایا: ﴿ وَّ اَنَّا لَا نَدْرِيْۤ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴾ ''اور ہمیں پتہ نہیں کہ کیا زمین والوں کے ساتھ شر کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کا رب اُن کی ہدایت چاہتا ہے۔'' [الجن:١٠]

تقدیر کے سابقہ چاروں درجوں میں اللہ کی مشیت اور ارادہ بھی ہے۔ مشیّت اور ارادے میں فرق یہ ہے کہ کتاب و سنت میں مشیت کا ذکر تکوینی و تقدیری طور پر ہی آیا ہے اور ارادے کا معنی کبھی تکوینی معنی میں اور کبھی شرعی معنی میں آتا ہے۔ تکوینی و تقدیری معنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ﴾ ”اور تمھیں میری نصیحت فائدہ نہیں دے سکتی، اگرچہ میں تمھیں نصیحت کروں اگر تمھیں اللہ تعالیٰ گمراہ کرنا چاہتا ہو۔“ [هود:۳۴]

اور فرمایا: ﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا﴾ ”پس اللہ جس کو ہدایت دینے کا ارادہ کرے تو اس کے دل کو اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کو گمراہ کرنے کا ارادہ کرے تو اس کے دل کو تنگ (حق کو نہ ماننے والا) کر دیتا ہے۔“ [الانعام:۱۲۵]

شرعی ارادے کے لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ ”اللہ تمھارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور وہ تمھارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں کرتا۔“ [البقرۃ:۱۸۵]

اور فرمایا: ﴿مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ ”اللہ اس کا ارادہ نہیں کرتا کہ تمھیں حرج میں ڈال دے لیکن وہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ تمھیں پاک کر دے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دے تاکہ تم شکر کرو۔“ [المآئدۃ:۶]

ان دونوں ارادوں میں یہ فرق ہے کہ تکوینی ارادہ عام ہے چاہے اللہ تعالیٰ خوش ہو یا ناراض ہو۔ شرعی ارادہ صرف اسی کے بارے میں ہوتا ہے جسے اللہ پسند کرتا ہے اور راضی ہے۔

تکوینی ارادہ واقع ہو کر ہی رہتا ہے اور دینی ارادہ اس آدمی کے حق میں واقع ہوتا ہے جسے اللہ توفیق دے اور جسے وہ توفیق نہ دے تو وہ شخص اس سے محروم رہتا ہے۔ کچھ اور بھی کلمات ہیں جو تکوینی و شرعی معنوں میں آتے ہیں، انھی میں سے فیصلہ، تحریم، اذن، کلمات اور امر وغیرہ ہے۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”شفاء العلیل“ کے انتیسویں (۲۹) باب میں ان کو ذکر کیا ہے اور قرآن وسنت سے ان کے دلائل لکھے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر چیز جسے اللہ نے لوح محفوظ میں لکھا ہے، اس کی تقدیر مقرر کی ہے اور اس کے وقوع کا فیصلہ کیا ہے تو اُس چیز نے ضرور بالضرور ہو کر رہنا ہے۔ نہ اس میں تغیر ہوتا ہے اور نہ تبدیلی، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا﴾ ''زمین اور تمھاری جانوں میں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ واقع ہونے سے پہلے ہم نے کتاب میں درج کی ہے۔'' [الحدید:۲۲]

اور اس میں سے حدیث ہے: ''قلم اُٹھا لئے گئے اور صحیفے خشک ہو گئے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ﴾ ''اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور اُسی کے پاس اُم الکتاب ہے۔'' [الرعد:۳۹]

اس کی تفسیر یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ آیت کریمہ شریعتوں سے متعلق ہے۔ اللہ شریعتوں میں سے جسے چاہتا ہے منسوخ کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے حتیٰ کہ ہمارے نبی محمد ﷺ کے ساتھ رسولوں کا سلسلہ ختم ہو گیا، آپ کی شریعت نے سابقہ ساری شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔ اس کی دلیل اس آیت میں ہے جو اس (مذکورہ آیت) سے پہلے ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ﴾ ''اللہ کے اذن کے بغیر کوئی رسول بھی کوئی نشانی نہیں لا سکتا، ہر وقت کے لیے ایک کتاب ہے یعنی ہر چیز کا وقت مقرر ہے۔'' [الرعد:۳۸]

اور اس کی یہ تفسیر بھی بیان کی گئی ہے کہ اس سے وہ مقداریں مراد ہیں جو لوح محفوظ میں نہیں، جیسا کہ بعض کام فرشتوں کے ذریعے سے سرانجام دیے جاتے ہیں۔ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ کی کتاب شفاء العلیل کے ابواب (۲، ۴، ۵، ۶) دیکھیں۔ ہر باب کے تحت انھوں نے لوح محفوظ کے علاوہ ایک ایک خاص تقدیر بیان کی ہے۔ آپ ﷺ کی حدیث ہے کہ ''قضاء (تقدیر) کو صرف دعا ہی ٹال سکتی ہے اور عمر میں صرف نیکی ہی کے ذریعے سے اضافہ ہوتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[سنن الترمذی: ۲۱۳۹، اسے امام ترمذی نے حسن قرار دیا ہے نیز دیکھئے السلسلۃ الصحیحۃ للالبانی: ۱۵۴]

یہ حدیث لوح محفوظ میں تغیر (وتبدیلی) کی دلیل نہیں ہے۔ یہ تو صرف اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ نے شر سے سلامتی مقدر میں رکھی ہے اور اس سلامتی کے لیے اسباب مقرر کیے ہیں۔ معنی یہ ہے کہ اللہ نے بندے سے شر دور کر دیا۔ یہ دُوری اس فعل، یعنی دعا کے سبب اس کے مقدر میں لکھی گئی تھی اور یہی مقدر تھا۔ اسی طرح یہ مقدر میں لکھا گیا کہ انسان کی عمر لمبی ہے اور یہ بھی مقدر کر دیا گیا کہ درازیٔ عمر (فلاں) سبب سے ہوگی اور یہ نیکی وصلہ رحمی ہے۔ پس اسباب اور وجہ اسباب سب اللہ کی قضاوقدر سے ہیں۔

آپ ﷺ کی حدیث: ''اللہ جسے پسند کرتا ہے تو اس کا رزق کشادہ کر دیتا ہے۔ یا اس کی عمر دراز کر دیتا ہے، پس صلہ رحمی کرو۔'' (صحیح البخاری: ۲۰۶۷ وصحیح مسلم: ۲۵۵۷) کا بھی یہی مطلب ہے۔ ہر انسان کا وقت لوح محفوظ میں مقرر ہے نہ آگے ہو سکتا ہے اور نہ پیچھے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا﴾ ''اور جب کسی نفس کا وقت آ جائے تو اللہ اسے مؤخر نہیں کرتا۔'' [المنٰفقون: ۱۱]

اور فرمایا: ﴿لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ ''ہر اُمت کے لیے ایک وقت ہے۔ جب ان کا وقت آ جاتا ہے تو نہ ایک گھڑی پیچھے ہوتا ہے اور نہ آگے ہوتا ہے۔'' [یونس: ۴۹]

اور جو آدمی مرتا یا قتل ہوتا ہے تو وہ اپنی اَجل کی وجہ سے مرتا یا قتل ہوتا ہے۔ معتزلہ کی طرح یہ نہیں کہنا چاہیے کہ مقتول کی اجل کاٹ دی گئی اور اگر وہ قتل نہ ہوتا تو دوسری اجل تک زندہ رہتا، کیونکہ ہر انسان (کے مرنے) کا ایک ہی وقت مقرر ہے۔ اس وقت کے لیے اسباب مقرر ہیں، یہ بیماری سے مرے گا اور یہ ڈوبنے سے مرے گا اور یہ قتل ہوگا، وغیرہ وغیرہ۔

تقدیر کے بہانے نیکی نہ کرنے اور گناہوں کے کرنے پر استدلال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ جس نے گناہ کیا تو شریعت میں اس کی ایک مقرر سزا ہے۔ اگر اس نے اپنے گناہ کا یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذر پیش کیا کہ یہ اس کی قسمت میں تھا تو اسے شرعی سزا دی جائے گی اور کہا جائے گا کہ اس گناہ کی یہ سزا تیری قسمت میں تھی۔

حدیث میں جو آیا ہے کہ آدم (علیہ السلام) اور موسیٰ (علیہ السلام) کے درمیان تقدیر پر بحث ومباحثہ ہوا تھا۔ یہ گناہ کرنے پر تقدیر سے استدلال والا معاملہ نہیں ہے یہ تو اس مصیبت کا ذکر ہے جو معصیت کے سبب واقع ہوئی۔

(سیدنا) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدم اور موسیٰ نے بحث ومباحثہ کیا تو موسیٰ نے آدم سے کہا: تُو وہ آدم ہے جسے اس کی خطا (لغزش) نے جنت سے نکال دیا تھا تو آدم نے جواب دیا: تُو وہ موسیٰ ہے جسے اللہ نے رسالت اور کلام کرنے سے نوازا، پھر تو مجھے اس چیز پر ملامت کرتا ہے جو اللہ نے میری پیدائش سے پہلے میری تقدیر میں لکھ دی تھی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دفعہ فرمایا: پس آدم موسیٰ (علیہما السلام) پر غالب آ گئے۔'' [صحیح بخاری: ۳۴۰۹ وصحیح مسلم: ۲۶۵۲]

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''شفاء العلیل'' میں اس حدیث پر بحث کے لیے تیسرا باب قائم کیا ہے۔ انھوں نے اس حدیث کی تشریح میں باطل اقوال کا (بطورِ رد) ذکر کیا اور وہ آیات ذکر کیں جن میں آیا ہے کہ مشرکین اپنے شرک پر تقدیر سے استدلال کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین کو جھوٹا قرار دیا کیونکہ وہ اپنے شرک وکفر پر قائم (اور ڈٹے ہوئے) تھے۔ انھوں نے جو بات کہی وہ حق ہے لیکن اس کے ساتھ باطل پر استدلال کیا گیا ہے، پھر انھوں نے اس حدیث کے معنی پر دو توجیہات ذکر کیں، پہلی توجیہ اُن کے استاد شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ہے اور دوسری اُن کے اپنے فہم واستنباط سے ہے۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''جب آپ نے اسے پہچان لیا تو موسیٰ (علیہ السلام) اللہ اور اس کے اسماء وصفات کے بارے میں سب سے زیادہ باخبر تھے، لہٰذا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ اُس خطا پر ملامت کریں جس سے خطا کرنے والے نے توبہ کر رکھی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے (اپنے لیے) چُن لیا، راہنمائی کی اور خاص منتخب کر لیا۔ آدم (علیہ السلام) اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب کے بارے میں سب سے زیادہ پہچان رکھتے تھے کہ وہ معصیت پر قضا وقدر سے استدلال کریں۔ بات یہ ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) نے آدم (علیہ السلام) کو اُس مصیبت پر ملامت کی تھی جس کے سبب سے اولادِ آدم کا جنت سے خروج اور دنیا میں نزول ہوا، جو آزمائش اور امتحان کا گھر ہے۔ اس کی وجہ اولادِ آدم کے باپ (سیدنا آدم علیہ السلام) کی لغزش ہے۔ پس انھوں نے لغزش کا ذکر بطورِ تنبیہ کیا، اس مصیبت اور آزمائش پر جو آدم علیہ السلام کی ذریت و اولاد کو حاصل ہوئی۔ اسی لیے موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے فرمایا: ''آپ نے ہمیں اور اپنے آپ کو جنت سے نکال دیا'' بعض روایات میں ''خَيَّبْتَنَا'' (آپ نے ہمیں محروم کر دیا) کا لفظ بھی آیا ہے۔ پس آدم (علیہ السلام) نے مصیبت پر تقدیر سے استدلال کیا اور فرمایا: بے شک یہ مصیبت جو میری لغزش کی وجہ سے میری اولاد کو پہنچی میری تقدیر میں لکھی ہوئی تھی۔ تقدیر سے مصیبتوں میں استدلال کیا جا سکتا ہے لیکن عیوب (اور گناہوں کے جواز) میں اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا، یعنی آپ مجھے اس مصیبت پر کیوں ملامت کرتے ہیں جو میری پیدائش سے اتنے سال پہلے، میرے اور آپ کے مقدر میں لکھ دی گئی تھی، یہ جواب ہمارے شیخ (ابن تیمیہ) رحمہ اللہ کا ہے۔ اس کا دوسرا جواب بھی ہوسکتا ہے کہ گناہ پر تقدیر سے استدلال بعض جگہ فائدہ دے سکتا ہے اور بعض جگہ نقصان دہ ہے۔ اگر گناہ کے واقع ہونے کے بعد آدمی توبہ کرے اور دوبارہ یہ گناہ نہ کرے تو تقدیر سے استدلال کر سکتا ہے، جیسا کہ آدم (علیہ السلام) نے (اپنی لغزش کے بعد) کیا۔ اس طریقے سے تقدیر کے ذکر میں توحید اور رب تعالیٰ کے اسماء وصفات کی معرفت ہے۔ اس کے ذکر سے بیان کرنے والے اور سننے والے کو نفع ہوتا ہے کیونکہ تقدیر (کے ذکر) سے کسی امر ونہی کی مخالفت نہیں ہوتی اور نہ شریعت کا ابطال ہوتا ہے، بلکہ محض حق کو توحید اور تبدیلی وقوت سے برأت کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ اس کی توضیح اس سے (بھی) ہوتی ہے کہ آدم (علیہ السلام) نے موسیٰ (علیہ السلام) سے فرمایا: ''کیا آپ میرے اس عمل پر ملامت کرتے ہیں جو میری پیدائش سے پہلے میرے مقدر میں لکھا ہوا تھا؟'' جب آدمی گناہ کرتا ہے، پھر توبہ کر لیتا ہے تو وہ معاملہ اس طرح زائل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ختم ہو جاتا ہے گویا یہ کام ہوا ہی نہیں تھا۔ پس اب اگر کسی ملامت کرنے والے نے اسے اس گناہ پر ملامت کیا تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ تقدیر سے استدلال کرے اور کہے: ''یہ کام میری پیدائش سے پہلے میرے مقدر میں تھا'' اس آدمی نے تقدیر کے ذریعے سے حق کا انکار نہیں کیا اور نہ باطل پر دلیل قائم کی ہے اور نہ ممنوع بات کے جواز پر حجت بازی کی ہے۔

رہا وہ مقام جس پر تقدیر سے استدلال نقصان دہ ہے وہ حال اور مستقبل سے تعلق رکھتا ہے، یعنی کوئی آدمی فعلِ حرام کا ارتکاب کرے یا کسی واجب (فرض) کو ترک کر دے، پھر کوئی آدمی اسے اس پر ملامت کرے تو وہ گناہ پر قائم رہنے اور اصرار کرنے میں تقدیر سے استدلال کرے۔ یہ شخص اپنے استدلال سے حق کو باطل کرنا اور باطل کا ارتکاب کرنا چاہتا ہے، جیسا کہ شرک اور غیر اللہ کی عبادت پر اصرار کرنے والے کہتے تھے: ﴿ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا ﴾ ''اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا شرک نہ کرتے۔'' [الانعام:۱۴۸] نیز یہ بھی کہ ﴿ لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ﴾ ''اگر رحمٰن چاہتا تو ہم ان (معبودانِ باطلہ) کی عبادت نہ کرتے۔'' [الزخرف:۲۰]

انھوں نے اپنے باطل عقائد کو صحیح سمجھتے ہوئے تقدیر سے استدلال کیا۔ انھوں نے اپنے (شرکیہ وکفریہ) فعل پر کسی ندامت کا اظہار نہیں کیا نہ اس کے ترک کا ارادہ کیا اور نہ اس کے فاسد ہونے کا اقرار کیا۔

یہ اس آدمی کے استدلال سے سراسر مخالف ہے جس پر اُس کی غلطی واضح ہو جاتی ہے، وہ نادم (پشیمان) ہو جاتا ہے اور پکا ارادہ کرتا ہے کہ وہ آیندہ غلطی نہیں کرے گا، پھر اس (توبہ) کے بعد اگر کوئی اسے ملامت کرے تو کہتا ہے: ''جو کچھ ہوا، وہ اللہ کی تقدیر کی وجہ سے ہوا ہے۔'' اس مسئلے کا (بنیادی) نکتہ یہ ہے کہ اگر وجۂ ملامت دُور ہو جائے تو تقدیر سے استدلال صحیح ہے اور اگر وجۂ ملامت باقی رہے تو تقدیر سے استدلال باطل ہے...''

[شفاء العلیل ص۳۵، ۳۶]

تقدیر کے بارے میں قدریہ اور جبریہ دونوں فرقے گمراہ ہوئے ہیں۔ قدریہ کہتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ بندے اپنے افعال کے خود خالق ہیں، اللہ نے یہ افعال ان کی تقدیر میں نہیں لکھے ہیں۔ ان کے قول کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کی حکومت میں بندوں کے جو افعال واقع ہوتے ہیں وہ اس کے مقدر (مقرر شدہ) نہیں ہیں۔ یہ بندے اپنے افعال پیدا کرنے میں اللہ سے بے نیاز ہیں اور یہ کہ اللہ ہر چیز کا خالق نہیں، بلکہ بندے اپنے افعال کے خالق ہیں۔ یہ عقیدہ بہت ہی باطل عقیدہ ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بندوں کا خالق ہے اور بندوں کے افعال کا (بھی) خالق ہے۔ اللہ تعالیٰ ذاتوں اور صفتوں سب کا خالق ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ ''کہہ دیجیے! اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہ اکیلا قہار (سب پر غالب) ہے۔'' [الرعد:١٦]

اور فرمایا: ﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ﴾ ''اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہ ہر چیز پر وکیل (محافظ ونگران) ہے۔'' [الزمر:٦٢]

نیز فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور اللہ نے تمھیں پیدا کیا ہے اور تم جو اعمال کرتے ہو انھیں (بھی) پیدا کیا ہے۔'' [الصّٰفّٰت:٩٦]

جبریہ (فرقے) نے بندوں سے اختیار چھین لیا ہے، وہ اس کے لیے کسی مشیت اور ارادے کے قائل نہیں ہیں۔ انھوں نے اختیاری حرکات اور اضطراری حرکات کو برابر کر دیا ہے۔ ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ان کی ساری حرکات اس طرح ہیں جس طرح درختوں کی حرکات ہیں۔ کھانے والے، پینے والے، نمازی اور روزہ دار کی حرکات ایسے ہیں جیسے رعشہ والے کی حرکات ہوتی ہیں، ان میں انسان کے کسب اور ارادے کا کوئی کام نہیں ہوتا۔

اس طرح پھر رسولوں کے بھیجنے اور کتابیں نازل کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ یہ قطعی طور پر معلوم ہے کہ بندے کے پاس مشیت اور ارادے کی طاقت ہے۔ اچھے اعمال پر اس کی تعریف ہوتی ہے اور بُرے اعمال پر اس کی مذمت ہوتی ہے اور اُسے سزا ملتی ہے۔ بندے کے اختیاری افعال اسی کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں (یعنی نیکی و بدی کا مرتکب وہی ہوتا ہے) رہی اضطراری حرکات جیسے رعشہ والے کی حرکت تو یہاں یہ نہیں کہا جاتا کہ یہ اس کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل ہے۔ یہ تو اس کی ایک صفت ہوتی ہے۔

اسی لیے تو فاعل کی تعریف میں نحوی حضرات یہ کہتے ہیں کہ وہ اسم مرفوع ہے جو اُس پر دلالت کرتا ہے جس سے کوئی حَدَث (فعل) صادر ہوتا ہے یا جس کا وہ قام بہ ہوتا ہے، یعنی اس کا صدور اس سے ہوتا ہے۔ حَدَث سے اُن کی مراد وہ اختیاری افعال ہیں جو بندے کی مشیت اور ارادے سے واقع ہوتے ہیں۔ قیامِ حدث سے ان کی مراد وہ اُمور ہیں جو مشیت کے تحت نہیں آتے، جیسے موت، مرض اور ارتعاش (رعشہ) وغیرہ۔ پس اگر کہا جائے کہ زید نے کھایا، پیا، نماز پڑھی اور روزہ رکھا تو اس میں زید فاعل ہے جس سے حَدَث (فعل) حاصل ہوا ہے۔ یہ حَدَث کھانا، پینا، نماز اور روزے ہیں اور اگر کہا جائے کہ زید بیمار ہوا، زید مر گیا یا اس کے ہاتھوں میں رعشہ ہوا تو یہ حَدَث زید کے (ارادی) فعل سے نہیں، بلکہ یہ اس کی صفت ہے جس کا صدور اُس سے ہوا ہے۔

اہل السنّت والجماعت اثبات تقدیر میں غالی جبریوں اور انکار کرنے والے قدریوں کے درمیان ہیں۔ انھوں نے بندے کیلئے مشیت کا اثبات کیا ہے اور رب کے لیے مشیت عام کا اثبات کرتے ہیں۔ انھوں نے بندے کی مشیت کو اللہ کی مشیت کے تابع قرار دیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ○ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ”اس کے لیے جو تم میں سے سیدھا ہونا چاہے اور تم نہیں چاہ سکتے مگر یہ کہ اللہ رب العالمین چاہے۔“ [التکویر: ۲۸، ۲۹]

اللہ تعالیٰ کی حکومت میں جو وہ نہ چاہے ہو ہی نہیں سکتا۔

اس کے برخلاف قدریہ یہ کہتے ہیں کہ ”بندے اپنے افعال پیدا کرتے ہیں“ بندوں کو ان چیزوں پر عذاب نہیں ہو سکتا جن میں اُن کا کوئی ارادہ ہے اور نہ مشیت، جیسا کہ جبریہ کا قول ہے۔ اسی میں اُس سوال کا جواب ہے جو بار بار کیا جاتا ہے کہ کیا بندہ مجبور محض ہے یا وہ (کلی) بااختیار ہے؟ تو (عرض ہے کہ) نہ وہ مطلقاً مجبور محض ہے اور نہ مطلقاً بااختیار ہے بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک اعتبار سے بااختیار ہے کہ اسے مشیت اور ارادہ حاصل ہے۔ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے اعمال اُسی کا کسب (کمائی) ہیں۔ نیک اعمال پر اسے ثواب ملے گا اور بُرے اعمال پر اسے سزا ملے گی۔ وہ ایک اعتبار سے مُسَیَّر (مجبور) ہے۔ اس سے ایسی کوئی چیز صادر نہیں ہوتی جو اللہ کی مشیت، ارادے، تخلیق اور ایجاد سے خارج ہو۔

جو بھی ہدایت اور گمراہی (بندے کو) حاصل ہوتی ہے تو وہ اللہ کی مشیت اور ارادے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ نے بندوں کے لیے خوش بختی کا راستہ اور گمراہی کا راستہ، دونوں واضح کر دیے ہیں۔ اللہ نے بندوں کو عقل دی ہے جس سے وہ نفع اور نقصان کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ جو شخص خوش بختی کا راستہ اختیار کر کے اس پر چلا تو اسے یہ خوش بختی (جنت) کی طرف لے جائے گا۔ یہ کام بندے کی مشیت اور ارادے سے واقع ہوا ہے جو کہ اللہ کی مشیت اور ارادے کے تابع ہے اور یہ اللہ کا فضل و احسان ہے۔ جس شخص نے گمراہی کا راستہ اختیار کیا اور اس پر چلا تو یہ اسے بد بختی (یعنی جہنم) کی طرف لے جائے گا۔ یہ کام بندے کی مشیت اور ارادے سے ہوا ہے جو کہ اللہ کی مشیت اور ارادے کے تابع ہے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عدل و انصاف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝ وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَيْنِ ۝ وَ هَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴾ "کیا ہم نے اسے دو آنکھیں، ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیے اور اسے دو راستوں (یعنی شر اور خیر) کی طرف راہنمائی نہیں کی؟" [البلد: ۸۔۱۰]

اور فرمایا: ﴿ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ﴾ "ہم نے اسے راستہ دکھایا تاکہ وہ شکر کرنے والا بنے یا کافر بنے۔" [الدھر: ۳]

اور فرمایا: ﴿ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴾ "جسے اللہ نے ہدایت دی وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے اُس نے گمراہ کیا تو آپ اس کا ولی (مددگار) مرشد و ہدایت دینے والا نہیں پائیں گے۔" [الکھف: ۱۷]

ہدایتیں دو طرح کی ہیں: (۱) ہدایتِ دلالت وارشاد، یہ ہر انسان کو حاصل ہے یعنی ہر انسان سے یہی مطلوب ہے کہ وہ ہدایت اسلام پر چلے (۲) ہدایتِ توفیق، یہ اس شخص کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہوتی ہے جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے۔

پہلی ہدایت کی دلیلوں میں سے وہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتا ہے: ﴿ وَ اِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴾ ''اور بے شک آپ صراط مستقیم (سیدھے راستے) کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔'' [الشوریٰ:۵۲] یعنی آپ ہر ایک کو صراطِ مستقیم کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ دوسری ہدایت کی دلیلوں میں سے یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ﴾ ''آپ جسے (ہدایت دینا) چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔'' [القصص:۵۶]

اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں ہدایتیں اس ارشاد میں اکٹھی کر دی ہیں: ﴿ وَ اللّٰهُ یَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف بُلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔'' [یونس:۲۵]

''اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے'' یعنی ہر ایک کو (بلاتا ہے)۔ مفعول کو عموم کے لیے حذف کیا گیا ہے اور یہ ہدایت دلالت وارشاد ہے۔ ''اور جسے چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے'' اس میں خصوصیت قائم کرنے کے لیے مفعول کو ظاہر کر دیا گیا ہے اور یہ ہدایت توفیق ہے۔

ایمان دلی اعتقاد، زبانی اقرار اور جسمانی عمل کا نام ہے

ہفتم: اہل السنّت والجماعت کے نزدیک ایمان دلی اعتقاد، زبانی اقرار اور جسمانی عمل کا نام ہے۔ یہ تینوں اُمور اُن کے نزدیک ایمان کے مفہوم میں داخل ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ۚۖ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴾ ''(اصل) مومن تو وہی ہیں جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں تو اُن کے ایمان زیادہ ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ جو نماز قائم کرتے ہیں اور ہم نے انھیں جو رزق دیا اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے مومن ہیں، اُن کے رب کے پاس اُن کے لیے درجے، مغفرت اور باعزت رزق ہے۔'' [الانفال:۲-۴]

ان آیات میں دل کے اعمال اور جوارح (اعضا) کے اعمال ایمان میں داخل ہیں۔

(سیدنا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایمان کی ستر یا ساٹھ سے اوپر شاخیں ہیں جن میں افضل ترین لا الٰہ الا اللہ کہنا ہے اور کم ترین درجہ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا ہے اور حیا ایمان کا شعبہ (حصہ) ہے۔'' [صحیح مسلم:۵۸]

یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ دل، زبان اور جسمانی اعضا سے جو اعمال صادر ہوتے ہیں وہ ایمان میں سے ہیں۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات میں اعمالِ صالحہ کو ایمان پر عطف کیا گیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴾ ''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے تو جنتِ فردوس اُن کی میزبانی ہوگی۔'' [الکهف:۱۰۷]

اور فرمایا: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ﴾

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے وہی بہترین گروہ ہے۔'' [البینة:۷]

اور فرمایا: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ﴾ ''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے تو عنقریب رحمٰن (اللہ) ان کے لیے (مسلمانوں کے دلوں میں) محبت پیدا کر دے گا۔'' [مریم:۹۶]

ان آیات میں واوَ عاطفہ اس کی دلیل نہیں کہ اعمال ایمان میں داخل نہیں ہیں بلکہ یہاں پر خاص کو عام پر عطف کیا گیا ہے کیونکہ لوگوں میں ایمان (کے درجوں) کا فرق عام طور پر اعمال میں فرق ہوتا ہے اور اقوال میں بھی ہوتا ہے کیونکہ قول زبان کا عمل ہے بلکہ لوگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلوں کے یقین میں بھی مختلف ہیں۔ حافظ ابن حجر نے علامہ نووی سے نقل کیا ہے:

''زیادہ ظاہر اور مختار یہی ہے کہ کثرتِ نظر اور دلائل کے واضح ہونے کی وجہ سے تصدیق میں کمی وبیشی ہوتی ہے۔ اسی لیے (سیدنا ابوبکر) الصدیق (رضی اللہ عنہ) کا ایمان دوسروں کے ایمان سے زیادہ قوی تھا، کوئی شبہ اُن کے نزدیک نہیں آتا تھا اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ہر ایک یہ جانتا ہے کہ اُس کے دل میں جو (یقین) ہے وہ مختلف ہوتا ہے حتیٰ کہ بعض اوقات اس کا ایمان، یقین واخلاص وتوکل کے لحاظ سے اعلیٰ درجے پر ہوتا ہے اور اسی طرح دلائل کی کثرت اور غلبے کی وجہ سے تصدیق ومعرفت انتہائی بلند ہوتی ہے۔'' [فتح الباری ۱/۴۶]

جن لوگوں نے ایمان کے مفہوم سے اعمال کو خارج کر دیا ہے اُن کے دو گروہ ہیں:

(۱) غالی مرجیہ جو یہ کہتے ہیں: ''ہر مومن کامل الایمان ہے اور یہ کہ ایمان کے ساتھ گناہ مُضر نہیں، جیسا کہ کفر کے ساتھ اطاعت مفید نہیں ہے۔'' یہ قول انتہائی باطل بلکہ کفر ہے۔

(۲) اہلِ کوفہ وغیرہ کے مرجئة الفقهاء جو اعمال کو ایمان میں شامل نہیں سمجھتے۔ اس کے ساتھ وہ غالی مرجیوں کی مخالفت کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''گناہ گاروں کو گناہ سے نقصان ہوتا ہے۔ ان سے ان گناہوں کا مؤاخذہ ہوتا ہے اور سزا ملتی ہے'' ان (مرجئة الفقهاء) کا قول صحیح نہیں، کیونکہ یہ مرجیہ وغیرہ کے مذموم اہلِ کلام کی بدعت اور فسق ونافرمانی کا ذریعہ ہے، جیسا کہ شارح الطحاویہ (ابن ابی العز الحنفی) نے کہا ہے۔ [شرح عقیدہ طحاویہ ص ۴۷۰]

ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے

ایمان اطاعت سے زیادہ ہوتا ہے اور نافرمانی سے کم ہوتا ہے۔ ایمان کی زیادتی کے دلائل میں سے یہ ارشاد باری تعالیٰ بھی ہے: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ﴾

''مومن (اصل) میں وہی ہیں جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں تو ان کے ایمان زیادہ ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے رب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر توکل کرتے ہیں۔'' [الانفال:۲]

اور فرمایا: ﴿ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴾ ''پس مگر جو لوگ ایمان لائے تو ان کے ایمان زیادہ ہو جاتے ہیں اور وہ خوش ہوتے ہیں۔'' [التوبۃ:۱۲۴]

اور فرمایا: ﴿ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْۤا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ ﴾ ''وہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں سکینت نازل فرمائی تاکہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ ایمان میں زیادہ ہو جائیں۔'' [الفتح:۴]

اور فرمایا: ﴿ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا ﴾ وہ (اہلِ ایمان) لوگ جنھیں جب (منافق) لوگوں نے کہا کہ بے شک (کافر) لوگ تمھارے خلاف اکٹھے ہو گئے ہیں، سو ان سے ڈرو تو اس (بات) نے انھیں ایمان میں زیادہ کر دیا۔'' [آل عمران:۱۷۳]

اور فرمایا: ﴿ وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۫ وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِیْمَانًا وَّ تَسْلِیْمًا ﴾ ''اور جب مومنوں نے (کافروں کے) لشکروں کو دیکھا تو کہا: یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اُس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا، اور اس چیز نے ان کو ایمان و فرمانبرداری ہی میں زیادہ کیا۔'' [الاحزاب:۲۲]

ایمان کی کمی کے دلائل میں سے نبی ﷺ کی یہ حدیث ہے کہ ((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ)) ''تم میں سے اگر کوئی منکر (برائی) دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل (یعنی روک) دے اور اگر اسے اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے منع کرے، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے بُرا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔'' [صحیح مسلم:۷۸]

حدیثِ شفاعت میں آیا ہے کہ ''جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہوگا اسے جہنم سے نکالا جائے گا۔'' اسے بخاری (۷۴۳۹) اور مسلم (۳۰۲) نے (سیدنا) ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی (بیان کردہ) حدیث سے روایت کیا ہے۔

جس حدیث میں نبی ﷺ نے عورتوں کی صفت بیان کی ہے کہ ''ان کی عقل اور دین میں کمی ہوتی ہے۔'' [دیکھئے صحیح البخاری: ۳۰۴ و صحیح مسلم: ۱۳۲] اس سے بھی ایمان کی کمی ثابت ہوتی ہے۔ حافظ (ابن حجر العسقلانی) فرماتے ہیں:

''لالکائی نے (شرح اعتقاد اهل السنة والجماعة میں) صحیح[1] سند کے ساتھ (امام) بخاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے مختلف علاقوں میں ایک ہزار سے زیادہ علماء سے ملاقات کی ہے۔ پس میں نے اُن میں سے کسی ایک کو بھی اس میں اختلاف کرتے ہوئے نہیں دیکھا کہ ایمان قول وعمل ہے اور زیادہ وکم ہوتا ہے (یعنی سب اس کے قائل تھے کہ ایمان قول وعمل کا نام ہے اور زیادہ ہوتا ہے اور کم ہوتا ہے) ابن ابی حاتم اور لالکائی نے طوالت سے کام لیتے ہوئے اس سلسلے میں صحابہ وتابعین کی کثیر تعداد کے اقوال سندوں کے ساتھ نقل کئے ہیں اور جن پر اجماع کا دارومدار ہے، صحابہ وتابعین (ومن بعدہم) ان کے اقوال نقل کئے ہیں۔ (امام) فضیل بن عیاض اور (امام) وکیع نے اسے (تمام) اہلِ سنت والجماعت سے نقل کیا ہے'' یعنی اس پر اہلِ سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ ایمان قول وعمل کا نام ہے اور زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی ہوتا ہے۔ [فتح الباری ۱/۴۷]

ہشتم: کبیرہ گناہ کرنے والے کے بارے میں مرجیہ، خوارج اور معتزلہ کے مقابلے میں اہلِ سنت والجماعت درمیانے راستے پر گامزن ہیں۔ مرجیہ نے تفریط کرتے ہوئے ہر مومن کو کامل الایمان (یعنی مکمل ایمان والا) قرار دیا ہے اور کہتے ہیں کہ ایمان کے ساتھ گناہ مضر نہیں، جیسا کہ کفر کے ساتھ اطاعت مفید نہیں ہے۔ خوارج ومعتزلہ نے افراط کرتے ہوئے اسے (مرتکب کبیرہ کو) ایمان سے خارج قرار دیا ہے، پھر خوارج یہ (بھی) کہتے ہیں کہ وہ

---

[1] شرح اعتقاد اهل السنة للالکائی (ح ۱۵۹۷) اس کی سند ضعیف ہے۔ خلف بن محمد (الخیام) ضعیف جداً، ہے دیکھئے لسان المیزان (۲/۴۰۵) اور دوسرے کئی راوی نامعلوم ہیں۔ امام سفیان ثوری، امام ابن جریج اور امام معمر وغیرہم فرماتے تھے کہ ''**الإيمان قول وعمل، يزيد و ينقص**'' دیکھئے الشریعة للآجری (ص ۱۱۷ ح ۲۴۲ وسندہ صحیح) الشریعة میں دیگر بہت سے صحیح آثار ہیں۔ والحمد لله

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص کافر ہے جب کہ معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ وہ" منزلة بين المنزلتين " یعنی دو منزلوں (کفر واسلام) کے درمیان ایک (تیسری) منزل پر ہے۔ خوارج ومعتزلہ دونوں اس پر متفق ہیں کہ یہ شخص آخرت میں پکا دوزخی ہے، جہنم میں ہمیشہ رہے گا۔

اہل سنت کہتے ہیں کہ گناہگار مومن تو ہے لیکن ناقص الایمان ہے۔ انھوں نے مرجیہ کی طرح اسے کامل الایمان نہیں قرار دیا اور نہ خوارج ومعتزلہ کی طرح اسے ایمان سے خارج (یعنی کافر) قرار دیا ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ یہ شخص ایمان کے ساتھ مومن ہے اور کبیرہ گناہ کی وجہ سے فاسق ہے۔ نہ تو انھوں نے اسے ایمان مطلق کا مقام دیا اور نہ اس سے مطلق ایمان چھینا ہے۔ مرجیہ اس لیے گمراہ ہوئے کہ انھوں نے (صرف) وعدوں والی دلیلوں کو معمول بنایا اور وعید (ڈرادینے) والی دلیلوں کو مہمل چھوڑ دیا، اور خوارج ومعتزلہ اس لیے گمراہ ہوئے کہ انھوں نے وعید والی دلیلوں کو معمول بنایا اور وعدوں والی دلیلوں کو مہمل چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اہلِ سنت والجماعت کو حق کی توفیق دی۔ انھوں نے وعد ووعید والی سب دلیلوں کو معمول بنایا۔ پس انھوں نے مرتکبِ کبیرہ کو کامل الایمان نہیں بنایا اور نہ دنیا میں اسے ایمان سے خارج کیا۔ آخرت میں اس کا معاملہ اللہ کے پاس ہے چاہے تو عذاب دے اور اگر چاہے تو معاف کردے۔ اگر وہ اسے عذاب دے گا تو اسے ہمیشہ جہنم میں کافروں کی طرح نہیں رکھے گا، بلکہ یہ گناہ گار جہنم سے نکالا اور جنت میں داخل کیا جائے گا۔

بندے میں ایمان ومعصیت (نافرمانی)، محبت اور بُغض اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ اُس کے پاس جو ایمان ہے اُس کی وجہ سے اُس سے محبت کی جاتی ہے اور اس کے پاس جو فسق و نافرمانی ہے اس کی وجہ سے اُس سے بُغض رکھا جاتا ہے۔ اس کی مثال بڑھاپا ہے، جب آدمی موت کی طرف دیکھتا ہے تو بڑھاپے کو محبوب سمجھتا ہے (یعنی موت سے تو یہ بڑھاپا بھی کافی ہے) اور جب جوانی کی طرف دیکھتا ہے تو بڑھاپے کو پسند نہیں کرتا، جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے:

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشيب كره و كره أن نفارقه فاعجب لشئ على البغضاء محبوب

بڑھاپا بُری چیز ہے اور ہم اسے چھوڑنا بھی ناپسند کرتے ہیں۔ اس چیز پر تعجب کرو جو مبغوض ہونے کے باوجود محبوب ہے۔

احسان، اسلام اور ایمان کے درجے

نہم: احسان، اسلام اور ایمان کے درجے ہیں۔ سب سے اعلیٰ درجہ احسان کا ہے۔ اس سے نیچے ایمان کا درجہ ہے اور اس کے بعد اسلام کا درجہ ہے۔ ہر محسن (شرعی احسان کرنے والا) مومن مسلم ہے اور ہر مومن مسلم ہے لیکن ہر مومن محسن نہیں ہوتا، اور نہ ہر مسلم مومن محسن ہوتا ہے۔ اسی لیے سورۃ الحجرات میں آیا ہے: ﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ﴾ "اعراب (خانہ بدوش بدوؤں) نے کہا: ہم ایمان لائے، ان سے کہہ دو: تم ایمان نہیں لائے لیکن یہ کہو کہ ہم اسلام لائے، تمھارے دلوں میں (ابھی پورا) ایمان داخل نہیں ہوا۔" [الحجرات:۱۴]

ان درجات میں تفاوت (واختلاف) کی وجہ سے اہلِ سنت کے نزدیک ایمان میں استثنا کیا جاتا ہے۔ جب کسی آدمی سے کہا جائے کہ کیا تُو مومن ہے؟ تو وہ کہتا ہے: ان شاء اللہ یا مجھے اس کی اُمید ہے کیونکہ بغیر استثنا[1] کے ایمان کا ذکر کرنا اپنے نفس کا (بذاتِ خود) تزکیہ ہے۔ اہلِ سنت میں سے جس نے ایمان میں استثنا ترک کیا ہے تو اس کا مقصود اصل ایمان ہے جو کہ اسلام ہے۔ اس میں اپنا تزکیہ نہیں ہوتا۔

دہم: آپ ﷺ نے احسان کے بیان میں ارشاد فرمایا: "تُو اللہ کی عبادت (اس طرح) کرے گویا تُو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔" اس کا معنی یہ ہے کہ تُو اس طرح عبادت کرے گویا تُو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا اسے دیکھ رہا ہے۔ جس

---

[1] امام یحییٰ بن سعید (القطان) فرماتے ہیں: "ما أدركت أحداً من أصحابنا و لا بلغني إلا على الاستثناء" میں نے اپنے تمام اصحاب (ساتھیوں) کو استثنا پر ہی پایا ہے اور (اسلاف سے) مجھ تک یہی بات پہنچی ہے۔ (الشریعۃ للآجری ص ۱۳۸ ح ۲۸۰ وسندہ صحیح، مسائل ابی داود ص ۲۷۴ وسندہ صحیح)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی کی یہ حالت ہو تو وہ پورے کمال اور اہتمام سے عبادت کرتا ہے۔ اگر یہ حالت طاری نہ ہو سکے تو اسے یہ شعور قائم کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس (کی ہر حرکت) پر مطلع ہے۔ اللہ سے کوئی چیز بھی خفیہ نہیں، پس اسے ڈرنا چاہئے کہ اللہ اُسے اس حالت میں نہ دیکھے جس سے اس نے منع کر رکھا ہے۔ اسے پوری کوشش کے ساتھ وہ عمل کر کے اللہ کو دکھانا چاہئے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

اس حدیث کی شرح میں ابن رجب لکھتے ہیں: ''احسان کی تفسیر میں آپ ﷺ کا ارشاد: ((أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ)) ''تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے......'' اشارہ کرتا ہے کہ (احسان والا) بندہ اس صفت پر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور یہ اس کی قربت کا استحضار (حاضر کرنا) ہے اور یہ کہ وہ اُس کے سامنے ہے گویا وہ اُسے دیکھ رہا ہے۔ اس سے خشیت، خوف، ہیبت اور تعظیم پیدا ہوتی ہے، جیسا کہ (سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی (بیان کردہ) روایت میں آیا ہے: ((أَنْ تَخْشَى اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ)) ''تو اللہ سے (اس طرح) ڈرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔'' اور اس سے یہ بھی لازم ہوتا ہے کہ عبادت میں خیر خواہی، اس کی تحسین، اتمام اور اکمال میں پوری کوشش ہو۔''

[جامع العلوم والحکم ۱/۱۲۶]

ابن رجب مزید لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کا فرمان: ((فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) ''پس اگر تو اُسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔'' کہا گیا ہے کہ یہ اول (جملے) کی تعلیل (بیانِ علت) ہے۔ بندے کو جب عبادت میں اللہ کو دیکھنے اور استحضار قربت کا حکم دیا جائے، گویا کہ بندہ اسے دیکھ رہا ہے تو یہ بعض اوقات اس کے لیے مشقت (کا باعث) ہو سکتا ہے۔ پس اسے اس طریقے سے اپنا ایمان مضبوط کرنا چاہئے کہ اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔ اللہ اُس کے خفیہ و علانیہ، باطن اور ظاہر سب (اعمال) پر مطلع ہے۔ اُس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ جب یہ تمام متحقق ہو جائے تو اس کے لیے ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف منتقل ہونا آسان ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ بندہ بصیرت کے ساتھ ہمیشہ اپنے رب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قرب و معیت کو دیکھتا رہتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے بلکہ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ جس شخص کے لیے یہ باعث مشقت ہو کہ وہ اللہ کی اس طرح عبادت کرے گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے تو اُسے اس طرح اللہ کی عبادت کرنی چاہیے کہ اللہ اُسے دیکھ رہا ہے اور اس کی تمام حرکات پر پورا پورا مطلع ہے۔ پس اسے اللہ سے حیا کرنی چاہیے جو اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔'' [جامع العلوم والحکم ص ۱/ ۱۲۸، ۱۲۹]

ابن رجب مزید کہتے ہیں: ''صحیح احادیث میں، حالتِ عبادت میں استحضار قربت کا استحباب آیا ہے۔'' [ایضا ۱/ ۱۳۰]

انھوں نے کچھ احادیث بیان کرنے کے بعد کہا: ''جو شخص ان نصوص (دلائل) سے کسی قسم کی تشبیہ، حلول یا اتحاد سمجھتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بارے میں جہالت اور بدفہمی کا مرتکب ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ان تمام (تشبیہات و حلول واتحاد) سے بری ہیں۔ پس پاک ہے وہ جس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سمیع بصیر ہے۔'' (ایضا ۱/ ۱۳۰) [یعنی مستحب یہ ہے کہ عبادت کرتے وقت آدمی اپنے ذہن میں یہ تصور جما لے کہ وہ اللہ کے قریب ہے۔]

قیامت کا بیان

۷۔ اس حدیث میں آیا ہے کہ ''اس نے کہا: مجھے قیامت کے بارے میں بتائیں (کب آئے گی؟) تو آپ نے فرمایا: جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ اس نے کہا: آپ مجھے اس کی نشانیاں بتا دیں۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: (نشانیوں میں سے) یہ (بھی ہے) کہ لونڈی اپنی مالکن کو جنے گی اور تُو دیکھے گا کہ ننگے پاؤں، ننگے بدن غریب چرواہے (اونچی) کوٹھیوں میں تکبر کریں گے (اور اترائیں گے) پھر وہ شخص چلا گیا۔ تھوڑی دیر مَیں چپ رہا، پھر آپ نے مجھے فرمایا: ''اے عمر! کیا تو جانتا ہے کہ یہ سائل کون تھا؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ آپ (ﷺ) نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: یہ جبریل تھے جو تمھیں تمھارا دین سکھانے آئے تھے۔“

اس میں (سات) فائدے ہیں:

قیامت کا علم

اول: قیامت کا علم خاص اللہ ہی کو حاصل ہے (یعنی یہ اسی کی خصوصیت ہے) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴾ ”بے شک قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے اور وہی بارش برساتا ہے اور جو کچھ ارحام میں ہے وہ جانتا ہے۔ کوئی نفس یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نفس یہ نہیں جانتا کہ وہ کس زمین پر مرے گا، بے شک اللہ علیم (و) خبیر ہے۔“ [لقمٰن:۳۴]

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ﴾

”اور غیب کی چابیاں اُسی کے پاس ہیں جنھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“ [الانعام:۵۹]

انھی (چابیوں) میں سے قیامت کا علم ہے۔ صحیح بخاری (۴۷۷۸) میں (سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”غیب کی پانچ چابیاں ہیں۔“ پھر آپ نے یہ آیت کریمہ: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ﴾ ...تلاوت فرمائی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ ”وہ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب آئے گی؟ آپ کہہ دیجیے! اُس کا علم تو صرف میرے رب کے پاس ہے۔ اس کا وقت وہ اپنے سوا کسی کو نہیں بتاتا۔ وہ (قیامت) آسمانوں اور زمین پر بھاری ہے۔ وہ تمھارے پاس اچانک ہی آ جائے گی۔ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ سے پوچھ رہے ہیں گویا کہ آپ اس (قیامت کے وقت) کا مکمل علم رکھتے ہیں۔ کہہ دیجیے! اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' [الاعراف:۱۸۷]

سنت میں آیا ہے کہ قیامت جمعہ کے دن آئے گی، رہا یہ کہ کس سال آئے گی؟ سال کے کس مہینے میں آئے گی؟ مہینے کے کس جمعہ کو آئے گی، تو اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ صحیح مسلم (۸۵۴) میں (سیدنا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بہترین دن، جس میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدم (علیہ السلام) پیدا کیے گئے اور اسی دن جنت میں داخل کیے گئے اور اسی دن اُس سے نکالے گئے اور قیامت بھی جمعہ کے دن ہی آئے گی۔''

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ''بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدم (علیہ السلام) پیدا کیے گئے اور اسی دن (جنت سے) اُتارے گئے۔ اسی دن اُن کی توبہ قبول ہوئی اور اسی دن فوت ہوئے اور اسی دن قیامت برپا ہوگی۔ ہر جانور جمعہ کے دن صبح کے وقت طلوع آفتاب سے پہلے قیامت کے خوف سے ڈرا رہتا ہے، سوائے جنوں اور انسانوں کے یعنی وہ قیامت سے بے خوف ہیں۔''

[سنن ابی داود: ۱۰۴۶ و سنن النسائی: ۱۴۳۰]

یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کے راوی صحیحین کے راوی ہیں۔ اس حدیث کے آخری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت سورج کے طلوع سے پہلے، دن کے ابتدائی حصے میں آئے گی۔

دوم: مطلقاً قیامت سے مراد صور پھونکے جانے کے وقت (سب مخلوقات کی) موت ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت صرف شریر لوگوں پر ہی قائم ہوگی۔'' [صحیح مسلم: ۲۹۴۹]
اس سے پہلے جو آدمی مر جاتا ہے تو اس کی قیامت قائم ہو جاتی ہے۔ اب وہ دار العمل سے دار الجزاء (بدلے کے گھر) کی طرف منتقل ہو گیا۔ بعض اوقات قیامت کے اطلاق سے مراد مخلوقات کا دوبارہ زندہ ہونا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آل فرعون کے بارے میں فرمایا:

﴿ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ۚ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۟ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعَذَابِ﴾ ''صبح و شام وہ آگ پر پیش کیے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہو گی (کہا جائے گا) آلِ فرعون کو شدید ترین عذاب میں داخل کرو۔'' [المؤمن: ۴۶]

اور فرمایا: ﴿وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَ رَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ﴾ ''اور کافروں نے کہا: ہم پر قیامت نہیں آئے گی، کہہ دیجیے! بلکہ میرے رب کی قسم! وہ ضرور تم پر آئے گی۔'' [سبا: ۳]

ان کافروں نے دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کیا تھا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰى وَ رَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾ ''کافروں نے یہ گمان کیا کہ انھیں دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا، کہہ دیجیے، بلکہ میرے رب کی قسم! تمھیں ضرور دوبارہ زندہ کیا جائے گا، پھر تم نے جو اعمال کیے ضرور ان کی خبر دی جائے گی اور یہ اللہ کے لیے آسان ہے۔'' [التغابن: ۷]

سوم: آپ ﷺ کے ارشاد: ''جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ ساری مخلوق نہیں جانتی کہ قیامت کب قائم ہو گی۔ اس میں ہر سائل (سوال کرنے والا) اور ہر مسئول (جس سے سوال کیا جائے) عدمِ علم میں برابر ہیں۔

ابن رجب لکھتے ہیں کہ ''یعنی قیامت کے وقت کے بارے میں تمام مخلوقات کا علم برابر ہے اور یہ اشارہ ہے کہ قیامت کا علم اللہ نے صرف اپنے پاس ہی رکھا ہے۔''

(جامع العلوم والحکم ۱/۱۳۵)

قیامت کی نشانیاں

چہارم: رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے بارے میں متعدد (بہت سے) سوالات کیے گئے۔ نبی کریم ﷺ سوال کرنے والے کو قیامت کی بعض نشانیاں بیان فرما دیتے یا سائل کی نظر اس کے سوال سے زیادہ اہم چیز کی طرف مبذول فرما دیتے۔ پہلی بات میں سے وہ حدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جسے (سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا ہے کہ ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: قیامت کب آئے گی؟ تو آپ نے فرمایا: ''جب امانت ضائع ہو جائے (یعنی کوئی بھی امین نہ رہے) تو قیامت کا انتظار کرنا......'' (صحیح البخاری: ۵۹) دوسری بات کی مثال وہ حدیث ہے جسے (سیدنا) انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ تو آپ نے فرمایا: ''تُو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟'' اس نے کہا: کوئی (خاص) چیز نہیں، اِلا یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: ''تُو جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا۔'' [صحیح بخاری: ۳۶۸۸ و صحیح مسلم: ۲۶۳۹]

پنجم: اس حدیث میں آیا ہے کہ ''فأخبرني عن أماراتها'' پس مجھے اس کی نشانیاں بتائیں.... أَمَارَتِهَا سے مراد علامتیں (نشانیاں) ہیں۔

قیامت کی نشانیاں دو طرح کی ہیں:

ا: وہ نشانیاں جو قیامت کے قریبی دور میں واقع ہوں گی، جیسے سورج کا مغرب سے نکلنا، دجال کا نکلنا، یاجوج و ماجوج کا نکلنا اور عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمان سے نازل ہونا وغیرہ۔

قیامت سے پہلے کی علامات میں سے دو علامتوں کا ذکر اس حدیث (حدیثِ جبریل) میں موجود ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: ''یہ کہ لونڈی اپنی مالکن کو جنے گی'' کا معنی وتفسیر یہ ہے کہ کثرت سے فتوحات ہوں گی اور بہت سے (کفار) غلام بنائے جائیں گے۔ بعض لونڈیوں میں سے ایسی بھی ہوں گی جن کا آقا اُن سے ہمبستری کرے گا تو اُن کی اولاد ہوگی۔ پس وہ لونڈی اُم ولد (اولاد کی ماں) بن جائے گی اور اس کی اولاد اس کے آقا کے مقام پر ہوگی۔

اور اس کی یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ حالات بدل جائیں گے۔ اولاد اپنی ماں کی نافرمانی کرے گی اور ان پر غالب ہو جائے گی حتیٰ کہ اولاد اس مقام پر پہنچ جائے گی کہ گویا وہ اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماں باپ کے آقا ہیں۔ اسی معنی و مفہوم کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (۱۲۳/۱) میں ترجیح دی ہے (اور یہی مفہوم راجح ہے، واللہ اعلم)

آپ ﷺ کے ارشاد: ''اور تُو دیکھے گا کہ ننگے پیر، ننگے بدن، غریب چرواہے (اونچی) کوٹھیوں میں تکبر کریں گے (اور اترائیں گے)'' کا معنی یہ ہے کہ غریب لوگ جو بکریاں چراتے تھے اور پہننے کے لیے اُن کے پاس کچھ نہیں ہوتا تھا، اُن کے احوال بدل جائیں گے۔ وہ شہروں میں سکونت پذیر ہوکر (بڑی بڑی) کوٹھیوں میں تکبر کریں گے (اور اترائیں گے)

یہ دونوں علامتیں واقع ہو چکی ہیں۔

ششم: ''پھر وہ شخص چلا گیا۔ میں تھوڑی دیر (ملیاً) چپ رہا، پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: ''اے عمر! کیا تُو جانتا ہے کہ سائل کون تھا؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: ''یہ جبریل تھے جو تمھارے پاس تمھارا دین سکھانے آئے تھے۔'' ''ملیاً'' کا مطلب یہ ہے کہ ''ایک زمانہ'' نبی ﷺ نے تو اسی وقت اپنے صحابہ کو اس سائل کے بارے میں بتا دیا تھا اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آپ نے عمر (رضی اللہ عنہ) کو تین (دنوں) کے بعد بتایا تو اس میں کوئی منافات نہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حاضرین کو تو (اسی وقت) بتا دیا تھا اور وہاں عمر رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے بلکہ اُٹھ کر مجلس سے (کسی وجہ سے) چلے گئے تھے اور پھر یہ اتفاق ہوا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے تین (دنوں) کے بعد ملے تو آپ نے انھیں بتا دیا۔

ہفتم: نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ سے بعض چیزوں کے بارے میں پوچھا کرتے تھے تاکہ اُن کی نظروں کو جواب کی تیاری کے لیے متوجہ فرمائیں، تو صحابہ فرماتے تھے: اللہ اور اس کے رسول سب سے زیادہ جانتے ہیں، پھر آپ انھیں جواب دیتے تھے، جیسا کہ (سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) کی بیان کردہ اس حدیث میں آیا ہے اور (سیدنا) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے: ''کیا تُو جانتا ہے کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟'' (معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول سب سے زیادہ جانتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[صحیح بخاری: ۲۸۵۶ وصحیح مسلم: ۴۸]

مسؤل کے لیے یہ مشروع ہے کہ اگر اس کے پاس کسی چیز کا جواب نہ ہو تو وہ کہے: میں نہیں جانتا یا اللہ جانتا ہے۔ یہ جواب ہر سوال کے لیے مناسب ہے۔ برخلاف اس کے کہ ''اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ جانتے ہیں'' اگر کہا جائے تو یہ ہر سوال کے لیے مناسب نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص سوال کرے کہ: قیامت کب آئے گی؟ تو اس کا صرف یہی جواب متعین ہے کہ اللہ جانتا ہے، کیونکہ نبی ﷺ یہ نہیں جانتے کہ قیامت کب آئے گی۔

اور یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی وفات کے بعد اپنی اُمت کے بارے میں نہیں جانتے کہ اُمتیوں نے کیا اعمال کیے ہیں۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے (سیدنا) ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے بیان کیا ہے کہ ''میں حوض (کوثر) پر تم سے پہلے تمھارا منتظر ہوں گا۔ تم میں سے کچھ لوگ میرے سامنے لائے جائیں گے، پھر انھیں مجھ سے دور ہٹا دیا جائے گا۔ پس میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ میرے ساتھی ہیں، تو کہا جائے گا: آپ کو پتہ نہیں کہ انھوں نے کیا کیا بدعات ایجاد کر لی تھیں۔'' [صحیح بخاری: ۶۵۷۶ وصحیح مسلم: ۲۲۹۷]

اس حدیث میں اصحاب (ساتھیوں) سے مراد وہ لوگ ہیں جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور انھیں اُن لشکروں نے قتل کیا تھا جنھیں (سیدنا) ابوبکر (الصدیق رضی اللہ عنہ) نے مرتدین کے قتال کے لیے بھیجا تھا۔

اس عظیم حدیث (حدیثِ جبریل) کی شرح یہاں ختم ہو گئی، والحمد لله رب العالمين و صلى الله وسلم وبارك على عبده و رسوله نبينا محمد و على آله و صحبه أجمعين / الشيخ عبدالمحسن العباد المدني حفظه الله

(ترجمہ ختم ہوا، والحمد للہ رب العالمین)

حافظ زبیر علی زئی

مسجد اہل حدیث گاؤں پیاڑ تحصیل کلکوٹ ضلع دیر بالا شمالی پاکستان

[6 اگست 2005ء ۳۰ جمادی الثانیہ ۱۴۲۶ھ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کے ننانوے (99) نام

ابن ابی زید القیر وانی[1] رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

☆۹: "وله الأسماء الحسنى والصفات العلى" اور اسی (اللہ) کے لیے اسمائے حُسنیٰ اور عالی صفات ہیں۔ [مقدمہ رسالۃ ابن ابی زید القیر وانی مع الشرح: قطف الجنی الدانی: ۹ ص ۸۲]

اس کی شرح میں شیخ عبدالمحسن العباد المدنی حفظہ اللہ[2] فرماتے ہیں:

۱: اللہ کے نام اور اس کی صفات، علمِ غیب سے ہیں جن کے بارے میں نازل شدہ وحی: اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کے بغیر کلام کرنا جائز نہیں ہے۔ اسماء (ناموں) اور صفات میں سے صرف اُسی کا اثبات (واقرار) کرنا چاہیے جسے اللہ عزّ وجل نے اپنے لیے یا اس کے رسول نے اُس (اللہ) کے لیے ثابت قرار دیا ہے، وہ صفات جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شان کے لائق ہیں، کیفیت (کے بارے میں سوال) اور تمثیل (مخلوق سے مثال دینے) کے بغیر، تحریف اور تعطیل (معطل قرار دینے) سے بچتے ہوئے (اور) ہر اُس چیز سے تنزیہ (بری الذمہ اور پاک ہونے) کا عقیدہ رکھتے ہوئے اقرار کرنا چاہیے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ "اس (اللہ) کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سمیع (سننے والا) بصیر (دیکھنے والا) ہے۔" [الشوریٰ: ۱۱]

۲: اللہ تعالیٰ کے ناموں کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے، اللہ نے انھیں اسمائے حُسنیٰ قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا﴾ "اور اللہ کے اسماء

---

[1] ابو محمد عبداللہ بن ابی زید، متوفی ۳۸۶ھ، ان کے بارے میں حافظ ذہبی لکھتے ہیں: "وكان رحمه الله على طريقة السلف في الأصول، لا يدري الكلام ولا يتأوّل" (سیر اعلام النبلاء ۱۷/ ۱۲) وثقہ القابسی وغیرہ۔ دیکھئے: مدرسة الحديث في القيروان (ص ۶۴۳)

[2] جزیرۃ العرب کے کبار علماء میں سے ہیں، دیکھئے الحدیث: ۱۴ ص ۳۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حُسنیٰ (بہترین نام) ہیں، پس تم اسے ان (ناموں) کے ساتھ پکارو۔" [الاعراف:۱۸۰]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾ "اللہ وہ ہے جس کے سوا دوسرا کوئی الٰہ (معبود برحق) نہیں، اُسی کے اسماء حُسنیٰ ہیں۔" [طٰہٰ:۸]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾ "وہی اللہ خالق، باری تعالیٰ (اور) مصور ہے، اس کے اسماء حُسنیٰ ہیں۔" [الحشر:۲۴]

اللہ کے اسمائے حُسنیٰ کا معنی یہ ہے کہ وہ (خوبصورتی میں) حُسن کے بلند ترین اور اعلیٰ ترین مقام پر پہنچے ہوئے ہیں۔ انھیں صرف اچھے نام ہی نہیں کہا جاتا بلکہ اسمائے حسنیٰ یعنی بہت اچھے اور پیارے نام کہا جاتا ہے، جیسا کہ ان آیات کریمہ سے ثابت ہے۔

۳: اللہ کے سارے نام مُشتق (الفاظ وکلام سے نکالے گئے) ہیں جو کہ معانی پر دلالت کرتے ہیں (اور) یہ (اس کی) صفات ہیں، مثلاً: عزیز عزت پر، حکیم حکمت پر، کریم کرم پر، عظیم عظمت پر، لطیف لُطف پر اور الرحمٰن الرحیم رحمت پر دلالت کرتے ہیں، اور یہی مفہوم دوسرے ناموں میں بھی ہے۔

اللہ کے ناموں میں کوئی اسم جامد نہیں۔ بعض علماء نے جو اللہ کے ناموں میں "الدھر" شمار کیا ہے تو یہ صحیح نہیں۔ حدیثِ قدسی (میں اللہ تعالیٰ فرماتا) ہے: ((يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ)) "ابن آدم مجھے ایذا (تکلیف) دیتا ہے (یعنی غضب دلاتا ہے) وہ الدھر (زمانے) کو گالیاں دیتا ہے اور میں الدھر (بدلانے والا) ہوں۔ اختیار میرے ہاتھ میں ہے، دن اور رات کو میں ہی پھیرتا ہوں۔"

[صحیح بخاری:۴۸۲۶ وصحیح مسلم:۲۲۴۶]

یہ حدیث اس پر دلالت نہیں کرتی کہ اللہ کے ناموں میں "الدھر" بھی ہے کیونکہ الدھر زمانے کو کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی دن ورات کو پھیرتا (پے در پے لاتا) ہے، پس جس نے مُقلَّب (جسے پھیرا جاتا ہے) یعنی زمانے کو گالی دی تو اس کی گالی مُقلِّب (جو پھیرنے والا ہے) یعنی اللہ کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ اس کو اللہ نے اپنے قول "اختیار میرے ہاتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہے، دن اور رات کو میں پھیرتا ہوں'' سے بیان کیا ہے۔ رہیں صفات تو ہر صفت سے نام نہیں نکالا جاتا کیونکہ بعض صفاتِ باری تعالیٰ ذاتی ہیں: الوجہ (چہرہ) ید (ہاتھ) اور قدم ۔ان سے ناموں کا استخراج نہیں ہوتا اور اللہ کی بعض صفات فعلیہ ہیں: الاستھزاء، کید اور مکر ۔ان سے بھی نام نہیں نکالے جاتے اور نہ تو اللہ کو ماکر، مستھزئی اور کائد کہنا جائز ہے۔ ①

میں کہتا ہوں کہ بات سے بات نکلتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اسمائے ثابتہ مشتق ہیں جو معانی پر دلالت کرتے ہیں، ان میں کوئی اسم جامد نہیں ہے اور نہ آپ ﷺ کے ناموں میں طٰہٰ اور یٰسٓ کا کوئی ثبوت ہے۔ ②

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''قرآن اور سورتوں کے ناموں کے ساتھ نام رکھنا ممنوع ہے، جیسے طٰہٰ، یٰسٓ اور حٰمٓ۔ شبیلی (ایک مشہور عالم) نے ذکر کیا ہے کہ (امام) مالک نے یاسین نام رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ ③

عوام جو سمجھتے ہیں کہ یاسین اور طٰہٰ نبی ﷺ کے ناموں میں سے ہیں، تو یہ صحیح نہیں ہے۔ اس بارے میں کوئی حدیث نہیں، نہ صحیح نہ حسن اور نہ مرسل (یعنی منقطع) اور نہ یہ کسی صحابی کا قول ہے۔ یہ حروف (مقطعات) الم، حم اور الر وغیرہ کی طرح ہیں۔''

[تحفۃ المودود ص ۱۲۷]

ہوسکتا ہے عوام کی غلطی کی وجہ یہ ہو کہ سورت طٰہٰ اور سورت یٰسٓ میں ان حروف مقطعات کے بعد نبی ﷺ سے خطاب کیا گیا ہے۔ اس وجہ سے یہ لوگ انھیں آپ ﷺ کے ناموں میں سے سمجھ بیٹھے ہیں، حالانکہ سورتِ اعراف اور سورتِ ابراہیم میں بھی حروفِ مقطعات کے

---

① اللہ تعالیٰ کے ساتھ بُری صفات مثلاً: ''امکانِ کذب باری تعالیٰ'' کا انتساب صریحاً کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کوئی نہیں اور وہ تمام بُری صفات سے پاک ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ بُری صفات منسوب کرتا ہے وہ کافر ہے۔ تعالی اللّٰہ عما یقولون علوًا کبیرًا

② بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کی مشابہت میں نبی کریم ﷺ کے بھی ننانوے نام بنا رکھے ہیں۔ اس کا کوئی ثبوت کتاب وسنت میں نہیں ہے۔

③ اس کی سند امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ تک معلوم نہیں ہے۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد نبی ﷺ کو مخاطب کیا گیا ہے، اور یہ نہیں کہا جاتا کہ المص اور الر بھی آپ ﷺ کے ناموں میں سے ہیں۔

۴: اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کسی (خاص) تعداد میں محصور نہیں بلکہ ان میں سے بعض نام ایسے ہیں جو اللہ عزوجل نے لوگوں کو بتائے ہیں اور بعض کو اپنے علم غیب میں رکھا ہے۔

اس بات کی دلیل وہ حدیث ہے جسے (سیدنا) ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی کسی مصیبت اور غم میں مبتلا ہو، پھر یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ، ابنُ عَبْدُكَ، ابنُ أَمَتِكَ ، نَاصِيَتِي بِيَدِكَ ،مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاءُكَ ،أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَلَكَ ،سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ ، أَوْعَلَّمْتَهُ أَحَداً مِّنْ خَلْقِكَ ،أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ ،أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ،أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيعَ قَلْبِي وَنُورَ صَدْرِي وَجَلَاءَ حُزْنِي وَذَهَابَ هَمِّي))

''اے اللہ! بے شک میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے کا بیٹا ہوں تیری بندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے۔ تیرا حکم مجھ پر جاری وساری ہے۔ میرے بارے میں تیرا فیصلہ عدل وانصاف والا ہے۔ میں تجھ سے تیرے ہر نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں، جو نام تُو نے اپنے لیے رکھا ہے یا اپنے پاس علم الغیب میں ہی رکھ لیا ہے۔ تُو قرآن کو میرے دل کی بہار، میرے سینے کا نور بنادے اور میری مصیبت وغم کو دُور کردے، تو اللہ اس کے غم ومصیبت کو دور کردیتا ہے اور اس کے بدلے میں اسے خوشی عطا فرماتا ہے۔ کہا گیا: یارسول اللہ! کیا ہم اس (دعا) کو یاد کرلیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''جو شخص اسے سُن لے تو چاہیے کہ وہ اسے یاد کرلے۔''

| مسند احمد ۱/۳۹۱ ح ۳۷۱۲ وسندہ ضعیف، عبدالرحمٰن بن عبداللہ مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔ |

اس روایت کو شعیب ارنووط اور ان کے دونوں ساتھیوں نے ضعیف کہا ہے لیکن حافظ ابن حجر نے اسے حسن اور (شیخ) البانی نے السلسلۃ الصحیحہ (۱۹۹،۱۹۸) میں صحیح کہا ہے۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب شفاء العلیل کے ستائیسویں باب میں اس حدیث کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح① قرار دے کر اس کی لمبی شرح کی ہے۔[ص ۳۶۹ تا ۳۷۴]

اصل یہ ہے کہ (اللہ کے) نام کسی خاص تعداد میں منحصر نہیں ہیں، سوائے اس کے کہ کوئی دلیل اس پر دلالت کرے، اور مجھے اس کی کوئی دلیل معلوم نہیں ہے۔

رہی وہ حدیث جسے بخاری (۲۷۳۶، ۷۳۹۲، ۶۴۱۰) اور مسلم (۲۶۷۷) نے (سیدنا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے ننانوے (یعنی) ایک کم سو نام ہیں، جس نے انھیں یاد کر لیا وہ جنت میں داخل ہوگا''

یہ حدیث اس تعداد (ننانوے) میں، اللہ کے ناموں کو منحصر کرنے کی دلیل نہیں، بلکہ یہ تو اس پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ کے ناموں میں سے ننانوے نام ایسے ہیں، جنھیں اگر کوئی یاد کر لے تو جنت میں داخل ہوگا۔ جیسے اگر کوئی کہے کہ میرے پاس سو کتابیں ہیں جنھیں میں نے طالب علموں کے لیے تیار کیا ہے تو یہ اس کی دلیل نہیں کہ اس کے پاس سو سے زیادہ کتابیں نہیں ہیں۔

۵: اللہ تعالیٰ کے (ننانوے) ناموں کی تعداد بیان کرنے کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔ بعض علماء نے اجتہاد کر کے کتاب وسنت سے (اللہ کے) ننانوے نام نکالے ہیں، ان علماء میں سے حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۲۱۵/۱۱) اور التلخیص الحبیر (۱۷۲/۴) میں، اور شیخ محمد بن صالح العثیمین نے اپنی کتاب ''القواعد المثلی'' (ص ۱۵، ۱۶) میں یہ تعداد جمع کی ہے۔ یہ تینوں کتابیں اکثر ناموں (کے ذکر) میں ایک دوسرے سے متفق ہیں اور بعض میں ایسے نام مذکور ہیں جو دوسری کتاب میں نہیں ہیں۔ اللہ کے اسمائے حُسنیٰ میں سے ننانوے نام، حروف تہجی کے مطابق مرتب شدہ، میں یہاں بیان کرتا ہوں۔ ہر نام کے ساتھ کتاب وسنت سے دلیل مذکور ہے۔ ان ناموں میں تین مذکورہ

---

① اس روایت کی سند حسن ہے۔ اس کا ایک راوی ابو سلمہ الجہنی ہے جسے بعض علماء نے مجہول قرار دیا ہے لیکن ابن حبان اور حاکم (۵۰۹/۱، ۵۱۰) نے اس کی تصحیح حدیث کے ذریعے سے توثیق کی ہے، لہٰذا یہ راوی حسن الحدیث ہے۔ فضیل بن مرزوق بھی حسن الحدیث ہے۔ والحمد للہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابوں پر دو نام اضافہ کیے گئے ہیں۔ الستیر اور الدیّان

۱: اللّٰہ، اس کا اطلاق ذاتِ باری تعالیٰ پر ہی ہوتا ہے۔ یہ بعض اوقات (جملوں میں) مبتدا بن کر آتا ہے اور اپنے ناموں کی خبر دیتا ہے۔ مثلاً: ﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اور اللہ غفور رحیم ہے۔'' [البقرۃ:۲۱۸] ﴿وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ ''اور اللہ عزیز (زبردست) حکیم ہے۔'' [البقرۃ:۲۲۸] اور اللہ کی طرف اس کے نام منسوب کیے جاتے ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾ ''اور اللہ کے لیے اسماءِ حسنیٰ ہیں۔'' [الاعراف:۱۸۰]

اور اللہ کا ارشاد ہے: ﴿لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾ ''اسی کے لیے اسماءِ حسنیٰ ہیں۔'' [طٰہٰ:۸]

۲: اَلْاٰخِرُ، اس کی دلیل آیت: ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ﴾ وہی اول ہے اور وہی آخر ہے۔ [الحدید:۳]

۳: اَلْاَحَدُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ''کہہ دو، وہ اللہ ایک ہے۔'' [الاخلاص:۱]

۴: اَلْاَعْلٰى، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى﴾ ''اپنے اعلیٰ رب کی تسبیح بیان کر۔'' [الاعلیٰ:۱]

۵: اَلْاَكْرَمُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ﴾ ''پڑھ اور تیرا رب اکرم (سب سے زیادہ کرم کرنے والا) ہے۔'' [العلق:۳]

۶: اَلْاِلٰهُ، اس کی دلیل، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ﴾ ''اور اللہ نے فرمایا: دو الٰہ نہ بناؤ، وہ تو صرف ایک الٰہ (معبود برحق) ہے، پس صرف مجھ ہی سے ڈرو۔'' [النحل:۵۱]

۷: اَلْاَوَّلُ[1] اس کی دلیل یہ آیت ہے: ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ﴾ ''وہی اول اور وہی آخر

---

[1] الاول سے مراد اللہ ہے۔ دیکھیے صحیح مسلم (۲۷۱۳)
بعض الناس ''الاول'' سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم لیتے ہیں لیکن اس کی کوئی دلیل کتاب وسنت واجماع و آثار سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔'' [الحدید:۳۰]

۸: اَلْبَارِئُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾ وہی اللہ خالق، باری (پیدا کرنے ولا، اور) مصور ہے۔'' [الحشر:۲۴]

۹: اَلْبَاطِنُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ﴾ ''وہی اول، آخر، ظاہر (غالب) اور باطن ہے۔'' [الحدید:۳]

۱۰: اَلْبَرُّ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ﴾ ''بے شک وہی بر (بڑا محسن، اور) رحیم (انتہائی مہربان) ہے۔'' [الطور:۲۸]

۱۱: اَلْبَصِيْرُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ ''اس (اللہ) کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سمیع (سننے والا) بصیر (دیکھنے والا) ہے۔'' [الشوریٰ:۱۱]

۱۲: اَلتَّوَّابُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ تواب (توبہ قبول فرمانے ولا) رحیم ہے۔'' [الحجرات:۱۲]

۱۳: اَلْجَبَّارُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ﴾ ''اللہ وہی ذات ہے جس کے سوا دوسرا کوئی الٰہ (معبود برحق) نہیں، وہی الملک (بادشاہ)، القدوس، السلام، المؤمن، المھیمن (نگہبان ومحافظ)، الجبار (اور) المتکبر ہے۔'' [الحشر:۲۳]

۱۴: اَلْجَمِيْلُ، اس کی دلیل یہ حدیث ہے: ((اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ)) ''بے شک اللہ جمیل (خوبصورت) ہے، جمال (خوبصورتی) کو پسند کرتا ہے۔'' [صحیح مسلم:۱۴۷]

۱۵: اَلْحَافِظُ، اس کی دلیل یہ آیت ہے: ﴿فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾ ''اللہ بہترین حافظ (نگہبان) ہے اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔'' [یوسف:۶۴]

۱۶: اَلْحَسِيْبُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا﴾ ''اور اللہ ہی کو حسیب (حساب لینے والا) سمجھنا کافی ہے۔'' [النسآء:۶]

۱۷: اَلْحَفِيْظُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ﴾ ''بے شک میرا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب ہر چیز پر حفیظ (حفاظت ونگہبانی کرنے والا) ہے۔'' [ھود:۵۷]

۱۸: اَلْحَقُّ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ﴾ ''یہ اس لیے کہ بے شک اللہ ہی حق ہے اور یہ (مشرکین) اُس (اللہ) کے سوا جس کو پکارتے ہیں وہ باطل ہے۔'' [الحج:۶۲]

۱۹: اَلْحَكَمُ، اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں آیا ہے: ((إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ وَ إِلَيْهِ الْحُكْمُ)) ''بے شک اللہ ہی حَکَم (فیصلہ کرنے ولا) ہے اور اسی کی طرف فیصلہ لے جایا جاتا ہے۔'' [سنن ابی داود:۴۹۵۵ وإسنادہ حسن]

۲۰: اَلْحَكِيْمُ، اس کی دلیل یہ آیت ہے: ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ ''آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے، سب اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور وہی عزیز (زبردست اور) حکیم (حکمت والا) ہے۔'' [الحشر:۱]

۲۱: اَلْحَلِيْمُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾ ''اور اللہ غفور حلیم (بردبار) ہے۔'' [البقرۃ:۲۲۵]

۲۲: اَلْحَمِيْدُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿وَ هُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ﴾ ''اور وہی (اللہ) ولی (مددگار) حمید (حمد والا) ہے۔'' [الشوریٰ:۲۸]

۲۳: اَلْحَيُّ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ ''وہی الحی (زندہ) ہے، اس کے سوا کوئی الہٰ نہیں، پس خالص اسی کے دین کے ہو کر اُسے ہی پکارو۔'' [المؤمن:۶۵]

۲۴: اَلْحَيِيُّ، اس کی دلیل حدیث ہے: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَيِيٌّ سِتِّيْرٌ، يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَ السَّتْرَ)) ''بے شک اللہ حیی (حیا کرنے ولا، اور) ستیر (پردہ ڈالنے والا) ہے۔ وہ حیا اور (دوسروں کے عیبوں پر) پردہ ڈالنے کو پسند کرتا ہے۔''

(سنن ابی داود: ۴۰۱۲ وغیرہ وإسنادہ حسن)

۲۵: اَلْخَالِقُ، اس کی دلیل یہ آیت ہے: ﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾ دیکھیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقرہ:۸

۲۶:اَلْخَبِیْرُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ﴾ ''اس (رسول) نے کہا: مجھے علیم (و) خبیر (خبر رکھنے والا ہے) نے خبر دی ہے۔'' [التحریم:۳]

۲۷:اَلْخَلَّاقُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ﴾ ''بے شک تیرا رب ہی خلاق (بہترین پیدا کرنے والا) علیم ہے۔'' [الحجر:۸۶]

۲۸:اَلدَّیَّانُ، اس کی دلیل، رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث ہے: ''اللہ بندوں یا انسانوں کو (دوبارہ زندہ کرکے) اکٹھا کرے گا، لوگ ننگے، بغیر ختنہ کیے اور بہم ہوں گے۔'' (راوی کہتے ہیں کہ) ہم نے پوچھا: بہم کسے کہتے ہیں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: ''جن کے ساتھ کوئی چیز نہ ہو، پھر اللہ ایسی آواز سے اپنے بندوں کو پکارے گا جس آواز کو دور اور قریب والے ایک جیسا سنیں گے: میں الملک ہوں، میں الدیان ہوں......'' (اسے حاکم نے المستدرک میں دو جگہ روایت کیا ہے ۲/۴۳۸، ۴/۵۷۴) حاکم اور ذہبی نے صحیح اور حافظ (ابن حجر) نے فتح الباری میں (۱/۱۷۴) اور علامہ البانی نے صحیح الادب المفرد (۷۴۶) میں حسن کہا ہے۔

۲۹:اَلرَّبُّ، اس کی دلیل یہ آیت ہے: ﴿سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ﴾ ''سلامتی ہو، یہ رب رحیم کا قول ہے۔'' [یٰس:۵۸]

۳۰:اَلرَّحْمٰنُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ''سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو رب العالمین ہے، رحمٰن (بہت رحم کرنے والا) رحیم ہے۔'' [الفاتحۃ:۱،۲]

۳۱:اَلرَّحِیْمُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ ''اور تمہارا الٰہ (معبود برحق) ایک الٰہ ہے، اس کے سوا دوسرا کوئی الٰہ نہیں، وہی رحمٰن (و) رحیم ہے۔'' [البقرۃ:۱۶۳]

۳۲:اَلرَّزَّاقُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ﴾ ''بے شک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ہی رزاق (رزق دینے والا) قوت والا، متین (مضبوط و طاقتور) ہے۔" [الذاریات: ۵۸]

۳۳: اَلرَّفِيْقُ، اس کی دلیل یہ حدیث ہے: ((إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ)) "بے شک اللہ رفیق (مہربان دوست) ہے، نرمی کو پسند کرتا ہے۔" [صحیح بخاری: ۶۹۲۷ وصحیح مسلم: ۲۵۹۳]

۳۴: اَلرَّقِيْبُ، اس کی دلیل یہ آیت ہے: ﴿وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا﴾ "اور اللہ ہر چیز پر رقیب (نگہبان و محافظ) ہے۔" [الاحزاب: ۵۲]

۳۵: اَلرَّءُوْفُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ "بے شک تمھارا رب رؤف (انتہائی مہربان اور) رحیم ہے۔" [النحل: ۷]

۳۶: اَلسُّبُّوحُ، اس کی دلیل یہ حدیث ہے: ((سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَ الرُّوحِ)) "سبوح (ہر برائی اور عیب سے بالکل پاک اور برتر) قدوس ہے، ملائکہ اور روح کا رب ہے۔" [صحیح مسلم: ۴۸۷]

۳۷: اَلسِّتِّيْرُ، اس کی دلیل اسم الحیي کے تحت گزر چکی ہے۔ فقرہ: ۲۴

۳۸: اَلسَّلَامُ، دلیل یہ ہے: ﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ﴾ دیکھیے فقرہ: ۱۳

۳۹: اَلسَّمِيْعُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ﴾ "اور اللہ تمھاری گفتگو سن رہا تھا، بے شک اللہ سمیع (سب سننے والا) بصیر ہے۔" [المجادلۃ: ۱]

۴۰: اَلسَّيِّدُ، اس کی دلیل میں ہے: ((السَّيِّدُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى)) "السید (سردار) اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔" [سنن ابی داود: ۴۸۰۶ و إسنادہ صحیح]

۴۱: اَلشَّافِي، اس کی دلیل حدیث ہے: ((اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ)) "شفا دے تو (ہی) شافی (شفا دینے والا) ہے، تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔" [صحیح بخاری: ۵۷۴۲ وصحیح مسلم: ۲۱۹۱]

۴۲: اَلشَّاكِرُ، اس کی دلیل یہ آیت ہے: ﴿وَ كَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا﴾ "اور اللہ شاکر (قدردان) علیم ہے۔" [النسآء: ۱۴۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۳: اَلشَّکُوْرُ، دلیل یہ ہے: ﴿ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَکُوْرٌ ﴾ ''بلاشبہ ہمارا رب غفور (بے حد بخشنے والا) شکور (بہت قدردان) ہے۔'' [فاطر:۳۴]

۴۴: اَلشَّھِیْدُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿ اَوَ لَمْ یَکْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ ﴾ ''کیا تیرے رب کے لیے یہ کافی نہیں کہ وہ ہر چیز پر شہید (گواہ) ہے۔'' [حٰمٓ السجدۃ:۵۳]

۴۵: اَلصَّمَدُ، دلیل یہ ہے: ﴿ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴾ ''اللہ صمد (بے نیاز) ہے۔'' [الاخلاص:۲]

۴۶: اَلطَّیِّبُ، اس کی دلیل یہ حدیث ہے: ((اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ وَ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا)) ''یقیناً اللہ طیب (پاک) ہے اور وہ صرف طیب ہی قبول کرتا ہے۔'' [صحیح مسلم:۱۰۱۵]

۴۷: اَلظَّاھِرُ، اس کی دلیل کے لیے دیکھئے فقرہ:۹

۴۸: اَلْعَزِیْزُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴾ ''آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اُسی کی تسبیح کرتا ہے اور وہ عزیز (زبردست) حکیم ہے۔'' [الحشر:۲۴]

۴۹: اَلْعَظِیْمُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴾ ''اور ان کی حفاظت اُسے نہیں تھکاتی اور وہ العلی العظیم ہے۔'' [البقرۃ:۲۵۵]

۵۰: اَلْعَفُوُّ، دلیل یہ ہے: ﴿ وَ اِنَّھُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْکَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴾ ''اور بے شک یہ لوگ منکر اور جھوٹی بات کہتے ہیں، اور بے شک اللہ عفو (معاف کرنے والا) غفور ہے۔'' [المجادلۃ:۲]

۵۱: اَلْعَلِیْمُ، دلیل یہ ہے: ﴿ وَاللّٰهُ مَوْلٰىکُمْ وَھُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ﴾ ''اور اللہ تمھارا مولیٰ ہے اور وہ علیم (سب سے زیادہ علم والا) حکیم ہے۔'' [التحریم:۲]

۵۲: اَلْعَلِیُّ، دلیل یہ ہے: ﴿ اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ ﴾ ''بے شک وہ علی (بلند) حکیم ہے۔'' [الشوریٰ:۵۱]

۵۳: اَلْغَالِبُ، دلیل یہ ہے: ﴿ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِهٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴾ ''اور اللہ اپنے امر (حکم) پر غالب ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' [یوسف:۲۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۴: اَلْغَفَّارُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا﴾ ''پس میں نے کہا: اپنے رب سے استغفار کرو (گناہوں کی معافی مانگو) بے شک وہ غفار (گناہ معاف فرمانے والا) ہے۔'' [نوح:۱۰]

۵۵: اَلْغَفُوْرُ، دلیل یہ ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۚ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ ''بلاشبہ اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، بے شک وہ غفور (گناہ معاف فرمانے والا) رحیم ہے۔'' [الزمر:۵۳]

۵۶: اَلْغَنِيُّ، دلیل یہ ہے: ﴿وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾ ''اور اللہ غنی ہے اور تم فقیر (محتاج) ہو۔'' [محمد:۳۸]

۵۷: اَلْفَتَّاحُ، دلیل یہ ہے: ﴿قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ﴾ ''کہہ دو، ہمارا رب ہمیں اکٹھا کرے گا، پھر حق کے ساتھ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے گا اور وہی فتاح (رحمت و رزق کے دروازے کھولنے والا، فیصلہ کرنے والا) ہے۔''

[سبا:۲۶]

۵۸: اَلْقَادِرُ، دلیل یہ ہے: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۚ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ﴾ ''کہہ دو، وہ (اللہ) قادر ہے کہ تم پر تمھارے اوپر (آسمان) سے یا تمھارے نیچے (زمین) سے عذاب بھیج دے۔'' [الانعام:۶۵]

۵۹: اَلْقَاهِرُ، دلیل یہ ہے: ﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۚ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ﴾ ''اور وہی اپنے بندوں پر قاہر (غالب) ہے اور وہی حکیم خبیر ہے۔'' [الانعام:۱۸]

۶۰: اَلْقُدُّوْسُ، دلیل یہ ہے: ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ﴾ ''اللہ ہی کی تسبیح بیان کرتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (وہی) مَلِک (بادشاہ) قدوس (عیوب و نقائص سے پاک و منزہ) حکیم ہے۔'' [الجمعۃ:۱]

۶۱: اَلْقَدِيْرُ، اس کی دلیل یہ ہے: ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"برکتوں والی ہے وہ ذات جس کے کے ہاتھ میں ملک (بادشاہی) ہے اور وہ ہر چیز پر قدیر (قادر) ہے۔" [الملک:۱]

۶۲: اَلْـقَـرِیْـبُ، دلیل یہ ہے: ﴿وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ﴾ "اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھتے ہیں تو (بتادیں) بے شک میں قریب ہوں۔" [البقرۃ:۱۸۶]

۶۳: اَلْـقَهَّـارُ، دلیل یہ ہے: ﴿وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ "اور وہ (سب) ایک اللہ قہار (سب پر قاہر و غالب) کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے۔" [ابراہیم:۴۸]

۶۴: اَلْقَوِيُّ، دلیل یہ ہے: ﴿یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ﴾ "وہ جسے چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہی القوی (سب سے زیادہ قوت والا) عزیز ہے۔" [الشوریٰ:۱۹]

۶۵: اَلْـقَیُّـوْمُ، دلیل یہ ہے: ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾ "اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہی الحی (زندہ) القیوم (بذات خود قائم و دائم اور ہر چیز پر محافظ و نگران) ہے۔"

[البقرۃ:۲۵۵]

۶۶: اَلْكَبِیْرُ، دلیل یہ ہے: ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ﴾ "یہ اس لیے کہ بے شک اللہ ہی حق ہے اور یہ (مشرکین) اُس (اللہ) کے سوا جس کو پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور بے شک اللہ ہی العلی الکبیر (سب سے بڑا) ہے۔" [الحج:۶۲]

۶۷: اَلْكَرِیْمُ، دلیل یہ ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ﴾ "اے انسان! تجھے اپنے کریم (کرم والے) رب کے بارے میں کس چیز نے (دھوکے میں ڈال دیا ہے؟"

[الانفطار:۶]

۶۸: اَلْكَفِیْلُ، دلیل یہ آیت ہے: ﴿وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَیْكُمْ كَفِیْلًا﴾ "اور مضبوط قسمیں کھانے کے بعد انھیں نہ توڑو اور (حال یہ ہے کہ) تم نے اللہ کو اپنے اوپر کفیل (کفالت کرنے والا، ضامن) بنا (تسلیم) کر رکھا ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[النحل:۹۱]

دوسری دلیل وہ حدیث ہے جس میں بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا قصہ بیان ہوا ہے جس نے اپنے قرض دہندہ کو کہا تھا "کفٰی باللّٰہ وکیلاً" "اللہ کا وکیل ہونا کافی ہے۔"

[صحیح البخاری:۲۲۹۱]

۶۹: اَللَّطِیْفُ، دلیل یہ ہے: ﴿ اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ﴾ "کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا ہے؟ اور وہی لطیف (تمام اسرار سے واقف، باریک بین) خبیر ہے۔"

[الملک:۱۴]

۷۰: اَلْمُبِیْنُ، دلیل یہ ہے: ﴿ یَوْمَئِذٍ یُّوَفِّیْهِمُ اللّٰهُ دِیْنَهُمُ الْحَقَّ وَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ ﴾ "اس دن اللہ انھیں اُن کے دینِ حق کا پورا بدلہ دے گا اور وہ جان لیں گے کہ بے شک اللہ ہی حق مبین (واضح کرنے والا) ہے۔" [النور:۲۵]

۷۱: اَلْمُتَعَالُ، دلیل یہ ہے: ﴿ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِیْرُ الْمُتَعَالِ ﴾ "غیب وظاہر کا جاننے والا، کبیر اور متعال (بہت بلند) ہے۔" [الرعد:۹]

۷۲: اَلْمُتَكَبِّرُ، دلیل یہ ہے: ﴿ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ﴾ [دیکھئے فقرہ:۱۳]

۷۳: اَلْمَتِیْنُ، دلیل یہ ہے: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ﴾ [دیکھئے فقرہ:۳۲]

۷۴: اَلْمُجِیْبُ، دلیل یہ ہے: ﴿ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ﴾ "بے شک میرا رب قریب مجیب (جواب دینے والا) ہے۔" [ھود:۶۱]

۷۵: اَلْمَجِیْدُ، دلیل یہ ہے: ﴿ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ﴾ "اے اہلِ بیت! تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں، بے شک وہ (اللہ) حمید مجید (بزرگی والا) ہے۔ [ھود:۷۳]

۷۶: اَلْمُحْسِنُ، اس کی دلیل حدیث ہے: ((اِنَّ اللّٰهَ مُحْسِنٌ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ)) "یقیناً اللہ محسن (احسان کرنے والا) ہے، وہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الدیات لابن ابی عاصم ص ۵۶ والکامل لابن عدی ۲۱۴۵/۶ واخبار اصبھان لابی نعیم ۱۱۳/۲، اس کی سند حسن ہے جیسا کہ شیخ البانی نے سلسلۃ الصحیحۃ: ۴۷۰ میں ذکر کیا ہے، نیز دیکھئے صحیح الجامع الصغیر: ۱۸۱۹، ۱۸۲۰)

[ومصنف عبدالرزاق ۴۹۱/۴ ح ۸۶۰۳ وسندہ حسن، عبدالرزاق صرح بالسماع عند الطبرانی فی الکبیر ۲۷۵/۷ ح ۷۱۲۱، وروی البیہقی ۲۸۰/۹ بلفظ "إن اللّٰه محسان" وسندہ صحیح/ مترجم]

۷۷: اَلْمُحِیْطُ، دلیل یہ ہے: ﴿اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ﴾ "خبردار، بلاشبہ وہ (اللہ) ہر چیز کو مُحیط (گھیرے ہوئے) ہے۔" [حٰمٓ السجدۃ: ۵۴]

۷۸: اَلْمُصَوِّرُ، دلیل یہ ہے: ﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾ دیکھئے فقرہ: ۸

۷۹: اَلْمُعْطِیُّ، دلیل یہ حدیث ہے: ((وَاللّٰهُ الْمُعْطِی وَ أَنَا الْقَاسِمُ)) "اللہ دینے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔" [صحیح بخاری: ۳۱۱۶]

۸۰: اَلْمُقْتَدِرُ، دلیل یہ آیت ہے: ﴿وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا﴾ "اور اللہ ہر چیز پر مقتدر (قدرت رکھنے والا) ہے۔" [الکھف: ۴۵]

۸۱: اَلْمُقَدِّمُ، دلیل یہ حدیث ہے: ((أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ أَنْتَ الْمُؤَخِّرُ)) "تو ہی مقدم (آگے لانے والا) اور تو ہی مؤخر (پیچھے ہٹانے والا) ہے۔" [صحیح بخاری: ۱۱۲۰ وصحیح مسلم: ۷۷۱]

۸۲: اَلْمُقِیْتُ، دلیل یہ آیت ہے: ﴿وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا﴾ "اور اللہ ہر چیز پر مُقیت (ہر جاندار کو رزق اور خوراک عطا کرنے والا) ہے۔" [النسآء: ۸۵]

۸۳: اَلْمَلِكُ، دلیل یہ آیت ہے: ﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ﴾ [دیکھئے فقرہ: ۱۳]

۸۴: اَلْمَلِیْكُ، دلیل یہ ہے: ﴿فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ﴾ "وہ ملیک (بادشاہ) مقتدر کے پاس سچی بیٹھک میں (بیٹھے) ہوں گے۔" [القمر: ۵۵]

۸۵: اَلْمَنَّانُ، دلیل یہ حدیث ہے: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ)) "اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کیونکہ تیرے لیے ہی (ہر قسم) کی حمد ہے، تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں، تُو المنان (احسان کرنے والا) ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[سنن ابی داود: ۴۴۹۵ و اسنادہ حسن]

۸۶: اَلْمُهَيْمِنُ، دلیل کے لیے دیکھیے فقرہ: ۱۳

۸۷: اَلْمُؤَخِّرُ ، دلیل کے لیے دیکھیے فقرہ: ۱۸

۸۸: اَلْمَوْلٰى ، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ﴾ ''بہترین مولیٰ (کارساز) اور بہترین مدگار (اللہ) ہے۔'' [الانفال: ۴۰]

۸۹: اَلْمُؤْمِنُ، دیکھیے فقرہ: ۱۳

۹۰: اَلنَّصِيْرُ، دلیل یہ آیت ہے: ﴿وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا﴾ ''اللہ کا ولی ہونا کافی ہے اور اللہ کا نصیر (مدگار) ہونا کافی ہے۔'' [النسآء: ۴۵]

۹۱: اَلْهَادِيْ، دلیل یہ ہے: ﴿وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّ نَصِيْرًا﴾ ''اور تیرے رب کا ہادی (ہدایت دینے والا) اور نصیر ہونا کافی ہے۔'' [الفرقان: ۳۱]

۹۲: اَلْوَاحِدُ ، دلیل یہ ہے: ﴿قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ ''کہہ دو، اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہی الواحد (اکیلا) قہار ہے۔'' [الرعد: ۱۶]

۹۳: اَلْوَارِثُ، دلیل یہ ہے: ﴿وَ اِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَ نُمِيْتُ وَ نَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ﴾ ''اور بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں۔'' [الحجر: ۲۳]

۹۴: اَلْوَاسِعُ ، دلیل یہ ہے: ﴿وَ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ ''اور مشرق اور مغرب اللہ ہی کے لیے ہیں، پس تم جس طرف منہ پھیرو اسی طرف اللہ کا وجہ (چہرہ) ہے، بے شک اللہ واسع (وسعتوں والا) علیم ہے۔'' [البقرۃ: ۱۱۵]

۹۵: اَلْوِتْرُ، اس کی دلیل یہ حدیث ہے: ((اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ)) ''بے شک اللہ وتر (ایک) ہے، وتر کو پسند کرتا ہے۔'' [صحیح بخاری: ۶۴۱۰ و صحیح مسلم: ۲۶۷۷]

۹۶: اَلْوَدُوْدُ، دلیل یہ ہے: ﴿اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَ يُعِيْدُ ○ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ﴾ ''یقیناً وہی ابتدا کرتا ہے اور لوٹاتا ہے اور وہی غفور ودود (محبت کرنے والا) ہے۔'' [البروج: ۱۳، ۱۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۷:اَلْوَكِيْلُ، دلیل یہ ہے: ﴿فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ ''پس ان کا ایمان زیادہ ہوگیا اور انھوں نے کہا: ہمارے لیے ہمارا رب کافی ہے اور وہ بہترین الوکیل (رزق ومعاش کا کفیل) ہے۔'' [ال عمران:۱۷۳]

۹۸:اَلْوَلِيُّ، دلیل یہ ہے: ﴿فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى﴾ ''پس اللہ ہی الولی (مددگار، دوست) ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے۔'' [الشوریٰ:۹]

۹۹:اَلْوَهَّابُ، دلیل یہ آیت ہے: ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ ''اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ہدایت دینے کے بعد ٹیڑھا نہ کرنا، اور اپنی طرف سے ہمیں رحمت عطا فرما، بے شک تو الوہاب (عطا فرمانے والا) ہے۔'' [ال عمران:۸]

حدیث میں بیان شدہ اللہ کے اسمائے حُسنیٰ (ننانوے ناموں) کی موافقت کرتے ہوئے حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب إعلام الموقعین (۱۴۹/۳، ۱۷۱) میں سدِ ذرائع کے قاعدے کی تائید کے لیے ننانوے وجوہ (دلیلیں) بیان کی ہیں اور اسی پر اقتصار (انحصار، اکتفا) کیا ہے۔ (سدِ ذرائع کا مطلب یہ ہے کہ کتاب وسنت کے خلاف تمام راستوں کو بند کردینا تاکہ بُرائی کا سدّ باب ہوجائے/مترجم)

اور میں نے اپنی کتاب: ''دراسة حديث: ((نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَاءً سَمِعَ مَقَالَتِي)). رواية ودراية ''میں اس حدیث سے استنباط کرتے ہوئے ننانوے فائدے بیان کئے ہیں (ص۲۰۱ تا ۲۱۰) یہ حدیث: ((نَضَّرَ اللّٰهُ......)) اپنے الفاظ کثیرہ کے ساتھ مختصر ومطول مروی ہے۔ [سنن الترمذی (۲۶۵۸) وقال: "هذا حديث حسن صحيح" ومسند الحمیدی (تحقیقی:۸۹) وهو حديث صحيح / یہ حدیث متواتر ہے دیکھئے نظم المتناثر من الحدیث المتواتر (ح ۳)]

۶: اللہ کے بعض نام ایسے ہیں جو دوسروں پر بھی استعمال کئے جاتے ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''تمھارے پاس تمھاری اپنی جانوں میں سے رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ گیا، جسے تم مشکل سمجھتے ہو وہ اس پر گراں (گزرتا) ہے، تمھاری بہتری چاہنے والا، مومنین کے ساتھ رؤف رحیم ہے۔'' [التوبۃ:۱۲۸] اور فرمایا: ﴿إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾ ''بے شک ہم نے انسان کو (مرد وعورت کے) ملے جلے نطفے سے پیدا کیا (تاکہ) اسے آزمائیں، پھر ہم نے اسے سمیع (سننے والا) بصیر (دیکھنے والا) بنایا۔'' [الدھر:۲]

جن معانی پر یہ نام دلالت کرتے ہیں ان میں خالق، مخلوق کے مشابہ نہیں اور نہ مخلوق، خالق کے مشابہ ہے۔ بعض ایسے نام ہیں جو صرف اللہ کے بارے میں کہے جا سکتے ہیں کسی دوسرے کے بارے میں یہ نام کہنا جائز نہیں، مثلاً: اللہ، رحمٰن، خالق، باری، رازق اور الصمد (وغیرہ)

ابن کثیر سورۂ فاتحہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض ناموں کا استعمال مخلوق کے بارے میں جائز ہے اور بعض کا استعمال مخلوق کے بارے میں جائز نہیں، جیسا کہ اللہ کا نام رحمٰن، خالق اور رازق وغیرہ کا استعمال مخلوق کے لیے جائز نہیں ہے۔''

☆۱۰: امام ابن ابی زید القیروانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ اپنی تمام صفات اور ناموں کے ساتھ ہمیشہ سے ہے وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی صفتیں مخلوق ہوں یا اس کے نام محدث (نئے، غیر قدیم) ہوں۔''

اللہ ہی اپنی صفات کے ساتھ ازلی وابدی موصوف اور اپنے ناموں کے ساتھ موسوم ہے۔ اللہ نے اپنا ایسا کوئی نام نہیں رکھا جس کے ساتھ وہ پہلے موسوم نہیں تھا۔

اللہ کی صفات دو طرح کی ہیں:

اول: ذاتی صفات جو ذات کے ساتھ ازل وابد سے قائم ودائم ہیں، مشیت واراد ے سے متعلقہ نہیں ہیں، مثلاً: الوجہ (چہرہ) الید (ہاتھ) الحیاۃ (زندگی) السمع (سننا) البصر (دیکھنا) العلو (بلند ہونا)

دوم: صفات فعلیہ جو مشیت اور ارادے سے متعلقہ ہیں، جیسے الخلق (پیدا کرنا)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرزق (رزق دینا) الاستواء (مستوی و بلند ہونا) النزول (نازل ہونا) اور المجئی (آنا)

ان صفات کی نوعیت قدیم ہے اور ان کا نفاذ جدید ہے۔ اللہ ازل سے الخلق اور الرزق کی دونوں صفتوں سے موصوف ہے، ایسا نہیں ہے کہ وہ پہلے موصوف نہیں تھا اور بعد میں موصوف بن گیا۔ آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے بعد عرش پر استواء① ہوا۔ آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے بعد نزول (کی صفت) ہوا۔ المجئی (آنے) کی صفت، ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق ہے: ﴿وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا﴾ ''اور تیرا رب اور فرشتے صف در صف آئیں گے۔'' [الفجر:۲۲]

اس صفت کا اظہار قیامت کے دن بندوں کے درمیان فیصلے کے وقت ہوگا اس کی صفت ''وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے'' نوعیت کے لحاظ سے قدیم ہے۔ اور یہ مختلف افعال ان اوقات میں ہوئے ہیں جب اللہ نے انھیں کرنا چاہا ہے۔ اپنی ذات وصفات کے لحاظ سے اللہ ہی خالق ہے اس کے سوا ہر چیز مخلوق ہے۔ اللہ کی صفتوں میں سے کوئی صفت مخلوق نہیں، اس کے نام محدث (جدید) نہیں ہیں اور نہ ان کے رکھنے کی کوئی ابتدا ہے۔②

[redacted] انتہیٰ

---

① اہل سنت کے اس عقیدے کے سراسر برعکس، جناب اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب کہتے ہیں: ''اور صفات قدیم ہیں تو جس وقت عرش نہ تھا استواء اُس وقت بھی تھا اور جس وقت سماء نہ تھا نزول الی السماء اُس وقت بھی تھا....'' [ملفوظات حکیم الامت ج۶ ص۱۰۲ ملفوظ:۱۹۲]

تھانوی صاحب کے اس قول کا آسان الفاظ میں یہ مطلب ہے کہ جب عرش نہیں تھا تو اُس وقت بھی اللہ عرش پر مستوی تھا۔ اور جب آسمانِ دنیا نہیں تھا تو اُس وقت بھی ہر رات کو اللہ آسمانِ دنیا پر نازل ہوتا تھا۔ یہ قول سراسر بدعت ہے کتاب وسنت واجماع اور آثار سلف صالحین سے اس قول کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس قسم کے باطل اقوال کی مدد سے منکرین صفاتِ باری تعالیٰ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی نہیں اور نہ وہ ہر رات آسمانِ دنیا پر نازل ہوتا ہے۔ استواء علی العرش سے ان لوگوں کے نزدیک مراد استولیٰ (غلبہ) اور نزول سے مراد رحمت کا نزول ہے۔ سبحانہ وتعالیٰ عما یقولون علوًا کبیرًا

② اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں اللہ اور رب کا فارسی وار دو وغیرہ زبانوں میں ترجمہ: خدا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حزم (متوفی ۴۵۶ھ) لکھتے ہیں: "واتفقوا علٰی تحریم محل اسم معبد لغیر اللّٰہ عزوجل کعبد العزٰی وعبد ھبل وعبد عمرو وعبد الکعبۃ وما أشبہ ذالک حاشا عبد المطلب" اور اس پر اتفاق (اجماع) ہے کہ اللہ کے سوا، غیر اللہ سے عبد کے ساتھ منسوب ہر نام حرام ہے، مثلاً: عبدالعزیٰ، عبد ہبل، عبدعمرو، عبد الکعبہ اور جو ان سے مشابہ ہے، سوائے عبدالمطلب کے۔

[مراتب الاجماع ص ۱۵۴ باب/الصید والضحایا والذبائح والعقیقۃ]

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

"ولا یجوز نحو عبد الحارث ولا عبد النبي ولا عبرۃ بما شاع فیما بین الناس" اور عبدالحارث اور عبدالنبی جیسے نام ناجائز ہیں اور لوگوں میں جو مشہور ہو گیا ہے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ [مرقاۃ المفاتیح ج ۸ ص ۵۱۳ تحت ح ۴۷۵۲ باب الأسامی، الفصل الأول]

معلوم ہوا کہ عبدالنبی، عبدالرسول اور عبدالمصطفیٰ وغیرہ نام رکھنے جائز نہیں ہیں۔

ابوالفضل محمود آلوسی البغدادی (متوفی ۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں:

"وخلاصۃ الکلام في ھذا المقام أن علماء الإسلام اتفقوا علی جواز اطلاق الأسماء و صفات علی الباری تعالٰی إذا ورد بھا الإذن من الشارع وعلٰی امتناعہ إذا ورد المنع عنہ ، واختلفوا حیث لا إذن ولا منع في جواز اطلاق ما کان سبحانہ وتعالٰی متصفًا بمعناہ ولم یکن من الأسماء الأعلام الموضوعۃ في سائر اللغات إذ لیس جواز اطلاق علیہ تعالٰی محل نزاع أحد ، ولم یکن اطلاقہ موھمًا نقصًا بل کان مشعرًا بالمدح فمنعہ جمھور أھل الحق مطلقًا للخطر وجوزہ المعتزلۃ مطلقاً ، ومال إلیہ القاضي أبوبکر لشیوع اطلاق خدا نحو وتکري من غیر نکیر فکان اِجماعاً ورد بأن الإجماع کاف فی الإذن الشرعي إذا ثبت"

اس مقام پر خلاصہ کلام یہ ہے کہ علماء اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ باری تعالیٰ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں ان اسماء وصفات کا اطلاق (مطلق استعمال) جائز ہے، بشرطیکہ ان کے بارے میں شارع سے (شریعت میں) اجازت وارد ہے اور یہ نام ممنوع ہیں اگر ان کی ممانعت وارد (یعنی ثابت) ہے۔ جن ناموں کے بارے میں نہ اجازت ہے اور نہ منع، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بارے میں ان کے جواز اطلاق میں اختلاف ہے اللہ ان ناموں کے مفہوم کے ساتھ موصوف ہے۔ تمام زبانوں میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں جو نام لیے جاتے ہیں، ان کے جواز اطلاق میں کسی کا بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (اگر اللہ کے بارے میں ایسا نام لیا جائے جوان زبانوں میں نہیں ہے) اور اس نام کے اطلاق سے اللہ کی مدح ہوئی ہے۔ نقص (خامی) کا وہم نہیں ہوتا تو جمہور اہل حق نے خطرے کے پیش نظر اسے مطلقاً منع کر دیا ہے جبکہ معتزلہ اسے مطلقاً جائز سمجھتے ہیں۔

قاضی ابوبکر بھی اسی طرف مائل ہیں (کیونکہ اللہ ورب کے بارے میں) خدا اور (ترکی زبان میں) تکری کا لفظ بغیر انکار کے مطلقاً شائع (ومشہور) ہے، پس یہ اجماع ہے (کہ خدا کا لفظ جائز ہے) اور رد کیا گیا (یا وارد ہوا کہ) بے شک اگر اجماع ثابت ہو جائے تو شرعی اجازت کے لیے کافی ہے" [روح المعانی ج ۵ ص ۱۲۱ تحت آیۃ: ۱۸۰ من سورۃ الأعراف]

اس طویل عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کے لیے خدا کا لفظ بالاجماع جائز ہے۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ شاہ ولی اللہ الدہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے قرآن مجید کے فارسی ترجمے میں جابجا، بڑی کثرت سے خدا کا لفظ لکھا ہے، مثلاً: دیکھئے ص ۵ (مطبوعہ: تاج کمپنی لمیٹڈ)

سعدی شیرازی (متوفی ۶۹۱ھ) نے بھی خدا اور خداوند کا لفظ کثرت سے استعمال کیا ہے، مثلاً: دیکھئے بوستان (ص ۱۰)

مشہور اہل حدیث عالم فاخر الہ آبادی (متوفی ۱۱۶۴ھ) نے فارسی زبان میں ایک بہترین رسالہ لکھا ہے جس کا نام "رسالہ نجاتیہ" ہے۔ اس رسالے میں انھوں نے "خدا" کا لفظ لکھا ہے، مثلاً: دیکھئے ص ۴۲ اسی طرح اور بھی بہت سے حوالے ہیں۔ یہ کتابیں علماء وعوام میں مشہور ومعروف رہی ہیں۔ کسی ایک مسلمان نے بھی یہ نہیں کہا کہ "خدا" کا لفظ ناجائز یا حرام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا شرک ہے۔ چودھویں پندرھویں صدی میں بعض لوگوں کا لفظ خدا کی مخالفت کرنا اجماع کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

فائدہ (۱): سنن الترمذی (۳۵۰۷) وغیرہ میں ایک حدیث مروی ہے جس میں اللہ کے ننانوے نام مذکور ہیں اس حدیث میں درج ذیل (۳۱) نام موجود ہیں جو کہ شیخ عبدالمحسن العباد کی ترتیب میں مذکور نہیں ہیں۔ **القابض ،الباسط ، الخافض ، الرافع ،المعز ، المذل ،العدل ،الجليل ،الباعث ،المحصي ،المبدئي ،المعيد ،المحيي ، المميت ، الواجد ،الماجد ،الوالي،المنتقم ،مالك الملك ،ذوالجلال والإكرام، المقسط ،الجامع ،المغني،المانع ،الضار ،النافع، النور،البديع ، الباقي ،الرشيد ،الصبور۔**

اس روایت کی سند ولید بن مسلم کی تدلیس التسویہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

فائدہ (۲): اسمائے حسنیٰ میں الاول سے مراد اللہ ہے، دیکھئے صحیح مسلم (۲۷۱۳)

بعض الناس ''الاول'' سے مراد نبی کریم ﷺ لیتے ہیں لیکن اس کی کوئی دلیل کتاب وسنت و اجماع وآثارِ سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے۔ **وما علينا إلا البلاغ**

[۲۷ جولائی ۲۰۰۵ء بیاڑ تحصیل کلکوٹ، کوہستان، دیر بالا]

❁❁❁

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

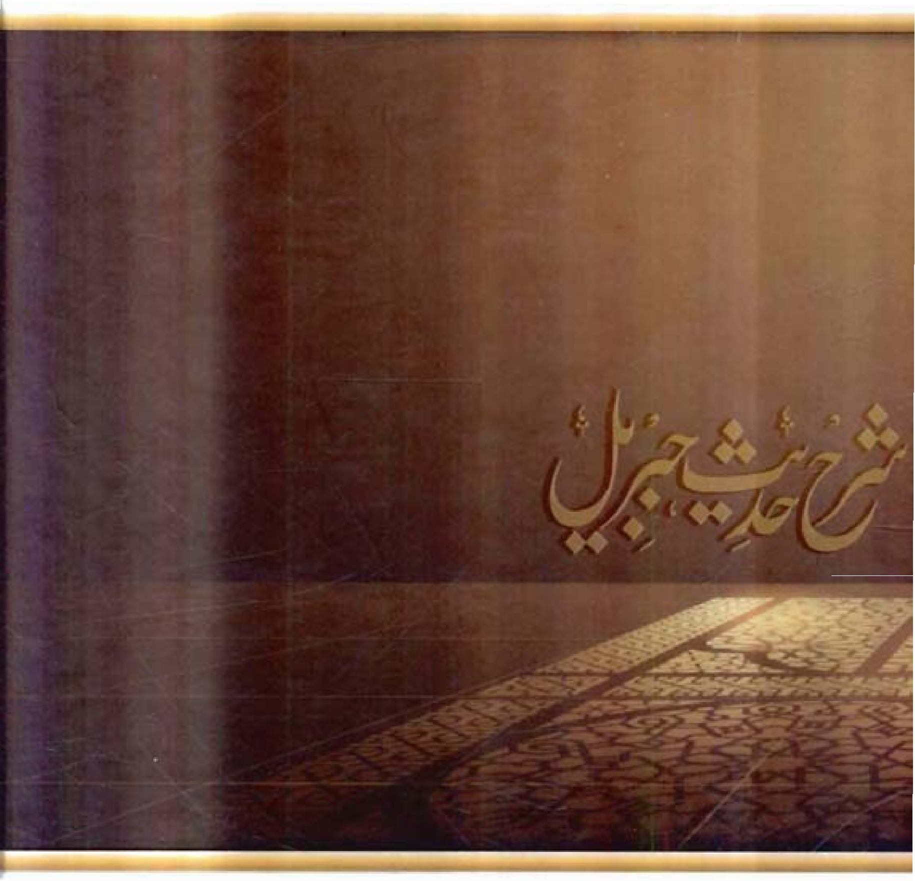

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

www.maktabaislamiapk.blogspot.com
Facebook.com/maktabaislamia1
maktabaislamiapk@gmail.com

2514800099